New era Magazine

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دھنک

از فضہ بتول

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

ایک بار خوابوں کی سرزمین پہ قدم دھر دینے کے بعد حقیقت کی دنیا میں لوٹ کر آنا بڑا کٹھن، بڑا تکلیف دہ عمل ہوتا ہے حقیقت کی دنیا تو جیسے کسی نخلستان کی مانند ہوتی ہے کہ جہاں قدم قدم پر کانٹوں سے الجھنا پڑتا ہے۔۔۔ زخم زخم پاؤں لیے چلتے جانا بھی تو کتنا مشکل کام ہے مگر رک جانا بھی سہل نہیں۔۔آمنہ آج کل اسی تکلیف دہ دور سے گزر رہی تھی۔خواب ٹوٹنا سانحہ تو نہیں مگر اس کو تو کسی سانحے سے کم نہ لگا تھا۔وہ کرچی کرچی دل لیے نیم تاریک کمرے میں چپ چاپ لیٹی یہی سوچتی رہتی کہ اب زندگی میں باقی کیا رہ گیا ہے۔کوئی منزل، کوئی راہگزر کچھ بھی تو نہ بچا تھا۔۔وہ جیسے خلاء میں معلق تھی۔یوں جیسے نہ اس کا کوئی ماضی ہی باقی رہا تھا نہ کوئی مستقبل۔وہ بس لمحہء موجود میں جی رہی تھی۔۔چپ چاپ۔۔۔تن بہ تقدیر بنی۔۔اسکا ذہن سارا دن انہی لمحوں کو دہراتا رہتا کہ جن کی بدولت وہ آج زمان و مکان کی قید سے آزاد مایوسیوں کے بحر میں غرق ہوچکی تھی۔وہ آمنہ سرفراز جو کبھی ہار نہ مانتی تھی، کہ جس کی کشادہ پیشانی پہ ہمہ وقت بے فکری کی چمک رہتی تھی سیاہ آنکھوں میں امنگیں انگڑائیاں لیتی تو لب بات بے بات مسکرایا کرتے، وہ ریت کے گھروندے کی مانند ڈھے گئی تھی، اس کی بے فکری، مسرت، امنگیں، امیدیں سب آن واحد میں رخصت ہوئیں اور وہ نا امیدی کی تاریکیوں میں ڈوبتی چلی گئی۔

وہ اس روز کتنی مسرور و شاداں تھی، اس کے سب خواب پورے ہونے

جارہے تھے۔وہ عثمان احمد کی دلہن بن رہی تھی، عثمان احمد کہ جس کے خواب اس نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی پلکوں پر سجا لیے تھے۔وہ اس کے ابو کے نہایت قریبی دوست کا بیٹا تھا ،بچپن سے ہی آنا جانا تھا سو آمنہ کب سے دل ہی دل میں اس خاک کے حسین پتلے کی اسیر ہوگئی اسے خبر بھی نہ ہوئی۔وہ پور پور اس کی محبت میں ڈوبی تھی، اس نے پل پل اسے ہی چاہا تھا خدا سے اسے ہی مانگا تھا۔اور جب اس کے گریجویشن کے آخری پرچے کے اگلے ہی روز احمد انکل بمعہ اپنی بیوی اور بڑی بیٹی کے عثمان کیلیے اس کا ہاتھ مانگنے آئے تو وہ جیسے ہواؤں میں رقصاں ہوگئی۔جھٹ منگنی پٹ بیاہ والا معاملہ ہوا اور ٹھیک ایک ماہ بعد رخصتی کی تاریخ مقرر ہوگئی۔عثمان سے ان دنوں میں بلکل بھی سامنا نہ ہوسکا تھا وہ خود ہی گریز برت رہا تھا شاید ورنہ وہ تو دل ہی دل میں اسے دیکھنے کو بے تاب تھی۔بڑی عجیب بات تھی کہ دونوں خاندانوں میں اتنے گہرے تعلقات کے باوجود عثمان کبھی کسی سے بھی بے تکلف نہ ہوا تھا وہ ہمیشہ ہی اپنے خول میں بند رہتا اور اس کا یہی لیا دیا سا انداز آمنہ کو گھائل کردیتا۔وہ تھا بھی تو کتنا پرکشش، لمبا اونچا قد، کسرتی جسم، چہرے کے نقوش نہایت متناسب اور ہلکی ہلکی داڑھی، سلیقے سے جمے بال اور لباس کا چناؤ ہمیشہ ہی اتنا شاندار کہ دیکھنے والا دیکھتا رہ جائے ، وہ تو کسی بھی لڑکی کے خوابوں کا شہزادہ ہوسکتا تھا۔آمنہ بھلا کیسے اس کے خواب نہ دیکھتی۔خوشیوں بھرے دن دوڑتے بھاگتے گزرے اور رخصتی کا دن آن پہنچا۔وہ سرخ رنگ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے روایتی عروسی لباس میں شہر کے سب سے اونچے پارلر سے دلہن بنی قیامت ڈھا رہی تھی۔امی تو نجانے کتنی ہی بار اس کی نظر اتار چکی تھیں۔فوٹو سیشن کے بعد وہ سہیلیوں کے جھرمٹ میں بیٹھی ان کی چھیڑ چھاڑ سے لطف اندوز ہورہی تھی جب بارات کے آنے کا شور اٹھا۔آمنہ کا دل مارے خوشی کے تیز تیز دھڑک رہا تھا۔یہ سب جیسے ایک خواب تھا۔نکاح ہوا، اسے عثمان کے پہلو میں بٹھایا گیا جو آف وائٹ شیروانی میں کسی شہزادے سے کم نہ لگ رہا تھا۔ وہ سر جھکائے دل ہی دل میں بے حد مسرور تھی۔کچھ رسومات کے بعد رخصتی کا شور اٹھا اور وہ رخصت ہوکر عثمان کے گھر آگئی۔اس کی ساس اور نندوں نے اس کا شاندار استقبال کیا تھا اور کچھ رسومات کے بعد اسے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔وہ تازہ گلابوں سے سجے کمرے میں جہازی سائز مسہری پر بیٹھی مسلسل مسکرائے ہی جارہی تھی۔دل میں بس ایک ہی خیال چکرا رہا تھا کہ عثمان اس سے اپنی محبت کا اظہار کیسے کرے گا۔۔کتنے ہی لمحے گزرے اور پھر وہ چلا آیا۔۔وہ فورا سر جھکا کر بیٹھ گئی۔اس کی سماعتیں منتظر تھیں شہد آگیں لہجے میں محبت بھرے الفاظ سننے کی۔۔اور پھر وہ بول اٹھا۔

آمنہ آئم سوری مگر میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔یہ طلاق کے کاغذات ہیں میری صبح چھ بجے کی یو کے کی فلائیٹ ہے میں ہمیشہ کیلیے ملک سے جارہا ہوں۔وہ جیسے کوئی بہت بڑا مذاق تھا۔آمنہ نے ایک جھٹکے سے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا۔وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح اکھڑا اکھڑا سا کھڑا تھا ایک سفید لفافہ اس کی

جانب بڑھاتے ہوئے وہ سنگلاخ آنکھوں کے ساتھ اس کے چہرے کی جانب دیکھ رہا تھا۔

یہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ اس کی آواز کپکپائی۔

وہی جو تم نے سنا ہے اور اب پلیز کوئی سین کری ایٹ مت کرنا۔میں نے امی ابو سے ہزار بار بتایا تھا کہ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی مگر انہیں بہت شوق تھا تمہیں اپنی بہو بنانے کا سو میں نے ان کا شوق پورا کردیا۔اب تم اطمینان سے اپنے گھر واپس جاؤ اور اپنی نئی زندگی شروع کرو۔تم اچھی لڑکی ہو ایک اچھا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتی ہو جو صرف تمہیں چاہے۔وہ کتنا عدل پسند تھا۔وہ بس اسے دیکھے گئی۔اس نے طلاق کے کاغذات اس کے سامنے رکھے اور خود اپنا سامان پیک کرنے لگا۔وہ پتھر کے بت کی مانند اسے دیکھے گئی۔اس نے سامان پیک کرنے کے بعد اس کے عین سامنے آکر اسے زبانی طلاق دی اور اپنا سامان لے کر کمرے سے چلا گیا وہ آدھی رات کا وقت تھا، وہ بآسانی گھر سے نکل گیا تھا۔وہ شاک کے عالم میں بیٹھی رہی۔۔۔گھڑی کی سوئیاں ٹک ٹک کرتی رہیں اور صبح کا اجالا پھیلنے لگا۔نجانے کتنے ہی گھنٹے گزرے۔۔دس بجے اس کی ساس کمرے میں آئیں اور اسے یوں بیٹھے دیکھ کر دنگ رہ گئیں۔۔انہوں نے سوالات کی بوچھاڑ کردی تو اسنے وہی سفید لفافہ ان کی جانب بڑھا دیا جسے پڑھنے کے بعد وہ پچھاڑیں کھانے لگیں۔گھر میں اک کہرام مچ گیا، کچھ ہی دیر میں اسکے گھر والے ناشتہ لیکر پہنچے تو ایک شاک انکا منتظر تھا، اس کے بڑے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہنوئی تو غیض و غضب کے عالم میں چلانے لگے، احمد صاحب اور ان کی بیوی ہاتھ جوڑ رہے تھے اور اس کی بہن اور بہنوئی انہیں ذلیل کر رہے تھے۔اس سارے تماشے میں بس ایک وہ تھی جو بلکل چپ تھی۔نجانے کتنی دیر یہ ہنگامہ برپا رہا پھر وہ بہن بہنوئی کے ہمراہ واپس اپنے گھر چلی آئی۔یہاں پہ پورا خاندان ہی جمع تھا، اچھا خاصا تماشا لگ گیا تھا۔۔امی تو یہ خبر سنتے ہی بے ہوش ہوگئیں، ابو احمد صاحب کو کال ملا کر انہیں خوب سنانے لگے۔کچھ خواتین اس سے ہمدردی کرنے لگیں۔۔ہر چند کہ کر سو آوازیں ہی آوازیں تھیں۔۔مگر اسے تو کچھ بھی سنائی نہ دیتا تھا۔۔اس کی زندگی تو بس اس ایک لمحے میں قید ہوگئی تھی کہ جب اس کے خوابوں کے شہزادے نے اسے اپنی زندگی سے بے دخل کردیا تھا۔۔دو تین دن بعد مہمان بھی اپنے اپنے گھروں کو سدھار گئے، کچھ دن بعد بہنیں بھی اپنے اپنے گھروں کو چلی گئیں اور گھر میں امی ابو اور شایان رہ گئے۔

وہ سارا دن اپنے کمرے میں بند رہتی، ابو صبح دفتر چلے جاتے اور شایان یونیورسٹی۔۔۔امی سارا دن ماسی سے الجھتیں کبھی اس کے پاس آ بیٹھتیں تو کبھی کسی بیٹی کو کال ملا لیتیں۔آمنہ نے چپ اوڑھ لی تھی۔۔اس کی زندگی ویران ہوگئی تھی۔۔کچھ باقی نہ بچا تھا۔۔اسے اب جی کر کیا کرنا تھا۔۔حیات کا کوئی مقصد بھی تو نہ تھا۔۔۔وہ کیا کرتی۔۔کیسے زندہ رہتی۔۔کیونکر تاریکی سے اجالے میں قدم رکھتی کہ زندگی نے تو اس سے خوش رہنے ، مسکرانے کا ہر حق ہی

چھین لیا تھا۔

ایک روز صبح ہی صبح بڑی باجی اپنے تینوں بچوں کے ہمراہ چلی آئیں۔وہ چپ چاپ آنگن میں رکھے جھولے پر بیٹھی اوپری منزل کے چوباروں پہ نظریں جمائے جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔باجی حسب عادت بہت بولتے ہوئے آئی تھیں۔امی باورچی خانے سے نکلیں اور پھر ان کے چہرے پر رونق دوڑ گئی۔ باری باری تینوں بچوں کو لپٹا کر خوب پیار کیا اور وہ سب وہیں تخت پہ براجمان ہوگئے۔

آمنہ اب بھی لاتعلق سی بیٹھی ہوئی تھی۔

آمنہ ادھر آؤ ناں ہمارے پاس بیٹھو۔باجی نے پیار سے اسے مخاطب کیا۔

میں یہیں ٹھیک ہوں باجی۔اس نے مدھم آواز میں جواب دیا اور پھر سے سر اٹھا کر خلا میں کچھ کھوجنے لگی۔

تمہی سمجھاؤ اسے کچھ ثمینہ سارا سارا دن یہ بچی یونہی چپ چاپ کمرے میں پڑی رہتی ہے یا یہاں بیٹھی رہتی ہے۔نہ ڈھنگ کا کھاتی ہے نہ ہی کچھ کہتی ہے۔اس طرح تو نہیں گزرتی زندگی۔امی نے درد بھرے لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہو جائے گی امی اسے تھوڑا وقت دیں۔اتنے بڑے صدمے سے گزری ہے۔ثمینہ نے مدھم آواز میں کہا۔پھر وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں تو آمنہ اکتا کر اٹھ کے اپنے کمرے میں چلی آئی۔باجی شام تک رکیں اور

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انکے جانے کے بعد آمنہ اپنے کمرے سے نکل کر آنگن میں آبیٹھی جہاں ابو اور امی بیٹھے محو گفتگو تھے۔وہ چپ چاپ جھولے پر بیٹھ گئی۔

ثمینہ کی نند کا کوئی سسرالی رشتے دار ہے۔یہاں نوکری ملی ہے اسلیے جب تک گھر کا بندوبست نہیں ہوجاتا یہیں ہمارے پاس رہے گا۔امی ابو کو بتارہی تھیں۔

وہ تو ٹھیک ہے بیگم لیکن وہ ثمینہ کے ہاں رکنے کی بجائے ہمارے یہاں آرہا ہے بات کچھ بنتی نہیں۔ابو متذبذب تھے۔

ثمینہ تو خود کرائے کے گھر میں رہتی ہے اور اس چھوٹے سے گھر میں تو بمشکل وہی لوگ سماتے ہیں مہمان کو کہاں رکھے گی بیچاری؟ امی نے جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمم یہ تو ہے۔خیر تم اوپری منزل پر کمرہ تیار کروادو۔کب آئے گا وہ لڑکا اور نام کیا ہے اس کا؟

کل آئے گا اور نام بتا تو رہی تھی ثمینہ میرے ذہن سے نکل گیا ہے۔امی نے اپنی پیشانی پہ ہاتھ مارا۔

عمر نام ہے امی۔شایان نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے بتایا۔

ہاں ہاں عمر۔عمر نام ہے۔کل آئے گا اور پھر شاید ایک ڈیڑھ مہینہ تو ادھر ہی گزارے۔کیونکہ اتنی جلدی تو گھر بھی نہیں ملتا۔امی نے کہا۔

چلو ٹھیک ہے۔ابو نے سر ہلایا۔

آمنہ نے کوئی توجہ نہ دی تھی وہ ہنوز جھولا ہولے ہولے جھلاتی رہی۔امی ابو کافی دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے شایان نے اسے کافی بار مخاطب کیا مگر وہ ان سنی کرتی رہی تھی۔

اس رات وہ سب کے سوجانے کے بعد بھی دیر تک جھولے پر بیٹھی رہی تھی۔

عمر نے لوہے کے پرانے طرز کے زنگ آلود پھاٹک پر لگی نیم پلیٹ پر نظر ڈالی۔پروفیسر سرفراز عظیم

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اپنے ہاتھ سے سوٹ کیس نیچے رکھا اور اطلاعی گھنٹی پر انگلی رکھ دی۔ دو تین بار بٹن دبانے کے بعد وہ گیٹ کھلنے کا انتظار کرنے لگا۔چند ثانیے بعد اس جہازی سائز پھاٹک کے ذیلی چھوٹے دروازے کو کھول کر ایک لڑکے نے باہر جھانکا۔

جی آپ کون؟ اس نے شائستگی سے پوچھا تھا۔

میرا نام عمر ہے ثمینہ بھابھی نے بتایا ہوگا۔۔اس نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا۔ لڑکے کے چہرے پر فوراً خوش اخلاقی کے آثار ابھرے اور وہ دروازہ پورا وا کرکے باہر نکل آیا۔

جی جی آپ کا ہی انتظار تھا۔آ یئے آیئے۔اس نے آگے بڑھ کر اس کا سوٹ کیس اٹھاتے ہوئے خیر مقدمی انداز میں کہا۔

رہنے دیجیے میں خود اٹھا لوں گا۔عمر جلدی سے بولا مگر لڑکا تب تک سوٹ کیس سمیت گیٹ کے اندر داخل ہوچکا تھا۔عمر اپنے کندھے سے لٹکا بیگ برابر کرتے ہوئے اس کے پیچھے چلا آیا۔گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی اجاڑ سے پائیں باغ اور ایک طویل روش سے سامنا ہوا جس کے کنارے کنارے لگے نیم کے درختوں کے پتے ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔ہر طرف گرد اڑ رہی تھی۔عمر ادھر ادھر نظر دوڑاتا چلنے لگا۔یہ ایک پرانے طرز کی حویلی تھی جس کی بیرونی حالت تو کسی اجاڑ بیابان سے کم نہ تھی۔یوں لگ رہا تھا جیسے اس گھر کے مکینوں نے پائیں باغ اور روش کی صفائی کرنے کی زحمت کبھی نہ کی تھی۔ روش کے اختتام پر تین اسٹیپ تھے اور پھر پرانے طرز کا برآمدہ تھا جس میں کین کی چار کرسیاں رکھی تھیں۔بائیں طرف شیڈ کے نیچے ایک چمچماتی مرسڈیز کھڑی تھی۔وہ لڑکا برآمدے کی اسٹیپ طے کررہا تھا، عمر تیز قدموں سے اس کے پیچھے چلا آیا۔برآمدہ پار کرکے وہ دونوں لکڑی کے منقش رنگ اڑے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔

ارشد ارشد۔لڑکے نے کسی کو بآواز بلند بلایا تھا۔

جی بھائی جان۔ایک نو عمر ملازم لڑکا بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ عمر بھائی کا سامان انکے کمرے میں پہنچا دو۔عمر بھائی یہ بیگ بھی اسے دے دیں۔لڑکے نے ملازم کو ھدایت دیتے ہوئے عمر سے کہا۔عمر نے اپنے شانے سے بیگ اتار کر ارشد کو تھما دیا۔

جی بھائی۔ارشد نے خوشی خوشی سر ہلایا اور اسکا سامان لیکر اوپری منزل کو جاتے زینوں کی طرف بڑھ گیا۔

یہ ارشد ہمارے ایک پرانے ملازم کا لڑکا ہے یہ چھوٹا سا ہی تھا تو اس ملازم اور اسکی بیوی کی ایک حادثے میں وفات ہوگئی ، امی ابو نے اسے بالکل اپنی اولاد کی طرح ہی پالا ہے تھوڑے بہت اوپر کے تھوڑے بہت کام کرتا ہے یہ اور ساتھ اپنی پڑھایا کرتا ہے۔لڑکے نے اسے بتایا۔

عمر نے توصیفی انداز میں سر ہلایا۔

آپ بیٹھیں میں امی کو بلاتا ہوں، امی امی۔۔۔دیکھیں کون آیا ہے۔وہ تخت کی جانب اشارہ کرکے بلند آواز میں ماں کو پکارتا تیزی سے اندرونی کمروں میں گم ہوگیا۔عمر نے تخت پر بیٹھتے ہوئے تفصیل سے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔یہ حویلی باہر سے جتنی اجاڑ نظر آتی تھی اندر سے اتنی ہی صاف ستھری اور خوبصورت فرنیچر سے سجی ہوئی تھی۔یہ ایک بڑا سا آنگن تھا جس کے عین وسط میں بگلوں کی شکل کا فوارہ لگا ہوا تھا اور شفاف پانی سنگ مرمر کے بگلوں کی چونچوں سے ایک دھار کی صورت بہہ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک جانب پرانے طرز کا بڑا سا جھولا رکھا ہوا تھا جس پر دونوں طرف دو گاؤ تکیے رکھے تھے جن پر میرون رنگ کے کورز چڑھے ہوئے تھے۔جھولے کے پاس ہی ایک بڑے سے پنجرے میں سبز رنگ کے دو طوطے تھے۔پنجرہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں کافی سارے پرندے رکھے جاسکتے تھے مگر اس میں صرف دو طوطے تھے اور وہ آزادی سے ادھر ادھر اڑتے پھر رہے تھے۔

آنگن کے چاروں جانب بنے کمروں کے دروازے بند تھے، عمر نے انہیں گنتی کیا وہ تعداد میں چھ تھے۔اسی آنگن میں ایک جانب کھانے کی میز اور چھ کرسیاں رکھی تھیں۔تخت پر صاف ستھری چادر بچھی ہوئی تھی اور دو گاؤ تکیے بھی سلیقے سے رکھے ہوئے تھے۔تخت کے کچھ فاصلے پر دو پرانے طرز کے موڑھے بھی رکھے ہوئے تھے جن پر بڑے خوبصورت کورز چڑھائے گئے تھے اور ایک ٹو سیٹر صوفہ بھی رکھا ہوا تھا۔ایک جانب پڑے اسٹینڈ پر کارڈلیس پڑا ہوا تھا۔

اوپری منزل کو جاتیں سیڑھیوں پر ان ڈور پلانٹس کے گملے کنارے کنارے رکھے ہوئے تھے۔اور ان گملوں میں لگے پودے مستقل نگہداشت کے باعث بڑے خوبصورت نظر آرہے تھے۔عمر کی نظریں اوپر کی جانب اٹھیں، چاروں جانب کمرے تھے اور ریلنگ لکڑی کی تھی جس پر مختلف نقوش و نگار بنے ہوئے تھے۔چھت پر بنی منڈیر پر جنگلا لگا ہوا تھا جس کا سایہ آنگن میں پڑ رہا تھا۔شائد بارش سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ انتظام کیا گیا تھا ، ممکن تھا کہ بارش

کے موسم میں اس جنگلے پر کوئی پلاسٹک کا کور ڈال دیا جاتا ہو تاکہ آنگن میں بارش نہ آئے۔

ارے بیٹا معاف کرنا میں تھوڑی مصروف تھی۔نسوانی آواز پر وہ بے طرح چونکا اور پھر ایک ادھیڑ عمر کی خاتون کو آتے دیکھ کر ادب سے کھڑا ہوگیا۔

السلام علیکم! اس نے مؤدب انداز میں کہا۔

وعلیکم السلام جیتے رہو۔ثمینہ نے مجھے بتایا تھا تمہارے آنے کے متعلق میں نے تو بس تبھی سے تمہارا کمرہ تیار کردیا تھا۔خاتون نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بتایا۔

شکریہ آنٹی۔وہ مسکرایا

تم بیٹھو بیٹا۔چائے بس ابھی آتی ہے۔رشیدہ چائے جلدی لاؤ۔وہ اسے بیٹھنے کی تلقین کرتے ہوئے گردن گھما کر باآواز بلند بولیں۔

لا رہی ہوں باجی۔اندرونی کمروں میں سے آواز آئی تھی۔

خاتوں تخت کے ایک کونے پر بیٹھ گئیں۔عمر بھی بیٹھ گیا۔

اور بیٹا سفر کیسا گزرا؟

بس گزر ہی گیا آنٹی۔میں ویسے تو ڈائیوو سے ہی سفر کرتا ہوں مگر اس بار بس ایڈونچر کی خاطر ٹرین کا ٹکٹ بک کروا لیا تھا قسم سے جوڑ جوڑ ہل گیا ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرا۔بہت ہی واہیات سفر ہوتا ہے ٹرین کا بھی۔وہ اتنی دیر سے چپ رہ رہ کر تھک چکا تھا سو اپنے مخصوص بے تکلفانہ انداز میں بولا

ہاں ٹرین کا سفر تو واقعی تھکا دیتا ہے۔بس تم چائے پی کر آرام کرو۔خاتون نے جواباً کہا تبھی ملازمہ چائے کی ٹرالی گھسیٹ کر لے آئی۔عمر نے سرسری سی نظر ٹرالی پر ڈالی۔جس کی تینوں منزلیں مختلف النوع لوازمات سے پر تھیں۔عمر کی بھوک چمک اٹھی۔ملازمہ نے چائے سرو کی اسی دوران وہ لڑکا بھی چلا آیا اور ایک موڑھا گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

کہاں جاب ملی ہے تمہیں بیٹا؟ خاتون نے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آئیسکو میں ملی ہے آنٹی میں نے جیالوجی میں ماسٹرز کیا تھا تین سال پہلے۔بڑی جوتیاں چٹخائیں بڑے دھکے کھائے مگر جاب ہی نہیں ملتی تھی ، گورنمنٹ جاب کے لیے بھی بڑے ٹیسٹ دیئے مگر ٹیسٹ تو پاس کرلیتا تھا انٹرویو کال نہیں آتی تھی۔یہ جاب بھی بڑی مشکل سے ملی ہے۔اب جھوٹ کیوں بولوں میرے چچا گورنمنٹ سروس میں ہیں ان ہی نے سفارش کی اور تھوڑی بہت رشوت بھی دینی پڑی۔وہ چکن سینڈوچ سے انصاف کرتے ہوئے صاف گوئی سے بولا اس کا لہجہ و انداز اس قدر بے تکلفانہ تھے کہ میزبان بھی اجنبیت کی کیفیت سے فوراً ہی نکل آئے تھے

آج کل رشوت اور سفارش کے بغیر گورنمنٹ جاب کہاں ملتی ہے بھائی۔لڑکے

نے سر ہلایا۔

صحیح بات ہے۔تم کیا کرتے ہو نام کیا ہے تمہارا؟ اس نے پوچھا۔

شایان نام ہے میرا یونیورسٹی میں پڑھتا ہوں۔

اچھا کیا پڑھ رہے ہو؟

بی ایس آئی ٹی کے پہلے سمسٹر میں ہوں۔شایان نے بتایا۔

ویری گڈ۔یہ تو بہت اچھی فیلڈ ہے۔

ہوں۔۔اچھا تو بھائی آپ نے کب سے جوائن کرنا ہے؟

منڈے سے یار۔وہ سینڈوچ کھا چکنے کے بعد اب پیٹیز کیچپ میں ڈبو ڈبو کر کھا رہا تھا۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے یہ اس کا اپنا ہی گھر ہو۔شایان اور اس کی امی کو عمر کا یہ بے تکلفانہ انداز بہت بھایا تھا۔چائے کے بعد شایان نے اسے اوپری منزل پر لیجا کر اس کا کمرہ دکھایا۔عمر اس سے مسلسل باتیں کیے جارہا تھا۔شایان بھی اس سے بے تکلف ہوگیا تھا۔کچھ دیر بعد شایان اسے آرام کرنے کا مشورہ دے کر چلا گیا۔عمر نے سوٹ کیس سے کپڑے نکالے اور باتھ روم میں گھس گیا،نیم گرم پانی سے غسل کرنے کے بعد اسے جمائیاں آنے لگی تھیں۔وہ بستر پر گر کر اونگھنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بڑا ہی اچھا بچہ ہے عمر تو۔آتے ہی یوں گھل مل گیا ہمارے ساتھ جیسے ہمارے گھر کا فرد ہی ہو۔امی تخت پر بیٹھی ہوئی تھیں ،کارڈلیس کان سے لگائے وہ ثمینہ سے بات کررہی تھیں۔آمنہ ان سے کچھ ہی فاصلے پر پنجرے کے پاس زمین پر اکڑوں بیٹھی طوطوں کو چوری کھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔سارے دن میں ایک یہی کام تھا جو وہ پوری ذمے داری سے کرتی تھی ، طوطوں کا خیال وہ ہی رکھتی تھی۔

ہاں ہاں!اس میں کوئی شک نہیں بیٹا۔اور عمر تو بہت ہی پیارا بچہ ہے ماشاء اللہ جتنے دن چاہے رہے۔۔امی بول رہی تھیں ، اور آمنہ کے کان اب عمر نامہ سن سن کر پکنے لگے تھے۔وہ برا سا منہ بنائے اٹھ کر جھولے پر آ بیٹھی۔عمر کے آنے کے بعد سے لے کر اب تک امی مسلسل اسکی تعریفیں کیے جارہی تھیں ، وہ تو دیدہ و دانستہ ہی اس کے سامنے نہ آئی تھی اسے کسی سے بھی ملنے کا کوئی شوق نہ رہا تھا۔

ہاں بیٹا تم فکر نہ کرو۔اچھا۔۔ہاں تمہارے ابو ابھی نہیں ائے۔شایان بھی کہیں باہر نکلا ہے۔آمنہ یہ بیٹھی ہے۔چلو ٹھیک ہے۔اللہ حافظ۔امی نے بات سمیٹ کر فون بند کیا اور اسٹینڈ کے پاس جاکر ریسیور کریڈل پر رکھا۔

آمنہ اٹھ کر ذرا دیکھ لو رشیدہ کھانے میں کیا بنا رہی ہے۔انہوں نے اسے مخاطب کیا۔

میں نہیں دیکھ رہی امی ، وہ روز ہی تو کھانا بناتی ہے آج بھی بنا لے گی۔اس نے بے زاری سے جواب دیا۔

بیٹا روز کی بات اور ہے، آج عمر آیا ہوا ہے تو۔۔۔۔۔

امی پلیز میں اس عمر نامے سے تنگ آگئی ہوں۔اس نے ان کی بات کاٹ کر ناگواری سے کہا۔

تم تو ہم سب سے ہی تنگ آگئی ہو۔وہ بڑبڑاتی ہوئی کچن میں چلی گئیں۔وہ جھولے پر بیٹھی ٹانگیں ہلاتی رہی۔نظریں زمین پر گڑوئے۔۔

تبھی سیڑھیوں پر آہٹ ہوئی اور کوئی سیٹی بجاتا ہوا نیچے اترنے لگا۔آمنہ نے گردن موڑ کر دیکھا۔وہ لازمی طور پر عمر ہی تھا۔سیاہ ٹراؤزر پر سفید پورے بازوؤں والی شرٹ پہنے وہ ایک متناسب قد و قامت اور عام سی شکل و صورت کا انسان تھا۔چہرے پر اگر ہلکی ہلکی داڑھی نہ ہوتی بالکل ہی ناقابل توجہ ہوتا ، بال سلیقے سے جمے ہوئے تھے۔

السلام علیکم ! وہ اسے اپنی جانب دیکھ کر مسکرایا تھا۔

وعلیکم السلام ! اس نے سنجیدہ انداز میں جواب دے کر گردن موڑ کے پھر سے زمین پر نظریں جما دیں۔

وہ سیڑھیوں سے اتر کر تخت پر آ بیٹھا تھا۔

آپ کی تعریف؟ عمر نے اسے مخاطب کیا۔

آمنہ۔اس نے اس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا۔

دوپہر کو آپ نظر نہیں آئیں۔۔

جی۔

آپ ثمینہ بھابھی کی بہن ہیں ناں؟

جی۔

اوہ تو آپ وہی ہیں جن کو شادی کے پہلے دن ہی ڈائیورس ہوگئی تھی؟ وہ تیزی سے بولا اور پھر اپنی زبان کے پھسل جانے کا احساس ہوتے ہی زبان دانتوں تلے دبا لی۔آمنہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر گہری اذیت کے آثار ابھرے۔اگلے ہی لمحے وہ کوئی جواب دیئے بغیر اٹھ کر بھاگتی ہوئی ایک کمرے میں چلی گئی تھی۔عمر کو اپنی قینچی جیسی زبان پر غصہ آیا تھا ، وہ ہمیشہ ہی بغیر سوچے سمجھے بول جاتا اور بعد میں اسے اپنی باتوں پر افسردہ ہونا پڑتا تھا۔

ارے بیٹا اٹھ گئے تم۔آنٹی کچن سے برآمد ہوئی تھیں وہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔

جی۔وہ مسکرایا۔

چائے کا تو اب وقت نہیں رہا اور کھانا تیار ہونے میں تھوڑی دیر ہے ، تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی؟ انہوں نے استفسار کیا۔

اٹس اوکے آنٹی میں کھانا بننے تک ویٹ کرلوں گا۔اس نے خوش دلی سے جواب دیا۔

اچھا میں آتی ہوں۔وہ سر ہلا کر پلٹ کر پھر سے کچن کی جانب چلی گئیں۔

وہ گہری سانس بھر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔فوارے میں پانی بہنے اور کچن سے وقفے وقفے سے آنے والی برتنوں کی مدھم سی جھنکار کے علاوہ گھر میں کوئی آواز نہ تھی۔اندھیرا پھیل چکا تھا اور آنگن میں فینسی لائٹس کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوپری منزل کے چبوتروں میں بنے پرانے طرز کے طاقچوں میں بجلی کے گلوب لگے ہوئے تھے اور ان کی مدھم روشنیوں نے چبوتروں میں روشنی کررکھی تھی۔

اوپری منزل کی سیڑھیوں پر بھی فانوس کی روشنی نے سایہ کر رکھا تھا۔

اس گھر کے ماحول میں اک عجیب سی خوابناکی پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

میں نے کہا اتنی دیر کیا بھوکے بیٹھے رہو گے اس لیے یہ فروٹ چاٹ بنا لائی ہوں۔آنٹی نے کچن سے باہر آتے ہوئے فروٹ چاٹ کا باؤل اسکی طرف

بڑھایا۔اس نے باؤل تھام لیا اور چمچ لبریز کر کے منہ میں رکھا۔فریش کریم کا ذائقہ پھلوں کے ذائقے میں مدغم ہو کر بڑا بھلا لگا تھا۔

شکریہ آنٹی۔اس کے تشکر آمیز لہجے میں کہا۔تبھی شایان اور اس کے والد چلے آئے۔عمر جلدی سے مؤدبانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

ابو یہ عمر بھائی ہیں۔شایان نے تعارف کروایا۔

السلام علیکم! اس نے کہا۔

وعلیکم السلام! جیتے رہو بیٹا۔انہوں نے اسکا شانہ تھپتھپایا۔

کیا حال ہیں انکل؟ اس نے پوچھا۔

الحمد للہ۔آپ کیسے ہو؟

ٹھیک ٹھاک۔اس نے سر کو خفیف سی جنبش دی۔

بیٹھیں آپ میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں۔انکل کہتے ہوئے اندرونی کمروں کی جانب بڑھ گئے۔عمر پھر بیٹھ گیا۔پھر ڈنر تیار ہونے تک وہ شایان اور انکل کے ساتھ گپ شپ کرتا رہا پھر جب کھانا لگا تو آنٹی نے ملازمہ کے ہاتھ آمنہ کو بلا بھیجا۔

باجی کہہ رہی ہیں انہیں بھوک نہیں ہے۔ملازمہ نے واپس آکر اطلاع دی۔عمر نے دیکھا گھر کے تینوں نفوس کے چہرے واضح بجھ گئے تھے وہ دل ہی دل

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں ندامت محسوس کرنے لگا۔

امی کہہ رہی ہیں آپ سے پوچھ لوں آپ نے صبح کون سے کپڑے پہننے ہیں اور انہیں استری کر کے ہینگ کردوں۔وہ اپنے موبائل میں مصروف تھا جب ارشد نے اندر داخل ہو کر رٹو طوطے کی طرح کہا۔

یار میں کرلوں گا۔اٹس اوکے۔

اٹس ناٹ اوکے بھائی جان، ہم اپنے مہمانوں کا بھرپور خیال رکھتے ہیں تاکہ انہیں بالکل ہوم لائیک فیلنگ آئے۔وہ کہتے ہوئے اسکے سوٹ کیس کی طرف بڑھا جو جوں کا توں ایک کونے میں رکھا تھا۔عمر اسکے انداز گفتگو پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

تم کونسی کلاس میں پڑھتے ہو؟

میٹرک میں ہوں بھائی جان۔اس نے سوٹ کیس گھسیٹ کر الماری کے پاس لیجاتے ہوئے جواب دیا۔

ویری گڈ۔سائنس پڑھ رہے ہو؟

جی ہاں۔اور انگریزی تو مجھے بہت پسند ہے۔آئم ویری گڈ ایٹ انگلش۔اس کے کپڑے الماری میں سیٹ کرتے ہوئے اس نے جواب دیا۔عمر پھر مسکرایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واہ بھئی۔میری انگریزی تو بڑی کمزور ہے۔وہ مزے سے بولا۔

کیوں شایان بھائی تو بتا رہے تھے کہ آپ نے جیالوجی میں ماسٹرز کیا ہے۔پھر آپکی انگریزی کیوں کمزور ہے؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔

بس یار رو پیٹ کر ماسٹرز کیا۔بڑی مشکلوں سے۔اسے اس بچے سے گفتگو میں لطف آرہا تھا۔

آپ مجھے فول بنا رہے ہیں۔ارشد نے پلٹ کر بے یقینی سے کہا۔

کوئی شک؟ عمر نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہا پھر دونوں ہی ہنسنے لگے۔

میں اندر آجاؤں؟ شایان نے ادھ کھلے دروازے سے اندر جھانکا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں بھئی ضرور آؤ۔عمر اسکی طرف متوجہ ہوا۔شایان اندر داخل ہوا اس نے ہاتھ میں دو مگ تھام رکھے تھے۔ایک مگ اس نے عمر کی طرف بڑھا دیا۔

تھینک یو۔عمر مسکرایا۔

مجھے تو رات کو کافی پینے کی عادت ہے سوچا آج آپ کو بھی اپنے اس شوق میں شریک کرلوں۔کافی میں نے خود ہی بنائی ہے اگر بری لگے تو بھی برداشت کیجیے گا۔وہ بے تکلفی سے بولتے ہوئے کرسی پر ٹک گیا۔

نہیں بھئی میں بالکل بھی بامروت نہیں ہوں اگر مجھے کافی پسند نہیں آئے گی تو میں صاف صاف کہہ دوں گا۔اس نے صاف گوئی سے کہا تو ارشد کھی کھی

کرنے لگا۔

ارشد تم ابھی تک سوئے کیوں نہیں پھر تمہاری صبح سکول جانے کیلیے آنکھ نہیں کھلتی۔شایان نے فوراً اسے ڈپٹا۔

کام کررہا ہوں ناں امی کا حکم ہے، عمر بھائی کا خیال رکھنا میری ذمے داری ہے۔اس نے تڑ سے جواب دیا۔

ارے بھئی میں کوئی ننھا بچہ نہیں ہوں کہ تم میرا خیال رکھو۔میں خود اپنا خیال رکھ لوں گا۔اس نے جلدی سے کہا۔

ہم بہت مہمان نواز لوگ ہیں بھائی جان۔

جی جی مجھے پتہ ہے آپ اپنے مہمان کا اتنا خیال رکھتے ہیں کہ اسے ہوم لائیک فیلنگ آتی ہیں۔اس نے اسکی بات مکمل کردی۔

جی بالکل۔ارشد مسکرا کر پھر سے پلٹ کر الماری سیٹ کرنے لگا۔

اسکی باتوں کو بالکل سیریس نہ لیا کریں عمر بھائی یہ امی کا چمچہ ہے۔مجھے بھی روز رات کو دودھ کا گلاس پیش کررہا ہوتا ہے اور صبح سکول جانے سے پہلے میرے کپڑے تیار کرکے رکھ دیتا ہے ہزار بار منع کیا ہے مت گھسا کرو میری الماری میں مگر اس کو امی کوئی آرڈر دے دیں تو اسکی بجا آوری کیے بغیر اسے چین نہیں پڑتا۔شایان نے منہ بنا کر کہا۔

یہ تو اچھی بات ہے ناں امی کی بات تو مانی چاہیے۔عمر نے ارشد کی سائیڈ لی۔

بس لوگ قدر ہی نہیں کرتے عمر بھائی پیار کا تو زمانہ ہی نہیں۔ارشد نے دہائی دینے والے انداز میں کہا۔

اچھا بس زیادہ ٹریجڈی کنگ مت بنو۔شایان نے برا سا منہ بنایا۔

بھائی جان صبح کے لیے کون سے کپڑے پریس کروں؟ ارشد الماری سیٹ کرچکا تھا سو پلٹ کر پوچھا۔

یہ والے۔۔عمر نے اٹھ کر اسے کپڑے نکال دیئے۔

عمر بھائی آپ نے صبح کتنے بجے جانا ہے میں جگا دوں گا آپ کو۔شایان نے پوچھا

میں خود اٹھ جاتا ہوں ڈونٹ وری۔

بڑی بات ہے ورنہ ہمارے گھر میں تو میرے علاوہ کسی کی بھی صبح آنکھ نہیں کھلتی ٹائم پر ، میں فجر کے وقت کا جاگا ہوتا ہوں سب کو جگا جگا کر میرا مغز خالی ہو جاتا ہے۔شایان نے کہا۔عمر ہنسنے لگا۔

میرے گھر میں میرے ابو ایک الارم کا کام انجام دیتے ہیں۔صبح صبح سب کے نام لے لے کر ایسا چنگھاڑتے ہیں کہ مردہ بھی قبر سے اٹھ کر آجائے۔

ہاہا۔کتنے لوگ ہیں آپ کے گھر پر؟ ارشد نے پوچھا۔

ہم پانچ بہن بھائی ، امی اور ابو۔سب سے بڑی دو بہنیں ہیں پھر میں ہوں اور پھر مجھ سے چھوٹے ایک بھائی اور ایک بہن۔بڑی باجی کی جنوری میں شادی ہے۔اس نے تفصیل سے بتایا۔

اچھا ماشاء اللہ۔شایان نے سر ہلایا۔

چھوٹی باجی کی بھی منگنی ہوچکی ہے بس انکے منگیتر کے باہر سے واپس آنے کا انتظار ہے پھر انکی بھی شادی ہوجائے گی۔باقی دونوں چھوٹوں میں بھائی بی ایس کررہا ہے اور بہن ابھی فرسٹ ائیر میں ہے۔

اچھا تو آپ کی منگنی نہیں ہوئی؟ ارشد نے پوچھا۔

نہیں۔

ہائے کیسی مسکینوں والی شکل بنالی ہے آپ نے عمر بھائی۔اتنا دکھ ہے آپ کو منگنی نہ ہونے کا۔کپڑے استری کرتے ہوئے بھی ارشد کی زبان مسلسل چل رہی تھی۔عمر بے اختیار ہنسنے لگا۔

بڑے بدتمیز ہو تم ارشد۔شایان بولا

خیر ہے یار۔بچہ ہے۔عمر جلدی سے بولا۔

یہ بچہ نہیں پورا دادا ابو ہے۔

کتنا جلتے ہیں شایان بھائی آپ میری ذہانت اور بذلہ سنجی سے۔کپڑے ہینگ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کرتے ہوئے وہ چڑانے کے سے انداز میں بولا۔

ہنہہ میں کیوں جلنے لگا تمہاری بذلہ سنجی سے۔شایان کے منہ کے زاویے بگڑے۔عمر ان دونوں کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہورہا تھا۔کچھ دیر بعد وہ دونوں چلے گئے تو وہ سگریٹ سلگا کر کمرے سے باہر آیا۔ریلنگ کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔آنگن کی سب بتیاں گل کردی گئی تھیں صرف طاقچوں میں رکھے گلوب جل رہے تھے جن کی مدھم سی روشنی تاریکی کو ختم کرنے کیلیے ناکافی تھی۔بڑا خوابناک سا ماحول تھا۔ہلکی ہلکی ہوا جانے کہاں سے آرہی تھی مگر بڑی بھلی لگ رہی تھی۔عمر کو یہ گھر پسند آیا تھا، پرانے طرز کا یوں جیسے آپ صدیوں پرانے وقتوں میں سانس لے رہے ہوں۔اس نے ختم ہوتے سگریٹ سے دوسرا سگریٹ سلگایا اور ریلنگ سے پشت ٹکا لی۔اسکے ذہن میں یکلخت آمنہ کا چہرہ ابھرا اور وہ پھر سے شرمندگی محسوس کرنے لگا۔ثمینہ بھابھی کی بہن کے ساتھ ہونے والی ٹریجڈی کا قصہ اس تک ممانی کے توسط سے پہنچا تھا ، اسکی ممانی ثمینہ بھابھی کی نند کی جیٹھانی تھیں۔ جس وقت وہ امی کو یہ درد بھری کہانی سنارہی تھیں تب وہ وہیں بیٹھا موبائل استعمال کررہا تھا۔اسے سن کر واقعی افسوس ہوا تھا۔اور آج بھی وہ آمنہ کے سامنے افسوس کا ہی اظہار کرنا چاہ رہا تھا مگر برا ہو اس سوچ بغیر بولنے کی عادت کا۔۔۔اسے اندازہ تھا کہ اس نے اس لڑکی کو بہت زیادہ ہرٹ کردیا ہے شاید تبھی وہ رات کے کھانے کے لیے بھی نہ آئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے سگریٹ کا آخری کش لے کر اسے زمین پر گرا کے جوتے سے مسل ڈالا۔اس رات سونے سے قبل اس نے دل ہی دل میں یہ تہیہ کرلیا تھا کہ اب جب بھی آمنہ سے سامنا ہوا وہ اس سے معافی مانگ لے گا۔

آمنہ نے ناشتے کی میز پر عمر کو دیکھا تو اس کے حلق میں کڑواہٹ بھر گئی۔ سفید بے داغ قمیض اور سیاہ پتلون پر سیاہ ہی ٹائی لگائے وہ انہماک سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔اس وقت اس نے ریم لیس عینک بھی لگا رکھی تھی۔ جانے اسکی نظر کمزور تھی یا صرف فیشن۔۔وہ بھی چپ چاپ کرسی پر بیٹھ کر اپنی پلیٹ پر جھک گئی۔عمر مسلسل ارشد اور ابو سے باتیں کررہا تھا۔ارشد کی اس سے بے تکلفی دیکھ کر تو آمنہ کو بھی حیرت ہوئی تھی اور جس طرح وہ ارشد کی ہر بات پر دانت نکال رہا تھا آمنہ شدت سے اری ٹیٹ ہورہی تھی۔اسے شوخ مزاج اور زیادہ باتیں کرنے والے مرد سخت ناپسند تھے اور عمر نہ صرف زیادہ بولتا تھا بلکہ بہت اونچا بولتا تھا اور بات بے بات لطیفے چھوڑنا ، ہنسنا اسکی شخصیت کا خاصا معلوم ہوتا تھا۔وہ ایسے شخص کی موجودگی میں صرف دل ہی دل میں جھنجھلا سکتی تھی۔

عمر نے اطمینان سے ناشتہ ختم کیا اور امی کا بہت سا شکریہ ادا کرکے اپنا کوٹ اور بیگ اٹھا کر چلا گیا۔

بڑا سلجھا ہوا لڑکا ہے۔اسکے جاتے ہی امی بولیں۔آمنہ بے تعلقی چائے پیتی رہی۔

کچھ دیر بعد ابو دفتر اور ارشد سکول روانہ ہوئے تو امی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔شایان یونیورسٹی نو بجے جاتا تھا،تب تک رشیدہ آجاتی تھی اسلیے امی ناشتے کے بعد جاکر کچھ دیر سوجاتی تھیں۔شایان کو ناشتہ رشیدہ بنا دیا کرتی تھی۔رشیدہ انکی کل وقتی ملازمہ تھی مگر وہ صبح جلدی جاگنے کی بڑی چور تھی ، امی نے اسے کبھی صبح چھ بجے جاگنے پر مجبور بھی نہ کیا تھا۔ناشتے کی پہلی قسط وہ خود ہی انجام دے لیا کرتی تھیں رشیدہ نو بجے تک آتی تو اس وقت جاگنے والوں کو ناشتہ بنادیا کرتی۔آمنہ تو اکثر شایان کیساتھ ہی ناشتہ کرتی تھی مگر رات کھانا نہ کھانے کے باعث آج اسکے پیٹ میں چوہے ناچ رہے تھے سو وہ نو بجے تک انتظار نہ کر سکی۔غم اپنی جگہ بھوک اپنی جگہ۔۔غم بھوک کو نہیں ہرا سکتا۔

وہ اٹھ کر جھولے پر آ بیٹھی۔کچھ دیر گزری تو رشیدہ چلی آئی۔

سلام باجی۔اسے سلام جھاڑ کر وہ کچن میں چلی گئی۔

رشیدہ میں ناشتہ کرچکی ہوں صرف اپنا اور شایان کا بنانا۔اس نے آواز لگائی۔

اچھا باجی۔اس نے جوابی آواز لگائی۔آمنہ کچھ دیر جھولے پر بیٹھی رہی پھر اٹھ کر زینوں پر رکھے گملوں میں پانی ڈالنے لگی۔طوطوں کو دانہ ڈالا۔اس دوران شایان یونیورسٹی چلا گیا تو رشیدہ نے جھاڑو سنبھال لی۔وہ جناتی اسپیڈ میں پورے گھر کی صفائی کرلیا کرتی تھی۔آمنہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔کچھ دیر اونگھتی رہی پھر اٹھ کر کمرے سے باہر آئی تو امی اور برابر والی سلیمہ آنٹی کو آنگن

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

میں بیٹھے پایا۔رشیدہ بھی کچھ ہی فاصلے پر ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی پر بیٹھی پالک کتر رہی تھی۔

السلام علیکم ! اس نے آنٹی کو سلام کیا اور جھولے پر جا بیٹھی۔

وعلیکم السلام کیا حال ہے آمنہ بیٹا اب تو تم ہمارے گھر آتی ہی نہیں۔سجیلہ تمھیں بڑا یاد کرتی ہے۔آنٹی نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

بس آنٹی دل نہیں کرتا۔سجیلہ سے کہیں وہ آجایا کرے۔

اسکو گھر کے کاموں سے ہی فرصت نہیں ملتی جب سے شکیلہ کی شادی ہوئی ہے میں نے تو سجیلہ پر گھر کی ساری ذمے داری ڈال دی ہے باجی آخر کو لڑکیوں کو گھر داری بھی تو آنی چاہیے ناں۔آنٹی نے امی سے تائید چاہی۔

بالکل سلیمہ گھر داری ہی تو کام آتی ہے۔امی نے سر ہلایا۔

بس اسی لیے تو میں نے پڑھا نہیں بس گھر داری سیکھ لی۔رشیدہ کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔

اب ایسا بھی نہیں کہ لڑکیوں کو بلکل جاہل رہنا چاہیے۔۔آمنہ نے برا سا منہ بنایا۔

باجی کالج کی کتابیں پڑھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے لڑکیوں کو ؟ کون سا بڑے اچھے رشتے مل جاتے ہیں۔رشیدہ نے اس سے بھی برا منہ بنایا۔

تو کیا لڑکیوں کی بس یہی زندگی ہے کہ انہیں ایک اچھا رشتہ مل جائے۔آمنہ بحث پر آمادہ ہوگئی۔

تے ہور کی اسی جج لگ جانڑاں۔(تو اور کیا ہم نے جج لگ جانا ہے) رشیدہ منہ پر ہاتھ رکھ کر کھی کھی کرنے لگی تھی۔آمنہ شدید بدمزہ ہوکر اپنے کمرے میں چلی آئی۔

وہ پانچ بجے دفتر سے لوٹا تھا۔آج تو اس نے آنے جانے کے لیے اوبر استعمال کی تھی مگر اب وہ سنجیدگی سے گاڑی خریدنے کے متعلق سوچ رہا تھا۔وہ ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا ، گجرانوالہ میں ابو کا اپنا ایک جنرل اسٹور تھا جو بہت چلتا تھا۔انکے دس مرلے کے گھر میں ہر سہولت موجود تھی۔خود وہ بھی طالبعلمی کے زمانے سے ہی ٹیوشنز پڑھا کر پیسے جمع کرتا رہتا تھا۔ابھی بھی امی نے اسکو اپنی ذاتی سیونگز میں سے اتنے پیسے دے کر یہاں بھیجا تھا کہ وہ ایک چھوٹی موٹی سیکنڈ ہینڈ گاڑی تو خرید ہی سکتا تھا۔وہ چاہتا تو کرائے کا گھر بھی لے لیتا مگر امی کو اسکے کھانے پینے کی ٹینشن تھی اور یہ ٹینشن ممانی نے حل کردی تھی ثمینہ بھابھی کی طرف توجہ دلوا کر۔امی نے ثمینہ بھابھی سے بات کی اور انھوں نے جھٹ سے اپنے امی ابو کے گھر غیر معینہ مدت تک بے فکر ہوکر رہائش پذیر رہنے کی نوید دے دی۔اور یوں وہ یہاں چلا آیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنگن میں ہی آنٹی سے مڈھ بھیڑ ہوگئی وہ فرصت سے بیٹھی تھیں اسے دیکھتے ہی کھل اٹھیں۔

آ گئے بیٹا۔

السلام علیکم آنٹی۔اس نے تھکے تھکے انداز میں انہیں سلام کیا اور مروتا کچھ دیر ادھر ہی بیٹھ گیا۔

رشیدہ رشیدہ بھائی کیلیے پانی لاؤ۔آنٹی نے اونچی آواز میں رشیدہ کو ھدایت دی۔

لائی۔اس کا جواب سنائی دیا۔

اور بیٹا کیسا رہا دفتر کا پہلا دن؟ آنٹی نے پوچھا۔

بس اچھا تھا آنٹی۔تھک گیا ہوں۔

کھانا لگوا دوں؟ انہوں نے پر شفقت لہجے میں پوچھا تبھی رشیدہ پانی کا گلاس لیے چلی آئی۔

نہیں آنٹی میں نے دفتر میں کھا لیا تھا۔اس نے رشیدہ سے گلاس لیتے ہوئے جواب دیا۔

چائے بنا دوں بھائی؟ رشیدہ نے پوچھا۔

ہوں۔۔بنا دو۔وہ مسکرایا اور ایک سانس میں پانی کا گلاس خالی کرکے اٹھ گیا۔ رشیدہ پلٹ کر کچن میں چلی گئی۔

میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں آنٹی۔اس نے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں بیٹا تم جاؤ آرام کرو میں چائے اوپر ہی بھجوا دوں گی۔آنٹی جلدی سے بولیں۔وہ اپنے کمرے میں آیا۔الماری سے کپڑے نکال کر غسل خانے میں گھس گیا۔وہ غسل کرکے باہر نکلا تو سائیڈ ٹیبل پر بھاپ اڑاتا چاہے کا مگ رکھا ہوا تھا۔اس نے تولیے سے بال خشک کرتے ہوئے مگ اٹھایا اور تولیہ گلے میں ڈال کر گھونٹ گھونٹ چائے پینے لگا ساتھ ہی اپنے بیگ میں سے موبائل نکالا کر چارجنگ پر لگایا، تولیہ اتار کر کرسی کی پشت پر ڈالا اور میز سے سگریٹ کیس اور لائٹر اٹھا کر بستر پر آ بیٹھا۔جوتے اتار کر اس نے پاؤں اوپر کیے اور کراؤن سے ٹیک لگا کر مگ سائیڈ ٹیبل پہ رکھا۔سگریٹ کی ڈبیا میں سے ایک سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبایا اور لائٹر سے اسے سلگا کر ایک گہرا کش لیا۔تھوڑی دیر سگریٹ اور چائے سے شغل کرنے کے بعد وہ اوندھا گر کر اونگھنے لگا۔

رات کے کھانے پر گھر کے سب افراد ہی جمع تھے۔آمنہ بھی موجود تھی۔

انکل میں نے گاڑی خریدنی ہے سیکنڈ ہینڈ۔اس نے انکل کو مخاطب کیا۔

ارے میرے ایک دوست ہیں وہ اپنی گاڑی فروخت کررہے ہیں آج ہی مجھے کہہ رہے تھے کہ کوئی گاہک ہو تو بتانا۔مگر گاڑی پرانی ہے سوزوکی مہران۔انکل نے بتایا۔

کتنے میں فائنل کریں گے وہ؟

تین لاکھ میں۔

ٹھیک ہے۔مجھے ایک بار دکھا دیں مجھے فوراً ہی خریدنی ہے دفتر آنا جانا بڑا مشکل ہے بغیر گاڑی کے۔

ٹھیک ہے بیٹا کل ہی چلو۔انہوں نے کہا۔عمر نے سر ہلا دیا۔کچھ لمحے خاموشی کی نذر ہوگئے۔عمر نے آمنہ کی طرف دیکھا۔وہ پلیٹ میں چمچ گھمارہی تھی۔چہرے کے تاثرات سے دنیا بھر کی بے زاری مترشح تھی۔وہ کافی دلکش نقوش کی حامل لڑکی تھی اگر ماتھے پر بے زاری و بد مزاجی کی وہ سلوٹ نہ ہوتی۔

اگلے دن وہ دفتر سے واپسی پر انکل کے ساتھ گاڑی دیکھنے چلا گیا۔گاڑی بہتر حالت میں تھی۔اس نے سودا کرلیا اور اگلے چند دنوں میں کاغذات منتقلی کے بعد وہ گاڑی کا مالک بن گیا تھا۔اسی روز شایان اور ارشد نے اس سے ٹریٹ کا مطالبہ کردیا تھا۔اس نے دفتر سے واپسی پر پیزا پیک کروایا کوک خریدی اور گھر چلا آیا۔

آنگن میں سب ہی جمع ہوگئے ، آج انکل بھی خلاف معمول جلدی گھر آگئے تھے۔شایان ارشد تو بہت ہی ایکسائیٹڈ ہورہے تھے رشیدہ بھی دانت نکالے ایک جانب کھڑی تھی۔بس آمنہ موجود نہ تھی۔

اپنی بہن کو بھی بلا لو شایان۔اس نے شایان کو مخاطب کیا۔

آاا۔۔جاؤ رشیدہ۔شایان نے گڑبڑاتے ہوئے رشیدہ سے کہا رشیدہ بھی کچھ

ہچکچاتی ہوئی آمنہ کے کمرے میں چلی گئی چند ہی ثانیے بعد وہ منہ لٹکائے چلی آئی تھی۔

باجی کہہ رہی ہیں انکا پیزا کھانے کا دل نہیں کررہا۔اس نے جواب دیا۔عمر نے دیکھا آنٹی کے چہرے پر شرمندگی کے آثار ابھرے تھے۔

ارے بھئی ہمارا تو بہت دل کررہا ہے ناں اور یہ خوشبو تو اب پاگل کررہی ہے۔رشیدہ آپا جاؤ کوک کے لیے گلاس لے آؤ۔عمر بھائی اب اس پیزا کی رونمائی کردیجیے۔ارشد نے ماحول پہ چھائی کلفت دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے شور مچایا تھا رشیدہ فوراً سے دوڑ کر کانچ کے گلاس لے آئی۔عمر بظاہر سب کے ساتھ پیزا انجوائے کررہا تھا مگر اسکا ذہن آمنہ کے رویے میں الجھا ہوا تھا۔اس نے بار ہا یہ محسوس کیا تھا کہ اس گھر کے سب نفوس آمنہ کے بغیر ہی ہر خوشی منانے کے عادی ہوتے جارہے تھے،انہوں نے جیسے اسکی خاموشی سے سمجھوتہ کرلیا تھا اور یہ بات کم از کم عمر کے لیے بڑی افسوس ناک تھی۔ایک گھر میں رہتے ہوئے ہی آمنہ نے سب کو اپنے بغیر رہنے کی عادت ڈال دی تھی۔اسے اس لڑکی پر افسوس بھی ہوا تھا اور غصہ بھی آیا تھا جو ایک بے غیرت انسان کی وجہ سے سب کو سزا دے رہی تھی۔اگلے دن اتوار تھا سو رات دیر تک آنگن میں محفل سجی رہی۔جب سب سونے چلے گئے تو عمر بھی اوپری منزل پر چلا آیا۔اس نے سگریٹ سلگایا اور گیلری میں ٹہل ٹہل کر کش پہ کش لگانے لگا۔کچھ ہی دیر گزری تھی کہ آہٹ پر وہ چونکا۔اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے ریلنگ سے نیچے جھانک کر دیکھا۔آنگن میں مدھم سی روشنی تھی جو کسی اندرونی کمرے سے چھن کر آرہی تھی۔اس نے آمنہ کو باورچی خانے میں جاتے دیکھا تھا۔جلدی سے سگریٹ زمین پر پھینک کر جوتے سے مسلتا ہوا وہ نچلی منزل پر آیا اور باورچی خانے میں قدم رکھا۔وہ برنر پر دیگچی رکھے کاؤنٹر سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔اسے آتے دیکھ کر سیدھی ہوگئی ، اسکے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کسی تنہائی پسند انسان کے چہرے پر تنہائی میں خلل پڑنے پر پیدا ہوتے ہیں۔

چائے بنارہی ہیں تو ایک کپ مجھے بھی بنادیجے۔بڑی مہربانی ہوگی۔اس نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا۔اس نے سر ہلایا اور دیگچی میں مزید پانی ڈال دیا ، عمر وہیں کھڑا رہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ میری اس روز کی بات پر کافی ہرٹ ہوئی ہوں گی میں معذرت کرنا چاہتا تھا مگر موقع ہی نہ مل سکا آئم رئیلی سوری میں بس بغیر سوچے سمجھے بول جاتا ہوں۔

اٹس اوکے۔

آپ ہماری پیزا پارٹی میں شریک نہیں ہوئیں آج۔

مجھے پیزا پسند نہیں۔

مگر وہ میری چھوٹی سی خوشی کی سیلیبریشن تھی۔

مگر میری خوشی کی نہیں تھی۔خشک سے لہجے میں جواب دے کر اس نے ابلتے ہوئے پانی میں پتی ڈالی۔

تو گویا آپ صرف اپنی خوشی میں شریک ہوتی ہیں دوسروں کی خوشیوں کی آپکے نزدیک کوئی ویلیو نہیں؟

آپ بلاوجہ بے تکلف ہونے کی کوشش مت کریں۔وہ غصے سے پلٹی۔

بے تکلف ہونا کوئی ایسی معیوب بات بھی نہیں۔وہ مسکرایا۔

مگر مجھے اجنبیوں سے بے تکلف ہونا بالکل پسند نہیں۔

مگر مجھے تو بہت پسند ہے۔عمر کی رگ شرارت پھڑک رہی تھی اسے غصے میں دیکھ کر۔آمنہ نے چائے میں چینی ڈال کر فریج سے دودھ نکالا اور اسے چائے میں ڈال کر کیبنٹ سے دو مگ نکالے۔

آمنہ آپ ہر وقت ہی اتنے غصے میں رہتی ہیں یا بس مہمانوں کے سامنے پریٹینڈ کرتی ہیں؟ اس نے پھر اسے چھیڑا۔

جسٹ شٹ اپ۔وہ پلٹ کر بولی ، لہجہ سخت تھا۔

آئی کانٹ۔میں چپ نہیں رہ سکتا۔میری پرابلم ہے یہ بہت بڑی۔وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

تو پھر بولیں۔

بھونکیں کہہ دیتیں۔اس نے منہ بنایا۔

اوکے۔بھونکیں۔اس نے مگ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

افسوس کی بات ہے محترمہ ویسے میں آپکے گھر مہمان ہوں۔

تو سب نبھا تو رہے ہیں مہمانداری کیا اتنی آؤ بھگت سے آپ کا دل نہیں بھرا؟
اسکا لہجہ ترش تھا۔

یہ کیا بات ہوئی بھلا دل کیسے بھر سکتا ہے۔دل نہ ہوگیا کٹورا ہوگیا۔

محاورۃ کہا ہے۔آمنہ نے آنکھیں پھیلائیں۔

ایسے واہیات محاورے کو تو لغت سے ہی خارج کردینا چاہیے۔وہ اب صرف
اسے چڑا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ خود بھی شدید واہیات ہیں۔آمنہ نے دانت کٹکٹائے۔

شکریہ۔اس تعریف پر میں تاعمر آپکا شرمندہ احسان رہوں گا۔اس نے سینے پر
ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھکتے ہوئے کہا تھا۔

آمنہ پاؤں پٹختی ہوئی کچن سے چلی گئی تھی۔وہ محظوظ ہوتا ہوا اپنے کمرے
میں چلا آیا۔

ہیلو جی امی السلام علیکم! عمر نے فون کان سے لگایا۔اتوار کا دن تھا اور وہ دیر سے جاگا تھا ابھی بستر سے بھی نہ اٹھا تھا کہ امی کی کال آگئی۔

جی امی۔۔سب سیٹ ہے۔۔جی۔۔۔۔بہت اچھے لوگ ہیں امی یوں لگتا ہے جیسے اپنا ہی گھر ہے۔۔۔ہاں جاب بھی صحیح چل رہی ہے۔۔۔۔گاڑی خرید لی ہے امی ۔۔۔۔اچھا۔۔یہ تو اچھی بات ہے ناں امی۔بس آپ فکر نہ کریں میں بالکل ٹھیک ہوں یہ سب لوگ بہت اچھے ہیں آنٹی بہت خیال رکھتی ہیں میرا۔۔۔ ہاہاہاہا۔۔۔جی اچھا۔۔چلیں صحیح ہے ابو کو سلام دیجیے گا میرا۔اللہ حافظ۔

اس نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کیس اٹھا کر اسمیں سے ایک سگریٹ منتخب کرکے اسے ہونٹوں میں دبایا اور لائٹر اٹھا کر اسے سلگایا۔خالی پیٹ سگریٹ کے کش معدے پر کچھ اچھا اثرات نہ ڈالتے تھے مگر وہ عادت سے مجبور تھا، سگریٹ کی عادت اسے کم عمری میں ہی دوستوں سے پڑ گئی تھی وہ چاہ کر بھی اس سے پیچھا نہ چھڑا سکا تھا۔کر نیچے چلا آیا۔آنگن میں کوئی نہ تھا۔وہ صوفے پر بیٹھ گیا اور موبائل استعمال کرنے لگا۔واٹس ایپ پر دوستوں کے گروپ میں کافی گپ شپ ہورہی تھی۔وہ چیٹ پڑھنے لگا۔تبھی آمنہ اپنے کمرے سے باہر نکلی اور عمر کو دیکھ کر برا سا منہ بنا کر رہ گئی اس سے قبل وہ اپنے کمرے میں واپس جاتی عمر کی نظر اس پر پڑ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

السلام علیکم! وہ مسکرایا تھا۔

وعلیکم السلام! اس نے ہونٹ تو پھیلائے مگر اسے مسکراہٹ پر محمول نہ کیا جا سکتا تھا۔

ناشتہ ملے گا میڈم۔اسکی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

رشیدہ سے کہیں میں کوئی ملازمہ نہیں ہوں۔وہ تپ گئی۔

میزبان تو ہیں ناں۔۔

مجھے میزبانی کی لسٹ سے خارج ہی رکھیں آپ۔امی ابو شایان اور ارشد کافی ہیں میزبانی کیلیے۔وہ کچھ اور تپی۔

چلیں انسانی ہمدردی کے تحت ہی ناشتہ بنا دیں۔بڑے زوروں کی بھوک لگی ہے۔وہ مسمسی صورت بنا کر بولا۔جوابا وہ پاؤں پٹختی ہوئی اپنے کمرے میں واپس چلی گئی تھی۔عمر مسکرانے لگا۔اس لڑکی کا چڑچڑا پن اس کی شرارت کی حس کو جگاتا تھا، وہ بنیادی طور پر ایک شرارتی اور جولانی طبع رکھنے والا انسان تھا۔گھر میں بھی وہ سارا وقت اپنی بہنوں کو تنگ کرتا رہتا تھا۔بڑی باجی کافی سنجیدہ مزاج کتابی کیڑا ٹائپ تھیں ، وہ انکو دیکھتے ہی مشکل اردو سے مزین مضحکہ خیز جملے بولنے لگتا انداز چڑانے والا ہوتا اور باجی چڑ بھی جاتیں۔دوستوں کی محفل میں بھی وہ چٹکلے چھوڑتا رہتا۔وہ جان محفل قسم کی شخصیت کا حامل تھا۔کسی سے بھی دوستی کرلینا اسکے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، آمنہ کی بد

اخلاقی اسے بار بار ابھار رہی تھی کہ وہ اس بدمزاج لڑکی کو اسکے خول سے باہر نکل آنے پر مجبور کر دے۔اور اسے یقین تھا کہ وہ یہ کرلے گا۔

رشیدہ لمبا ڈنڈا پکڑے کمرے کے جالے صاف کر رہی تھی اور امی اس کے سر پر کھڑی سے ھدایت دے رہی تھیں۔آمنہ برا سا منہ بنائے کرسی پر بیٹھی اس ساری کارروائی کو دیکھ رہی تھی۔

اس کونے میں بھی ایک ہاتھ مارو۔امی نے رشیدہ سے کہا

کتنے ہاتھ ماروں اس کونے میں۔۔پتہ نہیں کون سے ایسے جالے ہیں جو صرف آپ کو ہی نظر آرہے ہیں۔رشیدہ جھنجھلا گئی

بکواس مت کرو، وہ اتنا بڑا جالہ لٹک رہا ہے تم اندھی ہو گیا جو نظر نہیں آرہا۔امی نے آنکھیں نکالیں

یا اللہ مجھے بھی دکھا دے وہ جالا۔رشیدہ کراہی۔

تیز ہاتھ چلاؤ ابھی میرے کمرے کے جالے بھی صاف کرنے ہیں۔امی نے اسے گھرکا تو وہ تیز ہاتھ چلانے لگی۔

بس کردیں امی کتنی ڈسٹ ہوگئی ہے میرے کمرے میں نکلو رشیدہ تم یہاں سے میں خود صفائی کرلوں گی اپنے کمرے کی۔اس نے ناگواری سے ناک سکیڑ کر

کہا۔

تم چپ کرو بلکہ نکلو یہاں سے آج سب کمروں کی تفصیلی صفائی ہوگی تم جاکر کچن دیکھو۔امی بڑی سنجیدگی سے بولیں تو رشیدہ کا منہ سو فیصدی لٹک گیا۔وہ میز سے نیچے اتر آئی تھی مگر ڈنڈا ابھی بھی اسکے ہاتھ میں تھا۔

امی۔۔آمنہ نے احتجاج کرنا چاہا

بکواس مت کرنا کوئی۔جاؤ جاکر کھانا بناؤ ، اتوار ہے آج سب گھر پر ہیں عمر سے پوچھ لو وہ کیا کھائے گا۔آج کھانا اسکی پسند کا ہی بننا چاہیے۔

امی وہ کوئی چیف جسٹس نہیں ہے جس کی مرضی سے کھانا بنے گا۔وہ جھنجھلا گئی

مہمان ہے وہ ہمارا۔

مہمان وہ ہوتا ہے جو دو تین دن کے لیے آئے، اس نے تو شاید عمر بھر کے لیے ڈیرا ڈال لیا ہے ہمارے گھر میں۔آمنہ نے منہ بنایا

تم دن بہ دن بد اخلاقی کے تمام ریکارڈ توڑتی جارہی ہو آمنہ یہ بہت بری بات ہے۔دفع ہو جاؤ اور کھانا عمر کی مرضی سے ہی بنے گا۔میں مزید کوئی بکواس نہیں سنوں گی۔چلی جاؤ اب۔امی کو غصہ آگیا تھا اور رشیدہ دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھے جارہی تھی سو اس نے منظر سے ہٹ جانے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں ہی عافیت سمجھی۔

آنگن میں ارشد شایان اور عامر تخت پر براجمان تاش کھیل رہے تھے۔۔کھیل کیا رہے تھے صرف شور مچا رہے تھے۔وہ شدید بدمزہ ہوتی باورچی خانے میں چلی آئی۔فریج کھول کر اس میں جھانکا۔پھر آنگن میں واپس آئی۔

ارشد اٹھو تمہیں بازار جانا ہے۔اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔تینوں ہی اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

کیوں؟ ارشد نے پیشانی پر بل ڈالے

چکن منگوانا ہے۔اور بھی کچھ سامان ہے۔وہ عمر کے سامنے زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نہیں جارہا یہ کیا بات ہوئی سنڈے کو بھی چین نہیں۔ارشد سخت بدمزہ ہوگیا

کچھ اور پکا لو ناں یار ہم کھیل رہے ہیں۔شایان بولا

اور کیا پکاؤں ؟ مسور کی دال یا آلو کی بھجیا۔وہ تپ گئی۔عمر کے سامنے ارشد اور شایان کی بے مروتی اسے شدت سے کھل گئی تھی ، وہ عمر کے سامنے جتنا لیے دیئے کا رویہ رکھنا چاہتی تھی اسکے گھر والے اتنے ہی اسکے سامنے بے تکلفا مظاہرہ کرتے تھے۔

آلو کی بھجیا کا تو جواب ہی نہیں ہوتا مجھے تو بہت پسند ہے۔عمر نے گفتگو میں حصہ لیا۔اور ساتھ املی کی چٹنی اور سلاد ہو تو کیا ہی بات۔واہ۔

ٹھیک ہے۔وہ دانت کٹکٹا کے بولی اور پلٹ کر کچن میں آئی۔اس نے تہیہ کرلیا تھا کہ آج سب کو آلو کی بھجیا ہی پکا کر کھلائے گی۔جھٹ پٹ آلو چھیل کر اس نے بھجیا تیار کی ساتھ چٹنی تیار کی ، سلاد بنایا اور روٹیاں پکانے لگی۔

اتنی دیر میں امی اور رشیدہ اندرونی کمروں کی صفائی سے فارغ ہوچکی تھیں جب اس نے کھانا میز پر لگایا تو امی کا منہ بن گیا

آمنہ چکن بنالیتی ناں یہ کیا تم نے آلو کی بھجیا پکا لی۔

مہمان صاحب کی فرمائش پر ہی الو کہ بھجیا بنی ہے امی۔اس نے جلدی سے کہا

مجھے پسند ہے آنٹی آلو کی بھجیا۔عمر نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔امی چپ ہوگئیں۔

ویسے آنٹی آج انکل نظر نہیں آرہے؟ عمر نے پوچھا

انکے ڈیپارٹمنٹ کے ایچ او ڈی ریٹائر ہوئے ہیں تو سب ٹیچرز نے انہیں لنچ دیا ہے وہ وہیں گئے ہوئے ہیں۔جواب شایان کی طرف سے آیا تھا

ویسے یہ پروفیسری بھی کمال کی جاب ہوتی ہے۔عمر نے کہا

ٹھاٹ ہوتے ہیں عمر بھائی اور ریسپیکٹ بھی بہت ہے۔شایان نے کہا

میں نے تو ایسے سبجیکٹ میں ماسٹرز کیا ہے کہ پروفیسری کے بھی قابل نہیں رہا۔

آپ کو اچھی جاب تو مل گئی ہے عمر بھائی اب کیا فکر ہے۔ارشد بولا

ہاں مگر مجھے بڑا شوق تھا پروفیسر بننے کا۔عمر نے ٹھنڈی سانس بھری کوئی کچھ نہ بولا۔

ایک کپ چائے ملے گا؟ کھانے کے بعد عمر نے میز سے اٹھنے سے قبل خصوصیت سے کسی کو بھی مخاطب کیے بغیر کہا

ہاں کیوں نہیں بیٹا ، آمنہ جاؤ چائے بناؤ۔امی نے آمنہ کو گھوری ڈالی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رشیدہ جاؤ چائے بناؤ۔

میں نہیں بنارہی سارا دن جالے اتار اتار کر بازوؤں میں درد ہونے لگ گیا ہے اب سارا کام میں اکیلی ہی کروں کیا۔رشیدہ نے بہت ہی برا سا منہ بنا کر کہا

ہاں ناں صحیح کہہ رہی ہے رشیدہ تھک گئی ہے بیچاری ملازم بھی انسان ہوتے ہیں۔اٹھو تم ، ایک کپ چائے بنانے میں کوئی ہاتھی گھوڑے نہیں لگتے۔امی نے سخت لہجہ اختیار کیا تو وہ غضبناک نظروں سے عمر کو گھورتی کرسی سے اٹھ گئی۔

امی میں باہر جارہا ہوں رات تک آؤں گا آج دوستوں کے ساتھ مووی کا پلان ہے۔شایان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے امی کو بتایا

آمنہ کو میسیج کردینا اور دس بجے تک واپس آجانا۔امی نے اسے تنبیہہ کی

جی امی آجاؤں گا۔ارشد چلو گے تم؟ شایان نے ارشد سے پوچھا

نہیں میرے کل فزکس اور میتھس کے ٹیسٹ ہیں میں اب پڑھوں گا۔ارشد نے جوابا کہا اور اٹھ کر کھانے کے برتن سمیٹنے لگا۔

آپ چلیں عمر بھائی۔

نہیں یار میں فلمیں دیکھنے کا کوئی اتنا شوقین نہیں ہوں تم جاؤ انجوائے کرو۔۔ اس نے خوشدلی سے جواب دیا۔

اوکے امی پھر میں چلتا ہوں اللہ حافظ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنو شایان کیسے جاؤ گے؟ عمر نے اس سے پوچھا

ٹیکسی سے چلا جاؤں گا یا اوبر سے۔گاڑی تو ابو لے گئے ہیں۔

میری گاڑی لے جاؤ۔عمر نے آفر دی

نہیں اِٹس اوکے عمر بھائی۔شایان ہچکچایا۔امی انکی طرف متوجہ نہ تھیں وہ کھانے کی میز سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔رشیدہ بھی اپنے کوارٹر میں چلی گئی تھی۔ارشد کچن میں تھا۔

کم آن یار بھائی بھی کہتے ہو اور اس طرح غیریت بھی برتتے ہو۔عمر نے اس کے شانے پر ہاتھ مارا۔میں چابیاں لاتا ہوں۔وہ کہتا ہوا اوپری منزل کے زینوں

کی جانب بڑھا تیزی سے زینے طے کرکے وہ اپنے کمرے میں آیا اور بیڈ سائیڈ ٹیبل سے چابیاں اٹھا کر ریلنگ کے پاس آیا

شایان یہ لو۔اس نے شایان کو پکارا جو آنگن میں ہی کھڑا تھا۔شایان نے گردن اوپر اٹھائی۔عمر نے چابیاں اسکی طرف پھینک دیں جنہیں اس نے بآسانی کیچ کرلیا۔

تھینک یو عمر بھائی اللہ حافظ۔وہ لہک کر کہتا ہوا آنگن پار کرگیا

عمر اپنے کمرے میں چلا آیا اور سگریٹ سلگا کر لکھنے والی میز پر آ بیٹھا۔تبھی کمرے کے دروازے پر آہٹ ہوئی تو اس نے چونک کر گردن گھمائی۔آمنہ چائے کا مگ تھامے کھڑی تھی۔عمر نے جلدی سے سگریٹ کے ٹکڑے کو ایش ٹرے میں مسل ڈالا۔

آیئے۔وہ خوشدلی سے مسکرایا۔آمنہ نے اندر آ کر مگ میز پر رکھا۔

آپ نے ناحق تکلیف کی، ارشد کے ہاتھ بھجوا دیتیں۔

وہ میری اتنی مانتا ہوتا تو رونا کس بات کا تھا۔وہ سڑے ہوئے لہجے میں بولی

میری تو ہر بات مان لیتا ہے۔

آپ۔۔وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

کہیے کہیے۔۔رک کیوں گئیں۔عمر نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ نہیں۔میں آپ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔وہ پلٹ گئی

میرا قصور ملکہ عالیہ؟

دیکھیں آپ مجھ سے فری ہونے کی کوشش بالکل بھی مت کیا کریں، شایان اور ارشد تک ہی محدود رکھیں خود کو۔وہ اسکی طرف مڑ کر خود پہ بمشکل ضبط کرتے ہوئے بولی

مگر خوبصورت لڑکیوں کا چڑچڑا پن مجھے بڑا غیر فطری لگتا ہے۔

آپ بدتمیز ہیں۔

کوئی نئی بات کریں۔اسکے لہجے میں اطمینان تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھاڑ میں جائیں آپ۔وہ بھنبھاتے ہوئے پھر جانے کو مڑی

ایڈریس بتا دیں چلا جاؤں گا۔اس نے ڈھٹائی سے کہا

آپ کو کس احمق نے نوکری دی ہے۔وہ دروازے کے پاس رک کر پھر پلٹی

اے محترمہ اب اتنی بے تکلفی بھی اچھی نہیں ہوتی، آپ کو کیا حق ہے کہ مجھے احمق کہیں۔میں آپکی امی سے آپکی شکایت کروں گا۔اس نے تڑ سے کہا

میں بھی آپکی شکایت کروں گی امی سے۔

کیا شکایت کریں گی آپ میری؟ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

میں انہیں بتاؤں گی کہ آپ مجھ سے فلرٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کیا کوشش کے بغیر بھی فلرٹ ممکن ہے؟

واٹ۔۔آر یو کریزی۔۔آمنہ نے آنکھیں پھاڑیں

اردو میں بولیے محترمہ میری انگریزی کمزور ہے۔اس نے منہ بنا کر کہا جواباً آمنہ پاؤں پٹختی ہوئی واک آؤٹ کر گئی تھی۔عمر مسکراتے ہوئے کرسی پر جم گیا اور نیا سگریٹ سلگایا۔اس لڑکی کی ٹائپ اسے بخوبی سمجھ آنے لگی تھی، اسے اس بے حسی کے خول سے باہر لانے کے لیے ضروری تھا کہ اسے جھنجھلاہٹ میں مبتلا کیا جاتا غصہ دلایا جاتا۔اور یہ کام اسکے گھر والے تو نہ کرسکتے تھے انہوں نے تو اسکی بے حسی بیچارگی سے سمجھوتہ کرلیا تھا اس پر ترس کھاتے رہتے تھے جبکہ عمر کے نزدیک وہ ترس کی مستحق نہیں تھی۔ضرورت اس امر کی تھی کہ اسے گھر کے عام لوگوں کی طرح ٹریٹ کیا جاتا تو وہ جلد اس فیز سے نکل سکتی تھی۔اسی روز شام کے وقت عمر ریلنگ کے پاس کھڑا تھا تو اس نے آمنہ کو طوطوں کے پنجرے کے پاس بیٹھے دیکھا۔

یہ طوطے آپکے ہیں؟ اسنے اوپر سے ہی آواز لگائی آمنہ نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا پھر سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔عمر کو دیکھتے ہی اسکے منہ کے زاویے بگڑ گئے۔

آپ جواب کیوں نہیں دیتیں؟ اس نے پھر اسے چھیڑا وہ ایک جھٹکے سے اٹھی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔وہ مسکرانے لگا۔

وہ گیلری میں ٹہلنے لگا۔یہاں بھی چھ کمرے تھے اور ٹیرس بھی تھا مگر اسکا دروازہ مقفل تھا۔

بائیں طرف سے زینے اوپر کی طرف جاتے تھے۔وہ زینے طے کرنے لگا۔ زینوں کے اختتام پر لوہے کا دروازہ لگا ہوا تھا جس کی کنڈی لگی ہوئی تھی۔اس نے کنڈی کھول کر دروازے کا دھکا دیا وہ سپاٹ چھت پر نکل آیا۔گلی کی جانب پرانے طرز کی منڈیر بنی ہوئی تھی۔جبکہ برابر والے گھر کی طرف چھوٹی سی دیوار تھی جسے بآسانی کود کر پار کیا جا سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ یونہی اس دیوار کے پاس جا رکا اور ہنسنے کی آواز پر چونکا۔برابر والی چھت پر کوئی تھا اور وہ کوئی جلد ہی سامنے آگیا تھا۔وہ ایک لڑکی تھی جو خاصی دلکش تھی۔ویسے عمر کو تو اپنی اب تک کی زندگی میں کوئی بدصورت لڑکی نظر نہ آئی تھی۔وہ لڑکی موبائل کان سے لگائے کسی سے خوش گپیوں میں مصروف تھی اسے دیکھ کر چونکی۔عمر جلدی سے مسکرایا۔وہ کچھ نروس سی ہوتی رخ پھیر گئی۔ وہ بے اختیار مسکرایا۔یہ متوسط طبقے کی لڑکیاں جانے کیوں اتنی ان سیکیور ہوتی ہیں۔اس نے دل ہی دل میں سوچا اور سگریٹ سلگا کر ٹہلنے لگا۔کچھ دیر بعد وہ لڑکی دیوار کے پاس آئی۔

بات سنیں آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے کیوں تھے؟ اس نے غصے سے پوچھا۔

کیا میرے مسکرانے سے آپ کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں؟ اس نے سنجیدگی سے پوچھا

جی۔۔۔لڑکی نے پوری آنکھیں کھول کر کہا

ہاں۔۔عمر نے اسی کے انداز میں کہا

آپ غالباً ثمینہ باجی کے سسرالی رشتے دار ہیں، آمنہ نے بتایا تھا مجھے۔وہ اکھڑے اکھڑے لہجے میں بولی

جی میں وہی ہوں اور میرا نام عمر فاروق ہے۔اس نے بھی تھوڑے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا

ان کے گھر سے کبھی کوئی چھت پر نہیں آتا۔انکل سخت ناپسند کرتے ہیں۔لڑکی نے اسے اطلاع دی

مگر میں چھت پر ٹہلنا بہت پسند کرتا ہوں اب آپ پلیز جائیں میری چہل قدمی میں مخل مت ہوں۔وہ کسی بدمزاج آدمی کی طرح ناک چڑھا کر بولا۔ لڑکی نے برا سا منہ بنایا پھر پلٹ کر زینوں کی طرف چلی گئی۔

سبھی لڑکیاں بد دماغ معلوم ہوتی ہیں۔اس نے سوچا اور پھر سے ٹہلنے لگا۔

یہ تمہارا مہمان تو کچھ عجیب ہی ہے آمنہ۔سجیلہ آمنہ کے ساتھ باورچی خانے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں کھڑی تھی وہ آج بڑے دنوں بعد آئی تھی۔سو آمنہ اسکے لیے پر تکلف سے چائے کا اہتمام کرنے لگی۔سجیلہ کوئی مہمان تو نہ تھی سو وہ بھی کچن میں ہی چلی آئی

پاگل ہے وہ۔مگر تم نے کہاں دیکھا؟ آمنہ نے منہ بنایا تو سجیلہ نے اسے اس روز کی ساری بات سنا دی۔

وہ شوخا ہے۔بلکل لفٹ مت کروانا اسے۔اس دن مجھے کہہ رہا تھا کہ خوبصورت لڑکیوں کا چڑچڑا پن غیر فطری لگتا ہے۔آمنہ نے اسکے لہجے کی نقل اتاری

حد ہے اور ایسے لفنگے کو انکل آنٹی نے گھر میں رکھا ہوا ہے۔

امی ابو کو تو اس نے خوب قابو میں کیا ہوا ہے اور تو اور ارشد اور شایان بھی اسی کے گن گاتے رہتے ہیں۔آمنہ نے کباب پلیٹ میں نکالے

تم ثمینہ باجی سے شکایت کرو۔سجیلہ نے کیبنٹ سے کوکیز کا ڈبہ نکالا

یار کیا شکایت کروں اب تک دماغ چاٹنے کے علاوہ اس نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جسے بدتمیزی کہا جاسکے۔وہ صاف گوئی سے بولی

ہوں۔۔لیکن تم محتاط رہنا وہ مجھے پکا فلرٹ لگا ہے۔ایسے لڑکے بڑے چالاک ہوتے ہیں۔سجیلہ نے اسے مشورہ دیا۔آمنہ نے سر ہلادیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بات سنیں۔وہ اپنے دھیان میں جھولے پر بیٹھی تھی جب عمر نے اسے مخاطب کیا وہ بے طرح چونکی۔

کیا ہے؟ اسکا لہجہ اچھا نہیں تھا

وائی فائی ہے آپ کے گھر؟ میرا پیکج ختم ہوگیا ہے اور ایک بہت ضروری ای میل کرنی ہے مجھے۔اس وقت وہ خلاف معمول سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

جی ہے وائی فائی۔شایان کے کمرے میں ہے ڈیوائس جاکر آن کرلیں۔اس کا یہاں سے اٹھنے کا کوئی موڈ نہ تھا۔

آپ خود ہی کردیجیے ناں پلیز۔وہ لجاجت آمیز لہجے میں بولا آمنہ نے ایک نظر اس کی طرف ڈالی جو اخروٹی رنگ کے شلوار قمیض میں آنکھوں پر عینک لگائے کافی سنجیدہ سی صورت بنائے ہوئے تھا اس سے اسکی آنکھوں میں بھی سنجیدگی تھی۔اس نے شایان کے کمرے میں جاکر وائی فائی آن کیا اور دوبارہ باہر آئی وہ جھولے پر بیٹھا اپنے موبائل کی سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

ہوگیا کنکٹ؟ اس نے پوچھا

پاسورڈ تو بتادیں۔

مجھے دیں میں خود ٹائپ کردیتی ہوں۔

کیوں مجھ پر کوئی بے اعتباری ہے کیا؟ اس نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی بالکل بے اعتباری ہے۔وہ خشک لہجے میں بولی

آل رائٹ نہیں چاہیے آپ کا وائی فائی۔میں پیکج ہی کروا لیتا ہوں۔وہ غصے سے مڑا اور دو دو تین تین زینے پھلانگتا اوپر چلا گیا چند ہی منٹ بعد اسکی واپسی ہوئی تھی وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے بغیر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

آمنہ اطمینان سے جھولے پر بیٹھ گئی۔وہ جانتی تھی کہ وہ بیلنس کروانے گیا ہے۔مارکیٹ قریب ہی تھی اسکے دس منٹ بعد ہی اسکی واپسی ہوگئی تھی۔وہ اس سے مخاطب ہوئے بغیر ہی اوپر چلا گیا تھا۔اسی روز رات کے کھانے پر عمر کی غیر موجودگی کو سب سے محسوس کیا تھا۔امی نے ارشد کے ہاتھ اسے بلوا بھیجا۔وہ چند ہی منٹ بعد واپس آگیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر بھائی کہہ رہے ہیں انہیں بھوک نہیں ہے۔اس نے بتایا۔

بھوک کیوں نہیں ہے، دفتر سے آنے کے بعد کچھ بھی نہیں کھایا اس نے۔امی فکر مندی سے بولیں

دفتر میں کچھ کھا لیا ہوگا امی۔آمنہ نے کہا

وہ ہمارا مہمان ہے بیٹا اسکا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔ابو نرم لہجے میں بولے۔

آمنہ نے بہت برا سا منہ بنایا۔

کھانے کے بعد امی نے ارشد کے ہاتھ دودھ کا گلاس عمر کے کمرے میں بھجوا دیا تھا وہ مزید بدمزہ ہوئی۔اس شخص سے وہ سخت ہی چڑتی تھی جانے کیوں

اس کا نام سنتے ہی وہ جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو جاتی۔مردوں کا ایسا روپ اسے شدت سے ناپسند تھا۔اس نے تو بچپن سے عثمان جیسے سنجیدہ مزاج سلجھے ہوئے انسان کو اپنے دل میں بسایا تھا، وہی اس کا آئیڈیل تھا۔باوجود عثمان کی ہر زیادتی کے وہ اس کی شخصیت سے حصار سے آج تک باہر نہ آ سکی تھی۔وہ آج بھی اسے ہی ائیڈیلائز کرتی تھی۔عمر تو عثمان کے سامنے کچھ بھی نہ تھا اسکی ظاہری شخصیت اتنی ہی ناقابل توجہ تھی کہ جب تک وہ اپنے مخصوص انداز میں بولنا شروع نہ کرتا کوئی بھی اسکی جانب متوجہ نہ ہوتا تھا جبکہ عثمان تو جہاں جاتا تھا کئی توصیفی نگاہیں اس کی جانب اٹھتی تھیں۔اور جب وہ بولتا تو اس کا نرم لہجہ اور دلکش انداز گفتگو کسی کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیتا تھا۔آمنہ نے کبھی بھی ارے بہت زیادہ بولتے یا ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔وہ کم بولتا تھا مگر اچھا بولتا تھا۔جبکہ عمر بے حد بولتا تھا اور بہت فضول بولتا تھا اور ہنستا بھی بہت تھا۔ اسکے اونچے اونچے قہقہوں سے تو آمنہ کو خدا واسطے کا بیر تھا۔وہ جھولے پر بیٹھی دیر تک عمر اور عثمان کا موازنہ کرتی رہی اور اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔گھر کے سب افراد سونے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے اور آنگن کی بتیاں گل کی جاچکی تھیں۔۔۔ سگریٹ کے دھوئیں کی ناگوار بو پر اس نے ادھر ادھر گردن گھمائی۔۔اور پھر اوپر کی طرف دیکھا۔طاقچوں میں جلتے گلوبوں کی مدھم روشنی میں اس نے ریلنگ کے قریب ایک دھندلا سا سایہ دیکھا ، وہ عمر ہی تھا جو شاید سگریٹ نوشی کررہا تھا۔آمنہ نے ناک چڑھائی۔

ساری بری عادتیں اس انسان نے پالی ہوئی ہیں۔اس نے دل ہی دل میں سوچا اور پلٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔جبکہ عمر سوچ رہا تھا کہ یہ لڑکی کتنی بے مروت ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسکی وائی فائی والی بات کی وجہ سے وہ رات کے کھانے کی میز پر نہیں آیا ، پھر بھی اس نے معذرت کا ایک لفظ کہنا گوارا نہ کیا تھا، عمر کے لیے سب سے مشکل کام تھا خفا ہونا اسلیے اگلے روز صبح وہ بالکل نارمل ہوگیا تھا۔ناشتے کے بعد وہ دفتر چلا گیا۔لنچ بریک تک تو کام کا پریشر رہا، لنچ بریک میں وہ اپنے تین کولیگز کے ساتھ قریبی ریسٹورنٹ میں چلا آیا۔اس وقت یہاں کافی رش تھا۔انہوں نے کھانے کا آرڈر نوٹ کروایا اور گپ شپ کرنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور سناؤ عمر تمہارے میزبان کیسے ہیں؟ شبیر نے اس سے پوچھا۔

ٹھیک ٹھاک ہیں سب۔سیریسلی یار میں تو بہت خوش ہوں دل ہی نہیں کررہا کہیں اور شفٹ ہونے کا۔

دل کیوں نہیں کر رہا بھائی کیا وہاں کوئی لڑکی وڑکی بھی پائی جاتی ہے؟ سمیع نے شرارت آمیز لہجے میں پوچھا

ہے تو مگر بدمزاج سی ہے۔

کتنی بدمزاج ہے کیا چپیڑیں وغیرہ نار دیتی ہے؟ شبیر نے پوچھا

نہیں خیر اب ایسی بھی بات نہیں۔وہ دراصل بہت سنجیدہ مزاج لڑکی ہے اور

کچھ ٹریجڈیز بھی ہیں اسکے ساتھ اسلیے چپ چپ رہتی ہے۔اس نے بتایا تبھی ویٹر انکی مطلوبہ چیزیں لیکر آگیا تو ان سب نے اپنی اپنی پلیٹیں سیدھی کیں۔

کیسی ٹریجڈی یار؟ سمیع نے پوچھا

یار اسکی شادی ہوئی تھی تو اسکے شوہر نے اسے پہلی رات ہی طلاق دے دی تھی تب سے بس وہ گم صم سی رہتی ہے۔عمر نے بتایا۔تینوں کے منہ سے بے ساختہ اوہ نکلا تھا۔

یار تو اس سے دوستی کرلے تجھ میں تو یہ کوالٹی ہے کہ کسی کو بھی زندگی کی طرف واپس لے کر آسکتا ہے۔شبیر نے کہا

کوشش کی تھی میں نے نتیجہ یہ ہوا کہ چراغ پا ہوگئی وہ اور مجھے اچھی خاصی سنا دیں۔وہ مزے سے بولا سب ہنسنے لگے۔

تجھے انسلٹ نہیں فیل ہوئی شبیر نے پوچھا، جواباً عمر نے نفی میں گردن ہلائی۔

لڑکیوں کے ہاتھوں جوتے بھی پڑ جائیں تو بے عزتی نہیں ہوتی۔عمر نے محققانہ انداز میں کہا

سلام ہے ویسے تمہاری سوچ پر۔سہیل نے کہا وہ شروع سے اب تک خاموش ہی رہا تھا۔

وعلیکم السلام! عمر ڈھٹائی سے بولا تھا سبھی ہنسنے لگے۔اس روز دفتر سے واپسی پر

اسکی گاڑی خراب ہوگئی تھی۔وہ گاڑی ٹھیک کروا کے گھر پہنچا تو غیر معمولی سناٹے نے اسکا استقبال کیا تھا۔آنگن کی روشنیاں جل رہی تھیں مگر کوئی بھی نہ تھا۔

ارشد۔۔شایان۔۔وہ آوازیں دیتا ہوا اندرونی کمروں کی جانب بڑھا اور مختلف کمروں میں جھانکتا آمنہ کے کمرے کے دروازے تک آیا۔پھر بے دھیانی میں اسکے کمرے میں جھانکا۔وہ کوئی کتاب پڑھ رہی تھی ، بے طرح چونکی۔عمر گڑبڑا گیا

معاف کیجیے گا وہ گھر میں کوئی نظر نہیں آرہا۔۔اس نے دروازے کے قریب کھڑے کھڑے ہی پوچھا آمنہ بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی

امی ابو اور شایان ثمینہ باجی کی طرف گئے ہوئے ہیں ، ارشد کہیں باہر نکلا ہے اور رشیدہ کچھ دنوں کے لیے اپنے گاؤں گئی ہے۔اس نے خلاف معمول نارمل لہجے میں جواب دیا۔

تو آپ کیوں نہیں گئیں ثمینہ بھابھی کی طرف؟ اس نے پوچھا

میری مرضی آپ جائیں پلیز۔وہ خشک لہجے میں بولی

اوکے۔وہ سر ہلا کر پلٹا اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔فریش ہوکر اس نے سگریٹ سلگایا اور بستر پر گر گیا۔تھکن کے مارے اس کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ سگریٹ ختم کرکے اس نے ٹکڑا دور اچھالا اور آنکھیں بند کرلیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی اسے اونگھتے ہوئے کچھ ہی دیر گزری تھی کہ نچلی منزل پر کچھ کھٹکے کی آواز پر چونکا۔گھر میں کوئی نہ تھا اسلیے آمنہ کا خیال رکھنا اسکی ذمے داری تھی۔وہ جلدی سے بستر سے اٹھا اور عینک لگا کر کمرے سے باہر آیا۔زینے طے کرکے نچلی منزل پر آیا۔آمنہ جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی اسے آتے دیکھ کر وہ اٹھی۔

کب آئیں گے وہ لوگ؟ اس نے آمنہ سے پوچھا

پتہ نہیں۔اس نے جواب دیا۔عمر وہیں تخت پر بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چائے ہی پلوادیں۔

جی؟؟ آمنہ نے آنکھیں نکالیں

چائے پلوا دیں۔۔اس نے رک رک کر کہا

میں کیوں بناؤں چائے۔خود بنالیں۔

کسی عورت کی موجودگی میں باورچی خانے میں گھسنا مرد کی شان کے خلاف ہے۔

مرد کی شان جائے بھاڑ میں۔

آپ کو بھاڑ سے اتنی انسیت کیوں ہیں میڈم ہر وقت ہی کسی نہ کسی کو بھاڑ

میں بھیج رہی ہوتی ہیں؟

آپ کا مسئلہ کیا ہے آخر؟ اس نے تنگ آکر پوچھا۔

میرا مسئلہ یہ ہے کہ آپ ہر وقت اتنی شاکی کیوں رہتی ہیں؟

آپ کو کیا تکلیف ہے میں شاکی رہوں گا خوش۔آپ اپنے کام سے کام رکھا کریں۔اس نے آپے سے باہر ہوتے ہوئے کہا

میں سارا دن دفتر میں کام ہی کرکے آتا ہوں، اس وقت کوئی کام نہیں ہوتا مجھ سے۔اس نے گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر پاؤں پسارے

میں نے محاورتاً کہا ہے کہ اپنے کام سے کام رکھیں۔

آپ سادہ گفتگو نہیں کرسکتیں؟ محاوروں میں ایسے کونسے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔

آپ آخر چاہتے کیا ہیں؟ وہ روہانسی ہوگئ

ایک گرما گرم چائے کا کپ بمعہ بسکٹ نمکو اور چپس کے۔اس نے پر اطمینان لہجے میں جواب دیا تو وہ جھنجھلاتی ہوئی باورچی خانے میں چلی آئی۔چولہے پر چائے کا پانی رکھا کیبنٹس سے بسکٹ نمکو اور چپس کے پیکٹس نکال کر کاؤنٹر پہ رکھے۔پلیٹس نکالیں اور ابلتے پانی میں پتی ڈالی۔

جلدی کریں بھئی اتنی دیر نہیں لگتی چائے بنانے میں۔عمر نے آنگن سے ہانک

لگائی تو وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔جلدی سے چائے تیار کرکے اس نے ٹرے سیٹ کی اور باہر آکر ٹرے تخت پر لاکر پٹخی۔عمر سیدھا ہو بیٹھا۔

تھینک یو۔اس نے لہک کر کہا۔

اگر تم مہمان نہ ہوتے تو میں کیتلی تمہارے سر پر پھوٹ دیتی۔اس نے تنک کر کہا

ایک ہی جست میں بے تکلفی کی تمام حدیں پھلانگ گئی آپ تو۔اس نے مزے سے کہا

کیونکہ تم اس لائق ہو ہی نہیں کہ تم سے آپ جناب کرکے گفتگو کی جائے۔

ہاہاہا شکریہ۔وہ از حد ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔وہ تنتناتی کوئی اپنے کمرے میں چلی گئی وہ اطمینان سے بیٹھ کر چائے اور لوازمات سے لطف اندوز ہوتا رہا۔کچھ ہی دیر گزری تھی کہ لائٹ چلی گئی۔عمر نے ٹراؤزر کی جیب ٹٹولی وہ موبائل اور لائٹر کمرے میں ہی چھوڑ آیا تھا۔وہ ٹٹولتا ہوا اٹھا اور زینے طے کرکے اندازے سے چلتا اپنے کمرے میں آیا۔میز سے ٹھوکر کھاتے ہوئے وہ بمشکل ہی موبائل تلاش کر پایا تھا۔اس کی ٹارچ روشن کی۔سگریٹ کیس اور لائٹر جیب میں ڈالے اور اطمینان سے زینے طے کرتا نیچے چلا آیا۔آمنہ ہنوز اپنے کمرے میں ہی بیٹھی ہوئی تھی۔وہ تخت پر بیٹھ کر چائے اور بچی کھچی چیزوں پر ہاتھ صاف کرنے لگا۔کچھ منٹ بعد آمنہ کے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ اپنے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موبائل کی ٹارچ کی روشنی میں باورچی خانے میں گئی واپس آکر اس نے آنگن کے ایک ستون سے لٹکی لالٹین کو روشن کیا۔ڈائننگ ٹیبل پہ رکھی موم بتیاں جلائیں۔

یو پی ایس نہیں ہے آپکے گھر؟ عمر نے پوچھا۔

جنریٹر ہے مگر مجھے چلانا نہیں آتا۔اس نے جواب دیا

کہاں ہے مجھے بتائیں میں چلا دیتا ہوں۔اسنے چائے کا آخری گھونٹ لیکر مگ ٹرے میں رکھا۔

رہنے دیں آ جائے گی لائٹ۔آمنہ متذبذب تھی، اسے دل ہی دل میں امی ابو پر غصہ آرہا تھا جو آپا کے گھر جاکر اسے بھول ہی گئے تھے۔

پتہ نہیں کتنی دیر لگ جائے لائٹ آنے میں۔آپ مجھے بتائیں میں جنریٹر چلا دیتا ہوں۔اس نے تخت سے اٹھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

میں چابی لے کر آتی ہوں۔وہ کہتی ہوئی کمرے میں چلی گئی چند ثانیے بعد اسکی واپسی ہوئی تھی۔عمر وہیں کھڑا تھا۔

آئیں۔آمنہ نے بے دلی سے کہتے ہوئے باورچی خانے کی جانب قدم بڑھائے۔ عمر اسکے پیچھے تھا موبائل ہاتھ میں پکڑے وہ اسے روشنی دکھا رہا تھا۔وہ دونوں باورچی خانے کے عقبی دروازے سے نکل کر پچھلے صحن میں آئے یہاں کونے

میں بنے اسٹور روم ٹائپ کمرے میں جنریٹر رکھا تھا۔آمنہ نے چابی سے جنگلے کا تالا کھولا۔

پیٹرول کے ٹن یہ رکھے ہیں۔اس نے ایک کونے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔عمر نے موبائل اسے پکڑایا۔

روشنی دکھائیں مجھے۔کہتا ہوا وہ جنریٹر کی طرف بڑھا ہی تھا کہ آمنہ بے اختیار ہلکی سی چیخ کے ساتھ اچھلی اور موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زوردار آواز کے ساتھ زمین بوس ہوگیا۔عمر بوکھلا کر پلٹا

کیا ہوا آمنہ؟ اس نے اسکے قریب آتے ہوئے پوچھا

میرے پاؤں پر کوئی چیز گری ہے۔وہ ڈرے ڈرے انداز میں بولی۔

کیا گرا؟

پتہ نہیں۔۔شش۔۔شاید کاکروچ۔۔وہ اٹکتے ہوئے بمشکل بولی۔عمر کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے۔اس نے جھپٹ کر زمین سے اپنا موبائل اٹھایا جس کی ٹارچ تو نہ بجھی تھی مگر منہ کے بل گرنے کے باعث اسکرین پر گہری خراشیں آئی تھیں۔

محض ایک کاکروچ کی خاطر آپ نے میرے تہتر ہزار کے فون کا حلیہ بگاڑ دیا ہے۔وہ کچھ جھنجھلائے ہوئے انداز میں اپنے موبائل کی اسکرین اسکے سامنے لہرا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Arsand|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر بولا۔

تہتر ہزار کا فون۔کبھی زندگی میں تہتر ہزار اکٹھے دیکھے بھی ہیں۔وہ طنزیہ لہجے میں بولی

میڈم زیادہ فرینک ہونے کی کوشش مت کریں، میں کوئی گرا پڑا نہیں ہوں الحمد للہ کھاتے پیتے گھرانے کا سپوت ہوں۔اس نے گردن اکڑائی۔

کھاتے پیتے گھرانے کا سپوت ہوں۔۔ہنہہ۔وہ بھنبھاتی ہوئی پلٹی

آخر تم خود کو سمجھتی کیا ہو ایک تو میں تمہاری خاطر ادھر اس اجاڑ بیابان میں جنریٹر چلانے آگیا ہوں اور تم مجھے ہی نخرے دکھا رہی ہو۔

میری خاطر۔ایکسکیوزمی میں نے کب کہا تھا تمہیں جنریٹر چلاؤ تم نے خود آفر کی تھی۔وہ اسکی طرف مڑ کر تڑ سے بولی

میں چڑچڑی لڑکیوں کو بالکل بھی آفر نہیں کرتا۔اسکا انداز چڑانے والا تھا

تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے بے ہودے۔وہ جھلا گئی

آپ نے سکھائی نہیں ناں تمیز مجھے۔وہ ہونٹ سکیڑ کے بولا

تم بدتمیز ہو۔

آپ چڑچڑی ہیں۔

جہنم میں جاؤ۔

کیوں آپ سے وہیں ملاقات ہوگی کیا؟

دفع ہو جاؤ تم۔وہ آؤٹ آف کھوپڑی ہوگئ اور پھر ایک جھٹکے سے مڑ کر پاؤں پٹختی ہوئی منظر سے ہٹ گئی۔عمر نے کھنکھار کر اپنا گلا صاف کیا اور خود بھی واپسی کے لیے قدم بڑھائے یکدم اسکے جوتے کے نیچے کوئی سخت سی چیز آئی تھی اسنے رک کر زمین پر روشنی ڈالتے ہوئے پاؤں اٹھایا، وہ جنریٹر کی چابی تھی۔جو یقیناً آمنہ کے ہاتھوں سے گر گئی تھی۔عمر کی آنکھوں میں شرارت کی چمک پیدا ہوئی۔اسنے اطمینان سے جنریٹر کو تالا لگایا چابی جیب میں ڈالی اور خراماں خراماں چلتا ہوا آنگن میں واپس چلا آیا۔آمنہ پھر سے اپنے کمرے میں بند ہوچکی تھی۔وہ تخت پر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ لائٹ آگئی۔اور کچھ ہی دیر بعد سب گھر والے بھی لوٹ آئے۔پھر جب تک سب جاگتے رہے آمنہ اپنے کمرے میں ہی بند رہی تھی۔

ایک روز شام کے وقت اچانک ہی بادل گھر گھر کر آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے تیز بارش شروع ہوگئی۔امی نے فوراً ارشد کو چھت پر دوڑایا تاکہ وہ جنگلے پر پلاسٹک کورز اچھی طرح چڑھا دے۔عمر ابھی دفتر سے لوٹا تھا وہ بھی ارشد کی مدد کروانے چھت پر چلا گیا۔بارش بہت تیز تھی وہ بلکل بھیگ کر واپس لوٹے

تو دونوں کے دانت بج رہے تھے، اکتوبر کا مہینہ تھا اور سردی کی آمد آمد تھی۔

یار سردی سے بیڑہ غرق ہوگیا ہے۔عمر نے دانت کٹکٹاتے ہوئے کہا

آپ کپڑے بدل لیں عمر بھائی مجھے بھی بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ارشد نے ٹھٹھرتے ہوئے کہا۔عمر اپنے کمرے میں چلا آیا۔فریش ہو کر اس نے تولیے سے سر رگڑتے ہوئے الماری کھول کر پوری آستینوں والی شرٹ نکال کر پہنی۔باہر سے تیز بارش کے برسنے کی آواز مسلسل آرہی تھی۔اس نے سگریٹ سلگا کر دو تین گہرے گہرے کش لیے اور بستر کنارے ٹک گیا۔بارش میں بھیگنے سے جو کپکپی طاری ہوئی تھی وہ زائل ہونے لگی اس نے ختم ہوتے سگریٹ سے دوسرا سگریٹ سلگایا ہی تھا کی بادلوں کی تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی لائٹ چلی گئی۔

شٹ۔۔۔وہ بڑبڑایا پھر لائٹر چلایا اور اٹھ کر بیگ میں سے موبائل نکال کر اس کی ٹارچ روشن کی۔اسکے پیٹ میں چوہے ناچ رہے تھے۔وہ سگریٹ جلدی جلدی ختم کرکے موبائل کی ٹارچ روشن کرکے میز پر رکھا اور خود ٹہلتا ہوا ریلنگ کے پاس آیا۔۔نیچے آنگن میں رشیدہ لالٹین روشن کررہی تھی اور آنٹی آمنہ کو جھاڑ رہی تھیں۔

کہاں گئی جنزیٹر کی چابی آخر؟

میرے پاس ہی تھی امی پتہ نہیں کدھر چلی گئی۔وہ منمنائی۔

امی ٹرانسفارمر اڑ گیا ہے لائٹ شاید پوری رات نہ آئے۔شایان نے اندر آتے ہوئے اطلاع دی۔

تمہاری بہن نے جنریٹر کی چابی گم کردی ہے۔امی نے غصیلے لہجے میں کہا، عمر محظوظ ہوا۔

آمنہ کہاں ہے یار چابی؟ اب کیا اندھیرے میں بیٹھے رہیں گے؟ شایان نے اس سے پوچھا

پتہ نہیں کہاں چلی گئی ہے مجھے یاد ہی نہیں آرہا۔وہ پھر منمنائی۔

یار جاکر تلاش کرو۔مجھے ایک بہت ضروری اسائنمنٹ تیار کرنی ہے لیپ ٹاپ کی چارجنگ بھی بند ہے۔وہ جھنجھلایا

کیا ہے تلاش کمرے میں نہیں ہیں چابیاں امی نے اپنے کمرے میں بھی ڈھونڈا ہے وہاں بھی نہیں ہے۔وہ اکتائے ہوئے انداز میں بولی

اب میں اسائنمنٹ کیسے بناؤں گا۔شایان شدت سے جھنجھلایا۔

میں پھر چیک کرتی ہوں۔آمنہ کہتے ہوئے اپنے کمرے میں گم ہوگئی۔عمر وہیں کھڑا رہا۔

شایان میرے لیپ ٹاپ کی چارجنگ فل ہے آرام سے دو گھنٹے چل جائے گا تم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Assignment|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنی اسائنمنٹ بنا لو۔۔ اس نے وہیں سے آواز دی۔

نہیں بھائی۔شایان ہچکچایا

لے کر کام کرلو بیٹا لائٹ تو پتہ نہیں کب آئے۔امی نے کہا تو وہ اوپر چلا آیا۔

نیٹ پیکج بھی وافر ہے میرے پاس اگر چاہیے تو ہاٹ سپاٹ آن کردیتا ہوں۔
لیپ ٹاپ اسے دیتے ہوئے اس نے آفر کی

نہیں عمر بھائی نیٹ پیکج تو میرے پاس ہے۔آپکا بہت شکریہ۔شایان نے لیپ ٹاپ اس کے ہاتھ سے لیا۔میں اپنے کمرے میں لے جاؤں یہاں بیٹھ کر مجھ سے کام نہیں ہوگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں ہاں شیور یار۔اس نے اسکا شانہ تھپتھپایا۔شایان لیپ ٹاپ لیکر کمرے سے چلا گیا تو وہ پھر سے بستر پر نیم دراز ہوگیا۔اسے کافی سردی محسوس ہورہی تھی اور بارش کا تو رکنے کا کوئی موڈ نہ لگتا تھا۔کمرے کے کھلے دروازے سے خاصی ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی۔وہ کچھ دیر بعد اٹھا اور کمرے سے نکل کر ریکنگ کے پاس آیا۔آنگن میں ڈائننگ ٹیبل کی کرسیوں کے پاس آمنہ اور اسکی امی کھڑی تھیں

آنٹی۔اس نے بلند آواز میں انہیں مخاطب کیا

جی بیٹا۔انہوں نے منہ اوپر کرکے نرم لہجے میں پوچھا۔آمنہ بدمزہ سی ہوتی

باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

آنٹی مجھے بہت سردی لگ رہی ہے کوئی کمبل ملے گا؟ اس نے پوچھا۔وہ اندرون پنجاب کا رہنے والا وہاں کے موسم کا عادی تھا، اسلام آباد کا موسم اس کے لیے نیا تھا اسے سچ مچ بہت سردی لگ رہی تھی جبکہ گھر کے باقی افراد پر تو جیسے موسم کا کوئی اثر ہی نہ تھا۔

میں بجھواتی ہوں بیٹا تم جاکر آرام کرو۔انہوں نے شہد آگیں لہجے میں کہا تو وہ سر ہلا کر کمرے میں واپس آگیا۔نیچے امی باورچی خانے میں آمنہ سے کہہ رہی تھیں۔بیٹا وہ گلابی کمبل نکال دو عمر کو دینا ہے۔وہ مانگ رہا ہے

امی ابھی کہاں سے اتنی سردی ہوگئی کہ وہ کمبل مانگ رہا ہے۔۔ وہ جھنجھلائی

بیٹا وہ گجرانوالہ سے آیا ہے وہاں کے موسم اور یہاں کے موسم میں زمین آسمان کا فرق ہے اس کے لیے یہی سردی بہت ہے۔چلو جاؤ کمبل نکال کر اسے دے آؤ۔بارش میں بھیگا ہے بچہ بیچارہ رشیدہ تم اب تک اسے چائے نہیں دے کر آئی۔اسے آرڈر دینے کے ساتھ ہی ساتھ امی نے رشیدہ کو بھی گھر کا جو کاؤنٹر سے ٹیک لگائے اپنے موبائل میں مگن تھی۔آمنہ برا سا منہ بنائے اپنے موبائل کی ٹارچ جلا کر باورچی خانے سے نکل کے اپنے کمرے سے ملحقہ چھوٹے سے سٹور روم میں آئی۔چھوٹی پیٹی کھولی اس میں مہمانوں کے استعمال کے لیے بستر کمبل اور لحاف رکھے تھے۔اس نے گلابی رنگ کا نرم ملائم کمبل

نکال کر پیٹی بند کی اور ایک ہاتھ میں موبائل دوسرے میں کمبل اٹھائے باہر آئی۔

رشیدہ جاؤ کمبل دے آؤ۔اس نے وہیں سے رشیدہ کو آواز لگائی۔

رشیدہ عمر کو چائے دینے گئی ہے تم کمبل خود لے جاؤ۔امی نے کچن سے جھانک کر کہا

امی۔۔آمنہ احتجاجا بولی

آمنہ انسان بنو۔امی اسے ڈپٹ کر پھر سے کچن میں چلی گئیں۔وہ کمبل اٹھاکر زینے طے کرنے لگی ابھی وہ تیسرے زینے پر ہی تھی کہ رشیدہ سے مڈھ بھیڑ ہوگئی۔

رشیدہ یہ کمبل بھی دے آؤ۔۔ اس نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا

خود دے آئیں ناں آمنہ باجی مجھے اور بھی سو کام ہیں کچن میں۔وہ ٹکا سا جواب دے کر اسکی سائڈ سے ہوتی زینے طے کرگئی۔آمنہ دل ہی دل میں جھلستی ہوئی اوپری منزل پر آئی اور عمر کے کمرے کے پاس آکر کھلے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔وہ جو بستر کنارے ٹکا سگریٹ اور چائے سے لطف اندوز ہورہا تھا مزے سے بولا۔آجاؤ۔۔

آمنہ اندر داخل ہوئی اور کمبل بستر کے دوسرے کنارے پر رکھا۔عمر چونک کر

سیدھا ہو بیٹھا۔

اوہ آپ ہیں۔اسکے ہونٹوں پر شرارتی سی مسکراہٹ بکھری۔موبائل کی ٹارچ کی مدھم روشنی میں بھی آمنہ کو وہ مسکراہٹ زہر لگی تھی۔

مجھے تو لگ رہا ہے مجھے بخار ہورہا ہے۔اس نے ناک سکیڑی

جنریٹر کی چابی کہاں ہے؟ آمنہ نے پوچھا

مجھے کیا پتہ۔۔اس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے

آپ میرے ساتھ تھے اس دن جب ہم جنریٹر چلانے گئے تھے۔وہ بہت آہستہ آواز میں بول رہی تھی

جی مگر چابی تو آپکے پاس ہی تھی۔

ہاں مگر میرے ہاتھ سے تو گر گئی تھی ناں۔

تو مجھے کیا پتہ۔۔جہاں گری تھی وہیں تلاش کریں۔

مجھے یقین ہے کہ چابی آپ نے اٹھائی تھی۔

آپ اتہام لگا رہی ہیں مجھ پر۔

آپ جھوٹے ہیں۔چابی دے دیجیے مجھے۔

کیا آپ نے چابی مجھے دی تھی؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نھیں مگر۔۔

کیا آپ نے مجھے چابی اٹھاتے دیکھا؟ اس نے تیزی سے اسکی بات کاٹی

نہیں۔۔لیکن۔۔

تو پھر آپ اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہیں کہ میں نے ہی چابی اٹھائی ہے۔ یہ بھی تو ممکن ہے چابی اب تک وہیں پڑی ہو جہاں گری تھی۔وہ دوبدو بولا

وہاں نہیں ہے کیونکہ میں نے دوپہر میں ہی وہاں سے جھاڑو لگائی تھی۔

تو پھر آپ نے ہی کہیں رکھ دی ہوگی مجھے کیا پتہ۔اس نے شانے اچکائے اور ختم ہوتے سگریٹ سے دوسرا سگریٹ سلگایا۔

آپ آخر کیوں مجھے زچ کردینے پر تل گئے ہیں میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا؟ وہ روہانسی ہوگئ

میڈم آپ خود آئی ہیں لڑائی بھی آپ نے شروع کی اور الزام بھی آپ نے لگایا ہے مجھ پہ اور زچ میں کررہا ہوں واہ۔۔

آپ آخر مجھ سے بات کرتے ہی کیوں ہے۔میں نہیں کرنا چاہتی آپ سے بات، آپ کی بذلہ سنجی اور حاضر جوابی سے لطف اندوز ہونے کی حس مجھ میں نہیں ہے۔پلیز مجھے تنگ مت کیا کریں۔میں اپنی زندگی سے آل ریڈی تنگ ہوں۔اللہ کا واسطہ ہے میرا پیچھا چھوڑ دیں آپ۔پلیز وہ بے اختیار رو پڑی

تھی۔عمر میکانکی انداز میں اٹھ کھڑا ہوا وہ معاملات کو مذاق کی حد میں ہی رکھنا چاہتا تھا۔کسی کو بھی ہرٹ کرنا اسکا مقصد کبھی نہیں ہوتا تھا

آئم سوری آمنہ۔بخدا میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا، میں تو صرف آپکو خوش دیکھنا چاہتا ہوں اسی لیے شرارتیں کرتا ہوں آپکے ساتھ۔قسم سے میرا مقصد آپکو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔اسنے نرم لہجے میں کہا۔وہ بدستور چہرہ دونوں ہاتھوں میں ڈھانپے سسکتی رہی۔جانے اسکے ذہن کی کونسی گرہ کھل گئی تھی۔

دیکھیں پلیز چپ کر جائیں۔۔عورتوں کو روتے دیکھ کر میں بھی رو پڑتا ہوں۔۔ ایک بار ایک محلے کی آنٹی کے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوا میں بھی وہیں موجود تھا وہ آنٹی بہت زور زور سے رو رہی تھیں۔انہیں روتا دیکھ کر مجھے بھی رونا آگیا اور پھر میں اس قدر رویا کہ آنٹی اپنا رونا بھول کر مجھے چپ کرانے کی کوششیں کرنے لگ گئی تھیں۔وہ نان اسٹاپ بولے گیا اور آمنہ بے اختیار ہنس پڑی۔

قسم سے میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔۔ اگر میں رو پڑا ناں تو پھر آپکا پورا گھر بھی مل کر مجھے چپ نہ کروا سکے گا۔اس نے مسمسی صورت بنائی

چابی دو۔آمنہ نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا

اگر نہ دوں تو۔

میں۔۔۔میں تمہارا سگریٹ کیس غائب کردوں گی۔

یہ لو شوق سے غائب کردو میں نیا خرید لوں گا۔اسنے بیڈ سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کیس اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔بے بسی آمنہ کے چہرے سے مترشح تھی۔اس نے سگریٹ کیس بیڈ پر پھینکا۔

پتہ نہیں تم کب جاؤگے ہمارے گھر سے۔وہ بھنبھاتی ہوئی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔

اے رکو۔۔یہ لو چابی۔۔ اس کے بیڈ سائیڈ ٹیبل کی دراز سے چابی نکالی۔آمنہ نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا پھر چابی لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

اب مجھ سے جھگڑا کرو گی؟ عمر نے چابی تھمانے کی بجائے پوچھا

نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھ سے اچھے طریقے سے بات کرو گی؟

ہاں۔

مجھ سے دوستی کرو گی؟

ہاں۔

گڈ یہ لو۔اس نے چابی اسے تھما دی۔

ابھی میں نے جو کچھ کہا وہ سب جھوٹ تھا۔وہ تیزی سے کہہ کر مڑی اور پھر بھاگتی ہوئی زینوں کی طرف بڑھ گئی۔

چیٹر۔۔وہ اسکے پیچھے بھاگا اور پھر ریلنگ کے پاس ہی رک گیا۔وہ زینے طے کرکے آنگن میں آئی تھی۔سر اوپر کرکے اسکی طرف دیکھا۔دھندلی سی روشنی میں بھی عمر نے اسکے چہرے پر شرارت دیکھی تھی۔۔

آنٹی کھانا کب تک بنے گا۔عمر نے جلدی سے آواز لگائی۔آمنہ جھپاک سے اپنے کمرے میں جا گھسی تھی۔

بس بیٹا آدھے گھنٹے میں بن جائے گا۔آنٹی نے کچن سے ہی آواز لگادی

جب بن جائے تو مجھے بلا لیجیے گا۔وہ کہہ کر کمرے میں واپس آیا۔

امی جنریٹر کی چابی مل گئی ہے۔آمنہ کی تیز آواز پر وہ بے اختیار ہی ہنس پڑا تھا۔کچھ ہی دیر گزری تھی جنریٹر چلنے کی آواز کے ساتھ ہی لائٹ جل اٹھی۔وہ اپنا موبائل چارجنگ پر لگا کے بستر پر کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا۔جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔جسم کو حرارت ملی تو پتہ ہی نہ چلا اور نیند نے اسے گھیر لیا۔

رات تم کھانے سے پہلے ہی سوگئے تھے۔اگلی صبح ناشتے کی میز پر امی نے عمر سے کہا جو دفتر جانے کے لیے بلکل تیار ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔

ساری رات بارش خوب برسی تھی اور اب تک بھی بادلوں نے افق پر سے اپنا تسلط نہ ہٹایا تھا۔

بس آنٹی یونہی لیٹا تھا تو نیند آگئی۔۔ اس نے جواب دیا۔سر کچھ بھاری تھا۔

ناشتہ اچھے سے کرو۔اور پراٹھا بنادوں؟ امی نے فکر مندی سے پوچھا

نہیں یہ ٹھیک ہے آنٹی۔۔ اس نے جواب دیا۔اسکے گلے اور ناک میں سرسراہٹ سی ہورہی تھی۔جوں توں ناشتہ ختم کرکے وہ دفتر چلا آیا۔مگر سر کا درد کام میں حارج ہونے لگا۔اسنے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔سارے جسم میں رہ رہ کر گرم گرم لہریں اٹھ رہی تھیں۔اور کنپٹیوں پر جیسے ہتھوڑے برس تھے۔اس نے سر میز پر اوندھا کرلیا۔اسکے ذہن میں غیر ارادی طور پر اپنی اور آمنہ کی جھڑپیں گھوم رہی تھیں۔۔وہ ایک رو میں بہکتا بس انہی لمحوں میں کھو گیا تھا جب جب آمنہ اسکے روبرو تھی۔یہ تسلسل تب ٹوٹا جب اسے بڑے زور ہ چھینک آئی۔اور پھر یہ سلسلہ چل ہی پڑا۔کچھ ہی دیر میں اس کی ناک سے پانی بہنے لگا تھا اور سر کا درد حد سے تجاوز کرگیا تھا۔وہ ہاف لیو لیکر گھر آگیا۔آنگن میں صرف آمنہ تھی جو جھولے پر بیٹھی ہوئی تھی اسے دیکھ کر حیران تو ہوئی مگر وہ اس سے مخاطب ہوئے بغیر ہی زینے طے کرکے اپنے کمرے میں چلا آیا۔کپڑے تبدیل کرکے وہ کمبل میں گھس گیا۔ سارے جسم پر ایک کپکپی سی طاری تھی۔فلو تیز ہوگیا تھا۔دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو اسنے چونک کر کمبل سے منہ باہر نکالا۔آمنہ دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟ عمر کا سرخ چہرہ دیکھتے ہی اس نے پوچھا

فلو ہے اور شاید بخار بھی۔اس نے جواب دیا

اوہ۔۔۔میں آپ کو میڈیسن دے دیتی ہوں۔وہ کہہ کر پلٹ گئی۔چند لمحوں بعد وہ تھرمامیٹر لیے پھر آئی تھی۔

یہ لیجیے۔اس نے تھرمامیٹر اسکی طرف بڑھایا۔عمر نے اسکے ہاتھ سے لیکر منہ میں رکھ لیا۔آمنہ ٹائم دیکھنے لگی۔ایک منٹ بعد اسنے تھرما میٹر اسکے منہ سے نکال لیا۔

ایک سو دو۔آپ کو تو کافی تیز بخار ہے۔۔میں ڈاکٹر کو بلواؤں؟ اس نے پوچھا

نہیں بس پیناڈول دے دیں۔عمر نے نرم لہجے میں کہا

اوکے۔وہ سر ہلا کر چلی گئی۔وہ ٹشو سے اپنی ناک رگڑنے لگا۔

سر درد شدت اختیار کرگیا تھا۔۔ کچھ دیر بعد آمنہ کی واپسی ہوئی تھی۔اس نے ہاتھ میں ایک ٹرے پکڑی ہوئی تھی۔وہ ٹرے اس نے بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔اس میں میڈیسن، چائے کا کپ، ابلا ہوا انڈا اور پانی کی بوتل تھی۔

پہلے آپ کچھ کھا لیں پھر میڈیسن لیجیے گا۔اس نے نرم لہجے میں کہا

مجھے بھوک نہیں ہے۔وہ سوں سوں کرتے ہوئے بولا

تھوڑا سا کھا لیجیے۔وہ کہہ کر جانے کے لیے مڑ گئی

آنٹی کہاں ہیں؟ عمر نے پوچھا

پڑوس میں گئی ہیں کچھ دیر تک آجائیں گی۔وہ بتا کر چلی گئی عمر نے بمشکل ابلا ہوا انڈا کھایا چائے کے دو گھونٹ لیے اور میڈیسن منہ میں رکھ کر پانی کی بوتل اٹھائی۔بوتل میں نیم گرم پانی تھا جو اسکے دکھتے ہوئے گلے کو بہت بھلا لگا۔اس نے چائے کے کپ کو ڈھک دیا۔اور لیٹ کر تکیہ منہ پر رکھ لیا۔سر میں اتنا شدید درد تھا کہ نیند کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اوپر سے بخار کی حدت۔۔۔وہ کتنی ہی دیر گے سدھ پڑا رہا تھا۔چونکا تب جب دروازے پر پھر سے دستک ہوئی تھی۔اس نے بمشکل تکیہ ہٹا کر آنکھیں کھولیں۔آمنہ سامنے کھڑی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بخار کم ہوا؟

آپ مہلت دیں گی تو کم ہوگا ناں ہر دو منٹ پر پوچھنے آجاتی ہیں تو کیسے کم ہو بیچارہ۔بخار ہے کوئی ڈالر کا ریٹ نہیں تو پل میں کم اور پل میں زیادہ ہوجائے۔ وہ کراہتے ہوئے بولا

بیماری میں بھی تمہاری زبان کو چین نہیں۔

میرے سر پر ہتھوڑے برس رہے ہیں اسلیے تمہارے ساتھ بحث نہیں کرسکتا۔وہ پھر کراہا۔

بس اتنے میں ہی ساری زندہ دلی رخصت ہوگئی۔ذرا سے بخار نے اضمحلال

طاری کردیا۔وہ ہاتھ نچا کر بولی

میں نہیں ہوں زندہ دل۔ٹائیں ٹائیں مت کرو میرے سر پر۔

تمہاری بذلہ سنجی کو کیا ہوگیا عمر؟ وہ اسے چڑا رہی تھی

جہنم میں گئی بذلہ سنجی۔وہ بھنا گیا

چچ۔۔چچ۔۔خوبصورت لڑکیوں سے ایسے بات کرنا کتنا غیر فطری لگتا ہے۔۔

جی بشرطیکہ لڑکی واقعی خوبصورت ہو۔عمر نے دانت کٹکٹائے۔

ہنہہ اپنی شکل دیکھی ہے کبھی۔اس نے آنکھیں نکالیں

روز دیکھتا ہوں۔اب چلتی پھرتی نظر آؤ یہاں سے۔آگے سر درد سے پھٹا جارہا ہے میرا۔

اللہ تعالیٰ بد اعمالیوں کی سزا اسی طرح دیتے ہیں۔۔ آمنہ نے ٹرے اٹھائی۔عمر نے کچھ کہنے کی بجائے تکیہ پھر سے منہ پر رکھ لیا۔

سارا دن وہ بخار میں پھنکتا رہا اور شام کو شایان ڈاکٹر کو لے آیا تھا۔ڈاکٹر نے بخار کی وجہ موسم کی تبدیلی بتائی چند دوائیں لکھ کر دیں کچھ پرہیزی چیزیں نوٹ کروائیں اور فیس لیکر چلتا بنا۔امی نے فوراً رشیدہ کو سوپ بنانے کا آرڈر دیا۔ارشد عمر کے سرہانے بیٹھ کر اسکا سر دبانے لگا جبکہ شایان بستر کے قریب

کھڑا تشویش کن نظروں سے اسکے چہرے پر نظریں گاڑے کھڑا تھا۔عمر کا سرخ ہوگیا تھا اور وہ غشی کی حالت میں تھا۔

ڈاکٹر کے جانے کے آدھے گھنٹے بعد بخار کی شدت میں تھوڑی کمی واقع ہوئی تو عمر نے آنکھیں کھولیں۔شایان ارشد ، شایان کے ابو امی سبھی اس کے پاس جمع تھے۔سب فکر مند نظر آرہے تھے۔آنٹی نے اپنے ہاتھ سے اسے سوپ پلایا پھر شایان نے اسے دوا دی۔کچھ دیر بعد وہ سب چلے گئے۔کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔وہ کروٹیں بدلنے لگا۔سر درد اب کچھ کم تھا۔ آدھی رات گزری تو بخار بھی کافی کم ہوگیا تھا۔اس نے اٹھ کر بیڈ سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کیس اور لائٹر اٹھایا اور ننگے پاؤں کمرے سے باہر نکل آیا۔سگریٹ سلگا کر اس نے ریلنگ سے نیچے جھانکا۔آنگن میں مدھم سی روشنی تھی۔گھر میں مکمل سکوت کا راج تھا۔اسے سردی تو محسوس ہورہی تھی مگر پھر بھی وہ کچھ دیر یہاں کھڑے رہنا چاہتا تھا۔حالانکہ حقیقت میں اس میں ابھی اتنی ہمت نہ تھی کیونکہ بخار ابھی پوری طرح اترا نہ تھا۔وہ ابھی دوسرا سگریٹ سلگانے جارہا تھا جب اس نے آمنہ کو آکر جھولے پہ بیٹھتے دیکھا۔وہ دوپہر والی زرد شلوار قمیص میں ملبوس تھی، بال بکھرے ہوئے تھے اور دوپٹہ ندارد تھا۔جھولے پر بیٹھ کر اس نے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔عمر کو محسوس ہوا کہ وہ رو رہی ہے۔وہ سگریٹ پیروں تلے مسل کر بناء آہٹ کیے زینے طے کرکے آنگن میں آیا۔آمنہ ہنوز اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔وہ جھولے کے پاس آکر رکا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کے اندھیرے میں چھپ کر بزدل روتے ہیں۔وہ بہت مدھم سرگوشی جیسی آواز میں بولا تھا۔آمنہ نے بے طرح چونک کر سر اٹھایا پھر اسے دیکھ کر اچھل کے کھڑی ہوگئی۔

ڈرو مت۔سگریٹ پی رہا تھا تمہیں دیکھا تو چلا آیا۔اس نے وضاحت دی۔

جاکر سوجائیں آپکو بخار ہے۔وہ روئے روئے لہجے میں بولی۔

تم کیوں رو رہی ہو یہ بتاؤ مجھے؟

میرے پاس رونے کے سوا ہے ہی کیا۔

بہت کچھ ہے آمنہ زندگی ختم تو نہیں ہوئی۔اس نے نرم لہجے میں کہا

میرے لیے تو ختم ہی ہوگئی ہے۔اس نے یاسیت بھرے لہجے میں کہا عمر نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے دوبارہ بٹھا دیا اور خود اسکے عین سامنے زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا

جب تک سانسیں چل رہی ہیں زندگی ختم نہیں ہوتی آمنہ، اور ایک انسان زندگی کا انت کبھی بھی نہیں ہوتا۔جو آپ کو چھوڑ جائے اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ یہی ایک خوشگوار زندگی گزارنے کا راز ہے۔وہ سمجھانے والے انداز میں بولا

تم یہ کہہ سکتے ہو کیونکہ تم میری جگہ پر نہیں ہو۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی بھی کسی کی جگہ پر نہیں ہوتا آمنہ۔اپنے اپنے حصے کے دکھ سب کو خود ہی جھیلنے ہوتے ہیں۔۔ہر جان اپنا بوجھ خود اٹھاتی ہے۔

میرا دل کرتا ہے اس ساری دنیا میں آگ لگا دوں، جب میں خوش نہیں تو کسی اور کو بھی کیا حق ہے خوش رہنے کا۔لوگ بہت بے حس ہوتے ہیں۔سب مجھے کہتے ہیں کہ میں سب کچھ بھول جاؤں ، نئ زندگی شروع کردوں۔۔میں کیسے نئ زندگی شروع کردوں۔وہ رونے لگی۔

آمنہ دکھوں کو جی بھر کر منانا چاہیے تاکہ وہ ہمارے اندر تعفن پیدا نہ کردیں،مگر زندگی کو دکھوں کے نام منسوب کردینا اپنے آپ سے غداری ہے۔تمہیں دکھ ملا ہے تم اسے جی بھر کر منا چکی ہو کچھ عرصے اور منانا چاہتی ہو ضرور مناؤ مگر زندگی کو دکھ کے نام نہیں کرنا۔

مگر میں شادی نہیں کرسکتی اور سب کہتے ہیں نئ زندگی شروع کرلو۔۔ وہ جیسے اس سے شکایت کررہی تھی

نئ زندگی کا مطلب صرف شادی تو نہیں ہوتا تم اپنی تعلیم کا سلسلہ پھر سے جوڑو اپنی زندگی کا کوئی مقصد بنالو تبھی تو یہ لوگ تمہیں بار بار شادی کا مشورہ دینا چھوڑیں گے تم بے۔مقصد زندگی گزار رہی ہو تبھی تو سب کو بس تمہاری زندگی کو نیا رخ دینے کا بس ایک ہی حل نظر آتا ہے۔۔شادی۔اس نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔کہہ تو وہ ٹھیک ہی رہا تھا۔

چلو اب جاکر سوجاؤ۔یوں آدھی رات کو رونا بری بات ہے۔دل زیادہ گھبرائے تو نماز پڑھا کرو تسبیحات پڑھا کرو۔وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

تم بھی سوجاؤ جاکر۔طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری۔۔ وہ نرم لہجے میں بولی۔

نیند آئے گی تو سوجاؤں گا۔وہ سر ہلا کر بولا۔آمنہ پلٹی پھر کچھ سوچ کر گردن موڑ کے اسکی طرف دیکھا

تھینک یو۔۔۔

کس بات کے لیے ؟

یونہی۔دھندلی سی روشنی میں عمر نے اسکی گہری براؤن آنکھوں میں نمی چمکتے دیکھی تھی وہ تیزی سے چلتی اپنے کمرے میں چلی گئی تو وہ بھی اپنے کمرے میں چلا آیا۔سردی سے جسم کپکپانے لگا تھا وہ کمبل میں گھس گیا۔بقیہ رات اس نے بخار میں جھلستے اور سوتے جاگتے گزاری تھی۔

پانی کی تلاش میں انہیں قرب و جوار کے علاقوں کا سروے کرنا تھا ، ایک ہفتہ خواری کی نذر ہوا۔واپسی پر وہ گھر میں داخل ہوا تو کچھ تبدیلی کا احساس ہوا۔ آنگن سے تخت اور صوفے وغیرہ اٹھا دیئے گئے تھے۔جھولا بھی برآمدے میں رکھ دیا گیا تھا۔وہ ادھر ادھر طائرانہ سی نظر ڈالتا ہوا زینے طے کرکے اپنے کمرے میں آیا۔بیگ رکھ کر اس نے جوتے اتارے اور کپڑے نکال کر غسل

خانے میں گھس گیا۔گرم پانی سے غسل کرکے جسم کو کافی سکون ملا تھا۔سردی اب کچھ زیادہ ہوگئی تھی (اسکے لیے) ۔۔تولیے سے بال خشک کرتے ہوئے اس نے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال کر اسے سلگایا اور کش لیتا ہوا کمرے سے باہر نکلا۔تولیہ ریلنگ پر ڈال کر وہ چھت پر جانے والے زینوں کی طرف بڑھا۔ زینے طے کرکے وہ چھت پر نکل آیا۔دھوپ کافی تیز تھا ، وہ برابر والے گھر کی منڈیر پر بیٹھ گیا اور سگریٹ کے کش لگانے لگا۔دھوپ اسے بڑی بھلی لگ رہی تھی۔حالانکہ قرب و جوار کی چھتوں میں سے کہیں بھی کوئی انسان نظر نہ آتا تھا اور اسے جو بھی اس وقت دھوپ میں بیٹھے دیکھتا تو پاگل ہی سمجھتا مگر اسے پرواہ کب تھی، اس کے لیے تو سردیاں آگئی تھیں سو وہ بھرپور انداز میں منا رہا تھا۔دفتر میں وہ سویٹر پہن کر جاتا تو سبھی مذاق اڑاتے مگر وہ اپنی حاضر جوابی سے سب کو چپ کروا دیتا۔کچھ ہی دیر گزری تھے جب برابر والی چھت پر کھٹ پٹ کی آواز آئی۔اس نے گردن گھما کر دیکھا۔برابر والی چھت کا دروازہ کھلا اور وہی لڑکی نظر آئی جس سے اس کی کچھ روز قبل ناخوشگوار سی گپ شپ ہوئی تھی۔اس لڑکی نے ہاتھوں میں ٹوکری سنبھال رکھی تھی جس میں دھلے ہوئے کپڑے پڑے تھے۔لڑکی نے بھی اسے دیکھ لیا تھا اسکے چہرے پر ناگواری سی پھیل گئی۔عمر ایک اور سگریٹ سلگا کر باقاعدہ گردن موڑ کے اسے دیکھنے لگا۔لڑکی کپڑے جھاڑ جھاڑ کر تار پر پھیلانے لگی۔عمر کی نظروں کا ارتکاز اسے محسوس ہو رہا تھا اور اسکے چہرے کے زاویے بگڑ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا مسئلہ ہے آپ کو؟ وہ ہاتھ میں پکڑی قمیض زور سے ٹوکری میں پٹخ کر اس کی طرف پلٹی

کچھ بھی نہیں۔اس نے معصومیت سے جواب دیا

کیوں گھور رہے ہو تم مجھے؟

گھور نہیں رہا دیکھ رہا ہوں۔اس نے کھڑے ہو کر منڈیر پہ ہاتھ جماتے ہوئے تصحیح کی

اور ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ لڑکی نے تیوری چڑھائی

گھورنے میں نیت کی خرابی کا عمل دخل ہوتا ہے جبکہ دیکھنے میں صرف اور صرف اشتیاق اور تجسس کا عنصر کارفرما ہوتا ہے۔اس نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے جواب دیا

تجسس کا بات کا کیا میں کوئی عجوبہ ہوں؟ لڑکی تپ گئی

دنیا کی ہر عورت ایک عجوبہ ہوتی ہے۔میرا بس چلے تو دنیا کی ہر عورت پر ایک کتاب لکھ ڈالوں۔۔

جسٹ شٹ اپ۔تم بہت ہی بدتمیز ہو۔وہ جھلا گئی

یہ میرے لیے بہت پرانی اطلاع ہے۔اس نے لاپرواہی سے کہا۔ویسے میں اپ کو اس لیے دیکھ رہا تھا کیونکہ بچپن سے مجھے کپڑے دھوتی ہوئی عورت بڑی

فیسی نیٹ کرتی ہے اکثر تو میں خود بھی سر پر دوپٹہ باندھ کر چھت پہ کھڑے ہو کر کپڑے نچوڑ نچوڑ کر پھیلاتا ہوں۔

تمہیں کسی نے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں سکھائی۔لڑکی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

ارے میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو آپ لال پیلی ہورہی ہیں۔میں نے یہی کہا ہے کہ مجھے کپڑے دھوتی عورت اچھی لگتی ہے اسمیں بدتمیزی کدھر سے آگئی۔بدتمیزی تو تب ہوتی جب میں یہ کہتا کہ کپڑے دھوتے ہوئے عورت بہت لچر لگتی ہے۔اس نے ماتھے پر بل ڈالے

تمہیں شرم نہیں آتی مجھ سے فلرٹ کر رہے ہو۔

اگر یہ فلرٹ ہے تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپکا ایکسپیرئنس بہت ہی کم ہے۔

واٹ۔۔۔

جی۔اس نے جھک کر کہا پھر جانے کے لیے مڑا۔

میں آنٹی سے تمہاری شکایت کروں گی۔وہ پیچھے سے بولی

شوق سے۔میں اس سلسلے میں بالکل بھی کانشئس نہیں ہوں۔آپ میری شکایت کریں گی تو زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا۔یہ لوگ مجھے گھر سے نکال دیں گے تو نکال دیں میں کوئی اور بندوبست کرلوں گا۔اس نے پر اطمینان لہجے میں کہا۔

لڑکی کا منہ سو فیصدی بن گیا تھا۔وہ مزے سے زینے طے کرکے اپنے کمرے میں چلا آیا۔سگریٹ کیس اور لائٹر بیڈ سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کر وہ کمرے سے نکلا اور نچلی منزل پر آیا۔ڈائننگ روم کی کرسیوں پر رشیدہ اور آنٹی بیٹھی باتیں کررہی تھیں۔

السلام علیکم! اس نے خوشگوار لہجے میں کہا

وعلیکم السلام! تم کب آئے بیٹا؟ آنٹی نے پوچھا

کچھ دیر پہلے ہی آیا ہوں آنٹی۔ارشد نے دروازہ کھولا تھا آپکو نہیں بتایا اس نے۔وہ کہتے ہوئے ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا

وہ تو جب سے سکول سے لوٹا ہے شکل نہیں دکھائی اس نے۔۔ تم کچھ کھاؤ گے؟

جی آنٹی بھوک لگ رہی ہے۔

جاؤ رشیدہ بھائی کے لیے کچھ کھانے کو لاؤ۔آنٹی نے رشیدہ کو ھدایت دی تو وہ سر ہلا کر اٹھی اور باورچی خانے میں چلی گئی۔

کھانا بننے میں تو ابھی دیر ہے مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی جلدی آ جاؤگے ورنہ میں کھانا جلدی تیار کروا لیتی۔آنٹی نے معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کیا۔

خیر ہے آنٹی۔اسنے لاپرواہی سے کہتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑائی

سب لوگ کہاں ہیں؟

شایان اور تمہارے انکل یونیورسٹی گئے ہوئے ہیں ارشد اللہ جانے کدھر ہے اور آمنہ اپنے کمرے میں ہے۔آنٹی نے تفصیل سے جواب دیا

ہوں۔۔اس نے سر ہلا دیا۔تبھی رشیدہ ٹرے ہاتھوں پر سنبھالے چلی آئی۔اس نے ٹرے میز پر رکھی۔

آمنہ باجی نے صبح میکرونی بنائی تھی ٹیسٹ کریں بڑی مزے کی ہے۔۔ اس نے اسے بتایا۔عمر مسکرایا۔

تمہاری آمنہ باجی کو کوکنگ بھی آتی ہے؟ اس نے میکرونی پر کیچپ ڈالتے ہوئے پوچھا۔

جی آمنہ باجی تو بہت اچھی کوکنگ کرتی ہیں بس موڈی ہیں۔رشیدہ نے جواب دیا۔عمر نے میکرونی کا چمچ بھر کر منہ میں رکھا۔

ہمم واقعی مزے کی ہے۔اس نے تعریف کی۔رشیدہ تفاخر سے مسکرائی۔

رشیدہ جاکر ہانڈی دیکھو۔میں ذرا نماز پڑھ لوں۔آنٹی نے پہلا جملہ رشیدہ اور دوسرا اس سے کہا اور اس سے۔رشیدہ باورچی خانے میں چلی گئی اور آنٹی اپنے کمرے میں۔وہ چپ چاپ میکرونی کھانے لگا۔تبھی آمنہ اپنے کمرے سے باہر آئی تھی۔عمر نے گردن موڑ کر دیکھا پھر مسکرایا۔وہ بھی جواباً مسکرائی تھی۔

آ گئے آپ؟

واپس چلا جاؤں؟

آپکی مرضی۔وہ مزے سے کہتی آئی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

ویسے آپ لوگ اس سروے میں کرتے کیا ہیں؟

پانی تلاش کرتے ہیں۔

پینے کے لیے؟

جی نہیں پاور پلانٹس لگانے کے لیے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو ملا پانی؟

ہاں۔

تو پھر پاور پلانٹ کیوں نہیں لگایا؟

اتنی جلدی نہیں لگ جاتا پاور پلانٹ۔

ہاں تم جیسے نکمے لوگوں کی بدولت ہی ہمارے ملک کا یہ حال ہے۔وہ چڑانے والے انداز میں بولی

تو آپ جیسے قابل اپنی قابلیت دکھا لیں ناں۔

آپ جیسے نکموں سے سب محکمے بھرے پڑے ہیں ہم جیسوں قابل لوگوں کی

جگہ ہی نہیں نکلتی۔

لیم ایکسکیوز۔۔در حقیقت آپ جیسے قابل لوگ صرف باتیں بگھارنا جانتے ہیں۔
عملی زندگی ان باتوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔

ایسا نہیں ہے ، زندگی کا انیلسز ہی الفاظ کی صورت نکلتا ہے۔

میں خشک سی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔چپ کرکے بیٹھو اور مجھے میکرونی
کھانے دو۔اس نے اسے ڈپٹا

میں نے بنائی تھی۔

پتہ ہے مجھے اب بھوک لگی ہوئی ہے تو زہر مار تو کرنی ہی پڑے گی مجبوراً۔اس
نے برا سا منہ بنایا۔آمنہ کے چہرے کی زاویے بگڑے اور اگلے ہی لمحے اس
نے میکرونی کا باؤل اسکے سامنے سے اٹھا لیا

ارے کیا ہے؟

تمہیں مشقت سے بچا رہی ہوں۔وہ زہریلی سی مسکراہٹ سے کہہ کر اٹھی اور
باورچی خانے میں چلی گئی۔عمر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

امی میں سوچ رہی ہوں کہ ماسٹرز میں داخلہ لے لوں۔سہ پہر کے وقت جب
امی اپنے کمرے میں فراغت سے بیٹھی ہوئی تھیں تو وہ ان کے پاس چلی آئی

اور ان سے اپنا مدعا بیان کیا

کیوں؟ امی نے پیشانی پر بل ڈالے

امی میں گھر پر رہ رہ کر بور ہوگئی ہوں۔

تو گھر کے کام کیا کرو، کوکنگ کیا کرو۔۔ امی نے لاپرواہی سے کہا

امی گھر کے کام ہوتے ہی کتنے ہیں

بہت ہوتے ہیں بیٹا جی اگر تم کرنے والی بنو تو سارا دن سر کھجانے کی فرصت نہ ملے۔تم لوگ ہو لاپرواہ ، گھر کو ذمے داری کبھی سمجھا ہی نہیں، یہاں تو بس تم لوگ ایسے رہتے ہو جیسے سرائے ہو۔اگر آنکھیں کھول کے دیکھو تو کام ہی کام ہیں۔مگر تم لوگوں کو تو پرواہ ہی کوئی نہیں بڈھی ماں لگی رہے بس سارا دن۔امی بولتے بولتے جذباتی ہو گئیں

بس کردیں امی آپ کونسا سارا دن کام کرتی رہتی ہیں، میکسیمم ٹائم تو آپ یہاں بیٹھی رہتی ہیں۔وہ چڑ کے بولی جواباً امی نے فلائنگ چپل سے اس کی تواضع کی تھی۔اسی وقت دروازے پہ دستک دے کر سجیلہ اور اسکی امی اندر داخل ہوئیں۔

السلام علیکم! سجیلہ نے بلند آواز میں سلام کیا

وعلیکم السلام! امی نروٹھے پن سے بولیں

کیا حال ہے باجی؟ سجیلہ کی امی آکر امی کے پاس بیٹھ گئیں۔

ٹھیک ہوں بس۔امی کا منہ ہنوز پھولا ہوا تھا

کیا ہوا باجی موڈ کچھ خراب لگ رہا ہے آپ کا؟ آنٹی نے پوچھا۔سجیلہ آمنہ کے پاس بیٹھ گئی تھی

جس کی ایسی اولاد ہو اسکا موڈ کبھی ٹھیک نہیں رہ سکتا۔امی یکدم پھٹ پڑیں۔

آمنہ نے برا سا منہ بنایا

ارے کیا ہوگیا باجی، آمنہ نے کیا کہہ دیا؟

کچھ بھی نہیں کہا میں نے آنٹی بس اتنا کہا ہے کہ میں نے ماسٹرز میں ایڈمیشن لینا ہے گھر میں رہ رہ کر بور ہوگئی ہوں۔وہ جلدی سے بولی

بور تو ہونا ہے ناں، راحیلہ تم خود سوچو جو بندہ سارا دن اپنے کمرے میں گھسا رہے ، گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہ لگائے وہ بور ہی ہوگا ناں۔امی نے فوراً راحیلہ آنٹی کو جج بنا لیا

یہ تو صحیح بات ہے بیٹا ، گھر کے کام کیا کرو تو کوئی بوریت نہیں ہوگی، سجیلہ سے پوچھو جب سے میں نے اس پر گھر کے کاموں کی ذمے داری ڈالی ہے ایک لمحہ فرصت کا نہیں ملتا اسے۔آنٹی نے فوراً امی کی تائید کی

سارا دن میں اور رشیدہ لگے رہتے ہیں۔یہ تو کچن میں جھانک کر نہیں دیکھتی،

ساری رات یہ جاگتی ہے مگر اسے اتنی توفیق نہیں ہوتی کی برتن ہی دھو کر رکھ دے۔صبح اٹھ کر سب سے پہلے مجھے برتن دھونے پڑتے ہیں۔امی نے کہا

میں پڑھائی کی بات کررہی ہوں آپ برتنوں کو رو رہی ہیں۔وہ جھنجھلا گئی

کاموں سے بچنے کے لیے ہی تو ، تو پڑھائی کی بات کررہی ہے۔مجھے اچھے طریقے سے پتہ ہے کوئی تمھیں پڑھائی کا اتنا شوق نہیں ہے صرف گھر کے کاموں سے پیچھا چھڑانے کے لیے بہانہ گھڑ رہی ہو۔۔ امی چمک کر بولیں

امی پلیز۔وہ چڑ گئی

چل بکواس بند کر۔اتنے مہینے ہوگئے تیری مظلومیت کے ڈرامے دیکھ دیکھ کر تنگ آگئی ہوں میں، دنیا بھری پڑی ہے طلاق یافتہ عورتوں سے وہ سب تو نہیں تیری طرح سوگ میں بیٹھی ہوئیں، تو مجھے بے وقوف مت بنا مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ تو اب تک اس خبیث عثمان کے سوگ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ امی نے سخت لہجے میں کہا تھا۔آمنہ کا دل بے اختیار ڈوب کر ابھرا۔وہ جسے بھول جانا چاہتی تھی دنیا اسے اسی کی یاد دلاتی تھی۔

اتنا لمبا سوگ تو کوئی شوہر کے مرجانے کا نہیں مناتا جتنا لمبا سوگ تو نے طلاق کا منایا ہے۔اور تیرا تو اس سے صرف نکاح ہوا تھا کوئی تعلق بھی نہیں تھا پھر کس بات کا رونا تو ، تو کنواری کی کنواری ہے۔شکر ادا کر۔

صحیح بات ہے باجی یہ تو عثمان نے اچھا کیا ورنہ مرد کہاں ہاتھ آئی عورت کو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یوں جانے دیتے ہیں۔۔ راحیلہ آنٹی نے بھی امی کی تائید کی۔آمنہ دھواں دھواں چہرے کے ساتھ ان سب کی شکلیں دیکھ رہی تھی

لوگوں کی ادھر طلاقیں ہوتی ہیں ادھر وہ دوسری شادی کرکے خوش باش پھر رہے ہوتے ہیں ایک یہ میری بیٹی ہے جو بس جوگ لے کر بیٹھ گئی ہے۔شادی کا نام لو تو اسکے آنسو بہنے لگ جاتے ہیں۔امی آج جی بھر کر دل کا غبار نکال رہی تھیں

میں نے تو آپ کو پچھلے مہینے بھی ایک رشتہ بتایا تھا۔مگر آپ نے کوئی اشارہ بھی نہ دیا۔اس بندے کی شادی بھی ہوگئی۔آپ کو اس کی عمر پر اعتراض تھا مگر باجی سچی بات یہ ہے کہ ارمانوں کے ساتھ صرف پہلی شادی ہوتی ہے دوسری بار تو بس فرض پورا کیا جاتا ہے۔آنٹی محققانہ انداز میں بولے گئیں۔

شادی کوئی فرض نہیں ہے۔آمنہ نے غصے سے کہا

والدین کا فرض ہے کہ وہ اولاد کی شادی کریں، ان سے اگلے جہان اللہ سوال کرے گا۔آنٹی نے تیز لہجے میں کہا

ہنہہ سوال ہوگا، اگلے جہان اللہ یہ سوال نہیں کرے گا کہ اولاد کو نماز پڑھنا سچ بولنا عہد کی پاسداری کیوں نہیں سکھایا تھا بس لے دے کر شادی کا سوال کرے گا اللہ تعالی۔وہ بھنا کر رہ گئی۔

تمہاری بیٹی تو بالکل دہریہ ہوگئی ہے باجی،دیکھو تو کیسی کفرانہ باتیں کر رہی

ہے۔آنٹی نے کانوں کو ہاتھ لگائے

آمنہ بک بک بند کردے اپنی۔ہمارا فرض ہے کہ تیری شادی کریں اب کیا طلاق کا سوگ عمر بھر منائے گی اور ساری زندگی میرے بیٹے کے سر پر بیٹھی رہے گی۔مجھے کوئی سکون نہ ملے کوئی نہ کوئی بیٹی میرے سر پر بیٹھی ہی رہے۔
امی نے ڈپٹنے والے انداز میں کہا

شادی نہ کرنے کوئی نقصان نہیں ہوجاتا اور اب میں ارینجڈ میرج کسی صورت بھی نہیں کروں گی،یہ مرد کمینے جھوٹے ہوتے ہیں خاندان کے پریشر میں آکر ارینج میرج کرلیتے ہیں اور بعد میں عورت کی زندگی برباد کردیتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک تمہارے ساتھ ایسا ہوا ہے تو ضروری نہیں کہ سب کے ساتھ ہی ایسا ہو یا سب مرد ہی ایسے ہوں۔پورا معاشرہ کامیاب ارینجڈ میرجز سے بھرا پڑا ہے۔
آنٹی نے کہا

جی بالکل بہت کامیاب ارینجڈ میرجز ہیں۔۔بیٹی پر صرف شادی شدہ کا ٹیگ لگوانے کی خاطر ایک پلا پلایا مرد گود لے لیا جاتا ہے جس کو بیٹی بھی دو سارے گھر کا سامان بھی، ماہانہ خرچ بھی اور پھر ساتھ اسکی بک بک بھی سنو۔ میاں بیوی ساری زندگی ایک دوسرے کی چغلیاں کرنے اور ایک دوسرے کو زک پہنچانے کے لیے سازشیں کرنے میں گزار دیتے ہیں، جانوروں کی طرح چار بچے پیدا کرکے انہیں بھی نفسیاتی مریض بناتے ہیں۔عورت بیٹوں کی زندگی

کنڑول کرنے میں سرگرداں رہتی ہے، مرد میں جب تک دم رہتا ہے وہ باہر ادھر ادھر منہ مارتا رہتا ہے۔اور جب بڑھاپا آتا ہے تو مرتے دم تک میاں بیوی کتوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑتے لڑتے بلآخر قبر میں اتر جاتے ہیں۔اور ہم جیسے بھولے بے وقوف کہتے ہیں واہ واہ معاشرہ تو کامیاب ارینجڈ میرجز سے بھرا پڑا ہے۔وہ بناء رکے بولے گئی اور ابھی ابھی دفتر سے آیا عمر کچن سے پانی کی بوتل لے کر ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی پہ بیٹھا پانی پی رہا تھا ایک ایک لفظ بخوبی سن رہا تھا۔

بند کردے اپنی بکواس آمنہ۔امی کو شدت سے غصہ چڑھ گیا تھا

اس طرح کی زبان کے ساتھ گھر نہیں بسا سکتی تمہاری بیٹی میں کہے دیتی ہوں باجی۔آنٹی بولیں

میں لعنت بھیجتی ہوں ایسے گھر پر جو آپ لوگ میرا بسانا چاہتے ہیں، جیسی شادیاں آپ سب نے چلائی ہیں اور جیسی کامیاب شادیوں کی مثالیں اس معاشرے میں بھری پڑی ہیں میں ایسی شادی سے باز آئی۔اور جہاں تک بات ہے پڑھائی کی تو وہ تو ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے اس بات کا سوال نہیں کرے گا اللہ کہ بیٹیوں کو سر سے اتارنے کی خاطر انہیں کم سے کم اور غیر معیاری تعلیم کیوں دلوائی جس کا انہیں عملی زندگی میں کوئی فائدہ نہ ہوسکا۔ اور یہ نہیں پوچھے گا اللہ کہ اولاد کو دین کی حقیقی تعلیم کیوں نہ دی جس سے

ان کی کیریکٹر بلڈنگ ہوتی اور وہ نیک انسان بنتے سچ بولنے والے وعدے نبھانے والے۔صرف شادی کا سوال کرے گا اللہ۔اللہ نے انسان کو اسی لیے تو پیدا کیا ہے ناں کہ وہ اپنی حیوانی جبلت کی تسکین کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر جیے اور صرف کلمہ گو ہونے کے ناطے اللہ سے یہ بھی ایکسپیکٹ کرے کہ وہ اسے جنت دے گا، اللہ نے جنت متقی انسانوں کے لیے بنائی ہے، جانور نما انسانوں کے لیے نہیں۔وہ برافروختگی کے عالم میں اٹھ کر کھڑی ہوتے ہوئے بولی۔

الو کی پٹھی بند کردے اپنی بکواس دفع ہوجا یہاں سے میں تیرا منہ توڑ دوں گی اب۔امی نے غیض و غضب کے عالم میں اٹھ کر اسے دو تین جھانپڑ رسید کردیئے تھے سجیلہ نے بچاؤ کروادیا اور وہ آنسو بہاتی کمرے سے نکلی۔عمر کو ایک نظر دیکھتے ہوئے وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں جا کر بند ہوگئی۔

باجی یہ آمنہ تو بالکل ہی پٹڑی سے اتر گئی ہے، اللہ کے بارے میں اس طرح کی باتیں تھوڑی کرتا ہے کوئی۔توبہ توبہ استغفراللہ۔آنٹی بول رہی تھیں۔وہ کرسی سے اٹھا اور سست قدموں سے زینے طے کرکے اپنے کمرے میں چلا آیا۔سگریٹ سلگا کر وہ بستر کنارے ٹک گیا اور کراؤن سے سر ٹیک کر آنکھیں بند کرلیں۔

اللہ نے جنت متقی انسانوں کے لیے بنائی ہے، جانور نما انسانوں کے لیے نہیں۔

اس کی سماعتوں میں آمنہ کی آواز گونجی۔

یہ نہیں پوچھے گا اللہ کہ اولاد کو دین کی حقیقی تعلیم کیوں نہ دی جس سے ان کی کیریکٹر بلڈنگ ہوتی اور وہ نیک انسان بنتے سچ بولنے والے وعدے نبھانے والے۔صرف شادی کا سوال کرے گا اللہ۔اللہ نے انسان کو اسی لیے تو پیدا کیا ہے ناں کہ وہ اپنی حیوانی جبلت کی تسکین کو اپنی زندگی کا مقصد بنا کر جیے اور صرف کلمہ گو ہونے کے ناطے اللہ سے یہ بھی ایکسپیکٹ کرے کہ وہ جنت دے گا۔۔

سگریٹ نے اس کی انگلیاں جلائیں تو وہ بے طرح چونکا۔اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا اسی وقت اسکا موبائل بجنے لگا تھا۔اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر فون اٹھایا۔امی کی کال آرہی تھی۔اس نے کال ریسیو کرکے فون کان سے لگایا۔

السلام علیکم امی! کیسی ہیں آپ؟

وعلیکم السلام بیٹا میں ٹھیک ہوں تو کیسا ہے ؟

میں ٹھیک ٹھاک امی۔گھر میں سب کیسے ہیں؟ ابو، باجی، آپی، سمیعہ اور ارحم؟ اس نے دوسرا سگریٹ سلگاتے ہوئے پوچھا

سب ٹھیک ہیں۔بیٹا کل سعدیہ کے سسرال والے آئے تھے۔امی نے بتایا۔

سعدیہ اس کی سب سے بڑی باجی کا نام تھا

اچھا۔کیا کہہ رہے تھے وہ لوگ؟ اس نے پوچھا

کہہ رہے تھے کہ جنوری کے پہلے ہفتے میں شادی کرنی ہے اور اسکے علاوہ سعدیہ کی ساس کہہ رہی تھیں کہ اوپر والا پورشن تیار ہوگیا ہے جو سعدیہ کو دیں گے۔تو بیٹا اب پورے پورشن کا سامان ہمیں جہیز میں دینا ہوگا ساتھ ساجد کے لیے بائیک بھی۔

ساجد بھائی کے لیے بائیک ہم کیوں دیں، ساجد بھائی خود خریدیں بائیک۔۔ اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

اب میں یہ کہتی سعدیہ کی ساس کو؟

اوہ تو انہوں نے خود فرمائش کی ہے بائیک کی۔

نہیں کھل کر تو نہیں کہا مگر بتارہی تھیں کہ ساجد کی بائیک کی حالت بڑی خراب ہوگئی ہوئی ہے بیچارے کو بڑی پریشانی رہتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

کتنے لالچی لوگوں میں باجی کا رشتہ کردیا ہے آپ نے امی۔وہ بدمزہ ہوا

بیٹیاں بیاہنے کے لیے یہ سب کرنا پڑتا ہے بیٹا۔

کیا فائدہ ایسی بیکار شادی کا۔بے اختیار اس کے منہ سے نکلا

شاباش ہے پتر پکی نوکری لگ گئی ہے تو تجھے بہنوں کی شادیاں کروانا بیکار کام لگنے لگ گیا ہے۔بھائی تو بہنوں کے لیے جان نچھاور کردیتے ہیں تو کیسا بھائی

ہے کہ بہن کی شادی تجھے بوجھ اور بیکار لگ رہی ہے۔امی پھٹ پڑیں

ارے امی میرا مطلب یہ تھا کہ ایسے لالچی لوگوں میں شادی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں یہ لوگ ساری عمر ہی ڈیمانڈز کرتے رہیں گے۔

بس بس زیادہ تقریریں مت کر۔بیٹیاں تبھی سسرال میں سر اٹھا کر کھڑی ہوسکتی ہیں جب وہ گھر بھر کر جہیز لے کر گئی ہوں۔امی نے کہا۔عمر کے اردگرد آمنہ کے الفاظ گونجے:

بیٹی پر صرف شادی شدہ کا ٹیگ لگوانے کی خاطر ایک پلا پلایا مرد گود لے لیا جاتا ہے جس کو بیٹی بھی دو سارے گھر کا سامان بھی۔۔۔۔

اس نے ایک گہری سانس لی

ہوں۔اچھا تو اب مجھے بتا دیں کہ کتنے پیسے بھیجوں؟ اس نے بحث سمیٹ دی

بائیک کے لیے بھیج دے اور باقی میں تجھے بعد میں حساب لگا کر بتا دوں گی۔

ٹھیک ہے۔میں ابھی دفتر سے آیا ہوں کچھ کھا لوں۔۔

ہاں ہاں کھالے۔یہ ثمینہ کے گھر والے کھانا تو ٹائم پر دیتے ہیں تجھے یا نہیں؟

جی امی بہت اچھے لوگ ہیں خصوصا آنٹی تو میرا بہت خیال رکھتی ہیں۔

اور وہ جو ان کی بیٹی تھی جس کو شادی کے پہلے دن طلاق ہوگئی تھی۔۔امی نے دانستہ جملہ ادھورا چھوڑا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی نہیں ہے۔آمنہ نام ہے اس کا اور وہ بہت خاموش طبع اور شریف لڑکی ہے بس اپنے کام سے کام رکھتی ہے۔اس نے جوابا کہا

ہوں۔۔اس سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ایسی لڑکیوں سے دور ہی رہنا چاہیے اچھی نہیں ہوتیں ایسی لڑکیاں۔امی نے رازدارانہ انداز میں سمجھایا

کیسی باتیں کررہی ہیں امی وہ بیچاری ایک مظلوم لڑکی ہے اس کے ساتھ ٹریجڈی ہوئی ہے۔

بس بس مجھ سے زیادہ تیرا تجربہ نہیں ہے۔یونہی نہیں شوہر پہلی رات ہی طلاق دے جاتے، کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ بقول تمہارے ٹریجڈی کیوں ہوئی اسکی باقی بہنوں کے ساتھ کیوں نہیں ہوئی۔اور تو زیادہ وکیل مت بن اس کا۔بات کے اختتام میں انہوں نے ذرا سخت لہجہ اختیار کیا

اوہو امی میں کوئی وکیل نہیں بن رہا کسی کا، وہ بھی کسی کی بیٹی ہے اسلیے آپکو زیب نہیں دیتا کہ اسکے متعلق بنا تحقیق ایسی کوئی بات کریں۔

چل بس زیادہ تقریر مت کر۔فون بند کرکے کھانا کھا لے۔اللہ حافظ۔انہوں نے بات سمیٹی تو وہ بھی اللہ حافظ کہہ کر فون تکیے کے نیچے رکھ کر اٹھ کے کمرے سے باہر آیا۔ریلنگ کے پاس جاکر اس نے آنگن میں جھانکا۔وہاں کوئی نہ تھا، طوطے مسلسل ٹیں ٹیں کررہے تھے شاید آج آمنہ انکی خاطر تواضع کرنا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھول گئی تھی۔وہ گہری سانس بھرتا اپنے کمرے میں واپس چلا آیا۔ایک بے نام سی اداسی اس کے ذہن پر مسلط ہوتی جارہی تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تم بلاوجہ ہی آمنہ سے لڑ گئیں تسنیم، اگر وہ پڑھنا چاہتی ہے تو پڑھنے دو۔ مصروف ہوجائے گی تو ذہنی طور پر بھی نارمل ہوجائے گی۔عمر جیسے ہی کھانا کھا کر اوپری منزل پر گیا ابو نے امی سے کہا۔آمنہ سہ پہر سے اب تک کمرے سے باہر نہ نکلی تھی اور اب تو امی کو بھی فکر نے گھیر لیا تھا۔سب جانتے تھے کہ طلاق کے بعد سے اس پر ڈپریشن کے باقاعدہ دورے پڑتے ہیں اور وہ کئی گھنٹے لگاتار روئے چلے جاتی ہے۔

مجھے اس کی پڑھائی پر اعتراض نہیں ہے مگر کیا ہم نے اس کی شادی نہیں کرنی۔وہ تو شادی کا تذکرہ نہیں سننا چاہتی جبکہ میں چاہتی ہوں کہ اب رشتے دیکھنا شروع کردیں۔کچھ وقت تو لگے گا اچھا رشتہ ملنے میں۔امی نے کہا

امی شادی بھی ہوجائے گی اسکی۔ابھی اس کی کونسا عمر نکلی جارہی ہے۔آپ اس کی بھی ذہنی حالت کو سمجھیں ناں۔اتنا بڑا حادثہ ہوا ہے اس کے ساتھ۔بجائے اس کے کہ ہم سب اس کی دلجوئی کریں الٹا آپ اسے ہرٹ کررہی ہیں۔

شایان ناگواری سے بولا۔رشیدہ بہت تفصیل کے ساتھ اسے سہ پہر کی روداد سنا چکی تھی اور اسے امی کی باتیں پسند نہ آئی تھیں۔آمنہ اس سے صرف ایک

سال بڑی تھی اور ان دونوں میں بچپن سے کافی دوستی تھی وہ جانتا تھا کہ وہ عثمان کو کتنا چاہتی تھی۔

بیگم آمنہ ابھی صرف اکیس سال کی ہے تم کیوں فکر مند ہوتی ہو اللہ مالک ہے۔تم اسے اعلی تعلیم حاصل کرنے سے نہ روکو۔وہ گھر سے نکلے گی یونیورسٹی جائے گی تو اسکا دھیان بٹے گا۔اور جہاں تک بات ہے اس کی شادی کی تو وہ بھی ہو جائے گی۔ابو نے رسان سے کہا

جو دل میں آئے کریں بھئی۔میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ نہ پڑھے میں بس اتنا کہتی ہوں کہ آج کل کنواروں کو اچھے رشتے نہیں ملتے تو یہ تو طلاق یافتہ ہے۔آپ پتہ نہیں کیوں میری بات نہیں سمجھتے۔امی چڑ کر بولیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی آپ بار بار طلاق کا ذکر مت کیا کریں ناں آمنہ کو یہ سب بھول جانے دیں۔وہ بہت دکھی ہے پلیز۔بس کردیں اب۔شایان ناگواری سے بولا۔تو امی غصے سے کچھ بڑبڑاتے ہوئے کرسی سے اٹھ گئیں

ابو فروری میں جب ایڈمیشن کھلیں گے تو آمنہ کو یونیورسٹی میں داخل کردیں۔

ہاں۔اور بیٹا تم اپنی امی کے سامنے ایسے مت بولا کرو بری بات ہے۔۔

ابو جی مجھے غصہ آتا ہے امی بار بار طلاق کا ذکر کرتی ہیں آمنہ کی دوسری شادی کا تذکرہ کرتی ہیں۔کیا آمنہ کے حوالے سے شادی اور طلاق کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہوسکتی۔بھاڑ میں جائے شادی ، میری بہن کی ذہنی حالت تباہ

کردی ہے شادی نے اور امی اسے پھر کسی جہنم میں جھونکنا چاہتی ہیں۔وہ جذباتی انداز میں بولے گیا

بیٹا ماں باپ کو بیٹیوں کی شادی کی فکر تو ہوتی ہی ہے اور پھر یہ ہمارا فرض بھی ہے۔۔ ابو نے مدھم لہجے میں کہا

چھوڑیں ابو، شادی از ناٹ اینڈ آف دی لائف۔جب وہ نہیں کرنا چاہتی ابھی شادی تو اس کو کیوں تنگ کیا جائے۔ہوجائے گی شادی کچھ سال بعد ، کونسی قیامت آگئی ہے۔۔ وہ برا سا منہ بنا کر کہتا ہوا اٹھا اور پھر ابو کا جواب سنے بغیر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

اگلے روز ابو نے آمنہ کو پیار سے منا کر یہ وعدہ کیا کہ وہ فروری میں اسے یونیورسٹی میں داخلہ دلا دیں گے۔امی کا موڈ بھی نارمل تھا سو وہ بھی نارمل ہوگئی۔کچھ دن گزرے تو شایان نے بتایا کہ اگلی گلی میں ایک انسٹیٹیوٹ میں انگریزی زبان کا کورس ہو رہا ہے، وہ اگر وہاں داخلہ لے لے تو اچھا ہوگا۔ آمنہ کو اس کا مشورہ معقول لگا اور وہ اگلے روز ہی امی کے ساتھ جا کر وہاں کا وزٹ کر آئی۔کورس اگلے ہفتے سے شروع ہونا تھا ابھی داخلے ہورہے تھے، وہ فارم لے آئی تھی جسے اس نے اگلے روز جمع کروا دیا۔اس نے سجیلہ کو بھی ایڈمیشن لینے کا مشورہ دیا تھا مگر اس کی امی نے صاف منع کردیا، وہ آج کل سجیلہ کے لیے رشتے دیکھ رہی تھیں اور قوی امکان تھا کہ آئندہ چند مہینوں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں سجیلہ کی شادی ہوجاتی۔بہرحال آمنہ مطمئن تھی۔ایک ہفتے بعد کلاسز شروع ہوگئیں۔عمر آتے جاتے اسے چھیڑتا جہاں اسے دیکھتا انگریزی کے مشکل لفظوں کے مطلب پوچھتا اور وہ جھنجھلا جاتی۔

صبح دس بجے سے دوپہر ایک بجے تک کلاس ہوتی ، وہ ناشتے کے بعد تیار ہوکر چلی جاتی۔انسٹیٹیوٹ میں زیادہ تر لڑکیاں اسکے محلے کی ہی تھیں۔کچھ ہی دنوں میں آمنہ کی ایک لڑکی فرزانہ سے بہت دوستی ہوگئی۔فرزانہ انکے گھر کی عقبی گلی میں رہتی تھی آمنہ نے اس کو پہلی بار انسٹیٹیوٹ میں ہی دیکھا تھا۔فرزانہ ایک سلجھی ہوئی اور اچھے مذاق کی لڑکی معلوم ہوتی تھی آمنہ کو اس سے گپ شپ کرنے میں مزہ آتا تھا۔انسٹیٹیوٹ جوائن کرنے کے چند دن بعد ابو نے اسے ایک سمارٹ فون لے دیا یوں اس کے ہاتھ ایک نئ مصروفیت آگئی۔کلاس کا واٹس ایپ گروپ جوائن کیا گیا دوستوں کا ایک گروپ بنایا گیا اور آمنہ کی ساری بوریت دھیرے دھیرے رفع ہونے لگی۔

ایک دن وہ گھر آئی تو امی کو گم صم سا پایا۔

السلام علیکم امی! وہ بیگ کندھے سے اتار کر رکھتے ہوئے خود بھی صوفے میں گر گئی اور فون بیگ سے نکال کر اس پہ نظریں جمادیں

وعلیکم السلام! آگئی تم امی نے کہا۔

جی۔۔آپ کو کیا ہوا؟ اس نے تیزی سے ٹائپنگ کرتے ہوئے امی سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج راحیلہ آئی تھی۔امی نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا

کون سی نئی بات ہے۔اس نے منہ بنایا اور فرزانہ کے میسیج کی طرف متوجہ ہوگئی۔

سجیلہ کی بات پکی ہوگئی ہے۔بیس دن بعد شادی ہے۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے، میں شام کو سجیلہ کو مبارک دینے جاؤں گی۔

ہوں۔۔۔راحیلہ بتارہی تھی بڑے امیر لوگ ہیں، لڑکا اٹھارویں گریڈ کا آفیسر ہے وزارت صحت میں۔ایف ٹین میں کوٹھی ہے۔چار چار گاڑیاں ہیں۔امی بتا رہی تھیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اٹھارویں گریڈ کا آفیسر لڑکا نہیں میچیور مرد ہوتا ہے اور اتنے امیر لوگوں میں رشتہ یونہی نہیں ہوجاتا مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ سجیلہ اس بندے کے ساتھ چار سال سے کمٹڈ تھی۔اس نے لاپرواہی سے بتایا

بلاوجہ کسی شریف لڑکی پر الزام نہ لگاؤ آمنہ مجھے راحیلہ نے خود بتایا کہ یہ رشتہ اسکی کسی جاننے والی کے توسط سے آیا ہے اور لڑکے نے تو سجیلہ کو دیکھا تک نہیں بس ماں کی پسند پر سر تسلیم خم کردیا ہے۔امی نے بتایا۔آمنہ طنزیہ انداز میں مسکرائی

یہ کہانی تو آنٹی انہیں بتائیں جو انجان ہو۔سجیلہ نے پچھلے چار پانچ سالوں میں

کتنے افیئر بنا کے ختم کیے ہیں یہ مجھے پتہ ہے اور اس بندے کو تو اس نے اسٹپنی کے طور پر رکھا ہوا تھا کہتی تھی اس کی عمر تھوڑی زیادہ ہے اور قد بہت کم ہے اگر کوئی اور آپشن نہ ملا تو اسی سے شادی کرلے گی۔امی جی لڑکیاں بہت چالاک ہوتی ہیں۔تیزی سے ٹائپنگ کرتے ہوئے وہ لاپرواہی سے کہہ رہی تھی۔

ہوں۔۔تو کم از کم اچھا رشتہ تو مل گیا ناں اسے۔زندگی کامیابی سے گزارنے کے لیے تیزی ضروری ہوتی ہے۔ایک تو ہے، بچپن سے تجھے پتہ تھا کہ تیری شادی عثمان سے ہونی ہے مگر تو نے اسے قابو میں نہ کیا۔امی نے افسردگی سے کہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہنم میں جائے عثمان اور امی انسان کسی کے قابو میں نہیں آتے یہ بس باتیں ہی ہیں۔وہ برا سا منہ بنا کر کہتے ہوئے صوفے سے اٹھی

تو پھر دوسری لڑکیاں کیسے قابو کرلیتی ہیں اتنے اتنے امیر مرد؟

وہ بے غیرت ہوتی ہیں امیر مرد ایسے قابو میں نہیں آتے ان کے ساتھ پوری سیٹنگ کرنی پڑتی ہے ،شادی سے پہلے دس دفعہ شادی کی پریکٹس کرنی پڑتی ہے۔تب جا کر کہیں نکاح ہوتا ہے۔اور پھر یہ سب معصوم خانم کہہ دیتی ہیں ہماری تو ارینجڈ میرج ہے ہم نے تو شادی سے پہلے انکی تصویر تک نہیں دیکھی تھی۔وہ بدمزگی سے بولتی گئی۔آپ ہوتی ہیں متاثر راحیلہ آنٹی کی باتوں سے

جبکہ مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ ان کی کسی ایک بیٹی کی بھی ارینجڈ میرج نہیں ہے۔ایویں دوسروں کو بے وقوف بناتی ہیں وہ۔وہ اپنا بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

رشیدہ پلیز چائے بنادو ۔۔ اونچی آواز میں کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اتوار کے روز کپڑے دھونے والی ماسی چھٹی کر گئی تو امی نے آمنہ اور رشیدہ پر یہ حکم صادر کیا کہ وہ واشنگ مشین لگائیں گی۔لانڈری چھت سے ملحق چھوٹے کمرے میں تھی سو وہ دونوں اوپر چلی آئیں۔آمنہ نے مشین میں گرم پانی ڈالا اور سرف ڈال کر مشین چلا دی۔رشیدہ کپڑے رنگوں کے حساب سے الگ الگ کرچکی تھی۔

چھت کتنی گندی ہورہی ہے رشیدہ یہاں کپڑے کیسے دھلیں گے۔آمنہ نے چھت کی حالت زار دیکھ کر ناک چڑھائی۔

کپڑے تو ادھر دھونے ہیں باجی۔رشیدہ نے ٹینکی کے ساتھ لگے نل کی طرف اشارہ کیا۔

یہاں بھی کتنا کچرا جمع ہے۔جھاڑو لاؤ میں تو اس گندی چھت پر کپڑے نہیں دھو سکتی۔اس نے حتمی لہجے میں کہا رشیدہ برا سا منہ بناتی پلٹ گئی۔کچھ دیر بعد

اس کی واپسی جھاڑو سمیت ہوئی تھی۔آمنہ نے دوپٹہ نماز کے انداز میں سر کے گرد لپیٹا اور جھاڑو سنبھال لی۔رشیدہ مشین کے سرہانے کرسی ڈال کر بیٹھی ہینڈ فری کانوں میں لگائے گانے سن رہی تھی۔آمنہ نے چھت سے جھاڑو لگا کر کوڑا سمیٹا پھر نل کے ساتھ پائپ لگا کر شڑاپ شڑاپ چھت دھونے لگی۔ایک گھنٹے کی محنت کے بعد چھت صاف ستھری ہوگئی تھی، تب تک رشیدہ آدھے کپڑوں کو مشین میں چکر دلوا چکی تھی۔

اٹھو اب تم کپڑے نتھارو ، میں ذرا بیٹھوں گی توبہ سانس پھول گئی ہے۔ہائے۔ وہ رشیدہ کو بازو سے پکڑ کر کرسی سے اٹھاتے ہوئے خود بیٹھ گئی اور اپنی سانس بحال کرنے لگی۔رشیدہ ٹوکری اٹھا کر چھت پہ نکل گئی۔تبھی سیڑھیوں پر قدموں کی آہٹ کے ساتھ سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر عمر کا سر نظر آیا۔ آمنہ کا منہ بن گیا۔

او ہیلو ہاؤ آر یو میڈم؟ اسے دیکھتے ہی وہ خوشدلی سے خالص برٹش لہجہ بناکر بولا

فائن۔۔ اس نے جوابا خشک لہجے میں کہا

کپڑے دھونے والی ماسی کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟ واشنگ میں جھانکتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے پوچھا

آپ کا سر۔وہ چڑ گئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels Afsana Articles Books Poetry Interviews

یعنی مائے ہیڈ۔۔مگر ماسی کو تو میڈ کہتے ہیں ناں وہ اپنا سر ٹٹولتا ہوا بولا

یہاں کپڑے دھل رہے ہیں اسلیے آپ تشریف لے جائیں۔

تشریف لے جانے کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے ڈھٹائی سے پوچھا

مت دماغ کھاؤ میرا۔وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

دماغ کھانے کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں۔اس پر آمنہ کے غصے کا چنداں اثر نہ ہوا تھا۔

جاؤ یہاں سے۔مشین کا بزر بج اٹھا تو اس نے اسکا پلگ سوئچ بورڈ سے نکالا

جاؤ یہاں سے۔۔مگر یہ تو اردو کے لفظ ہیں۔۔نہیں نہیں دماغ کھانے کی انگریزی کچھ اور ہے۔اس نے سر ہلا کر محققانہ انداز میں کہا۔آمنہ جواب دیئے بغیر مشین سے کپڑے نکالنے لگی۔

کپڑے نتھارنے کو انگریزی میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے شرٹ کی آستینیں چڑھاتے ہوئے پوچھا

عمر پلیز میرا سر مت کھاؤ۔۔ اس نے عاجز آکر کہا۔

اچھا نہیں کھاتا۔لاؤ یہ میں کردیتا ہوں تم اور کوئی کام دیکھ لو۔اس نے ہنستے ہوئے کہا

نہیں اٹس اوکے تم جاؤ۔اس نے جلدی سے کہا

ارے یار فارغ ہوں میں بھی آج ، تھوڑی سی ہیلپ کروا دوں گا تو کوئی کمزور نہیں ہوجاؤں گا۔اس نے کہتے ہوئے مشین میں ہاتھ ڈالے ، اس کے ہاتھ آمنہ کے ہاتھ سے مس ہوئے اور آمنہ نے سرعت سے اپنے ہاتھ واپس کھینچے۔

جاؤ پلیز۔وہ دو قدم پیچھے ہٹ کر بولی، لہجہ از حد سنجیدہ تھا۔

آمنہ۔۔

عمر پلیز جاؤ تم۔اس کے لہجے میں اصرار تھا ، سختی تھی۔

اوکے۔۔جارہا ہوں۔جارہا ہوں۔وہ اپنے ہاتھ جھاڑتا ہوا مڑا اور تیزی سے زینے طے کر گیا۔آمنہ نے گہری سانس بھری اور مشین کی طرف متوجہ ہوگئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آمنہ نے بال ڈرائیر سے سکھا کر سویٹر پہنا اور سوٹ سے میچنگ شال سر پر اوڑھ کر کمرے سے باہر نکلی۔کپڑے دھونے کے بعد سے رشیدہ تو اپنے کمرے میں کمبل اوڑھے لیٹی تھی اور اس نے یہ اعلان کردیا تھا کہ رات کا کھانا وہ نہیں بنائے گی۔امی سجیلہ کی طرف چلی گئیں، راحیلہ آنٹی نے انہیں مایوں کے فنکشن کی تیاریوں کے سلسلے میں کچھ مشورے لینے کے لیے بلایا تھا۔شایان اور ارشد کہیں باہر نکلے تھے اور ابو اپنے کمرے میں سو رہے تھے۔وہ زینے طے کرکے چھت پر آگئی۔دوپہر کے تین بجے کا عمل تھا۔دھوپ کی حدت میں کچھ کمی تو آگئی تھی مگر ابھی ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع نہ ہوئی تھیں۔آمنہ نے آج

ہی چھت سے ملحق کمرے میں دو تین کرسیاں لا رکھی تھیں انہی میں سے ایک نکال کر وہ چھت پہ لائی اور دھوپ کی طرف رخ کرکے بیٹھ گئی۔نارنجی دھوپ کی نرم حدت اسے بہت بھلی لگ رہی تھی اسنے سر کرسی کی پشت سے ٹیک کر آنکھیں موند لیں۔

لوگوں نے آج بہت کام شام کیے ہیں تو میں نے سوچا کیوں نہ تھوڑی سی خاطر مدارات کردی جائیں۔عمر کی آواز پر اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں وہ ہاتھوں میں دو مگ تھامے چھت پر نمودار ہوا تھا۔آمنہ مسکرادی۔

تھینک یو۔اس نے مگ لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔عمر نے ایک مگ اسے تھمایا اور خود اپنے لیے ایک کرسی لا کر عین اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چائے تم نے بنائی ہے؟ آمنہ نے پوچھا

یس اپنے ان ہاتھوں سے۔اس نے گردن ہلائی۔اس وقت وہ سیاہ شکور قمیض میں ملبوس تھا اور آنکھوں پر ریم لیس عینک لگا رکھی تھی

یہ عینک تم شوقیہ لگاتے ہو کیا؟

نہیں یار میری نظر ویک ہے۔

تو مستقل کیوں نہیں لگاتے؟

آنکھوں کے گرد حلقے پڑ جاتے ہیں اور پھر کوئی لڑکی میری طرف دیکھنا بھی

پسند نہ کرے گی۔۔

تم اتنے چھچھورے کیوں ہو؟ آمنہ نے نہایت سنجیدگی سے پوچھا

ہر مرد ہوتا ہے۔اس نے شانے اچکا کر لاپرواِئی سے جواب دیا

بہت ہی فضول پرسیپشن ہے تمھاری۔آمنہ نے ناک چڑھائی

یہ آفاقی حقیقت ہے۔عمر نے چائے کا گھونٹ بھرا۔آمنہ کچھ نہ بولی۔

تمہارا انگلش کورس کیسا جارہا ہے؟ چند ثانیے بعد عمر نے پوچھا

بہت زبردست۔۔ آمنہ نے جواب دیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھی بات ہے ، ویسے ایک بات بتاؤ یہ تمہاری پڑوس والی سہیلی کی شادی کس سے ہورہی ہے؟

ایک بندے سے ہورہی ہے۔تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

یونہی پوچھ رہا ہوں وہ اتنی چڑچڑی ہے ضرور اسکا ہونے والا شوہر بھی خوب چڑچڑا ہوگا۔

تمہیں کیسے پتہ کہ وہ چڑچڑی ہے تمہاری کہاں ملاقات ہوئی اس سے؟ آمنہ نے پیشانی پہ بل ڈالے

ایک دو بار چھت پر ہی سامنا ہوا تھا ہر بار مجھے دیکھتے ہی اس نے اتنے برے

برے منہ بنائے جیسے کھٹی املیاں کھا کر آئی ہو۔سچی بات ہے کہ مجھے چڑچڑی لڑکیاں بہت بری لگتی ہیں۔یہ کیا بات ہوئی اتنی خوبصورت لڑکی ہو اور چڑچڑے پن کا مظاہرہ کرے بات کرو تو کاٹ کھانے کو دوڑے۔وہ منہ بنائے بولے گیا

توبہ ہے عمر تم کتنا فضول بولتے ہو۔۔ آمنہ نے اس سے بھی زیادہ برا منہ بنایا

سچی بات کہتا ہوں۔

اچھا بس۔چائے کا شکریہ میں اب نیچے جارہی ہوں۔وہ خالی مگ لیے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Arsdnd|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کروگی نیچے جاکر۔گھر میں تو کوئی ہے نہیں۔وہ بھی اٹھا

ریسٹ کروں گی تھک گئی ہوں۔وہ کہہ کر نیچے جانے کے زینوں کی طرف بڑھ گئی عمر اسکے پیچھے پیچھے تھا ،چھت کا دروازہ بند کرکے وہ بھی سیڑھیاں طے کرنے لگا۔وہ تو اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ آمنہ نیچے چلی آئی۔اپنے کمرے میں جاکر وہ کمبل میں گھس گئی۔جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔جسم کو حرارت ملی تو نیند نے گھیر لیا۔اسکی آنکھ رشیدہ کے جگانے پر کھلی تھی وہ اسے رات کے کھانے کیلیے بلا رہی تھی۔وہ کسلمندی سے اٹھی اور ہاتھ منہ دھو کر کمرے سے باہر چلی ائی۔کھانے کی میز پر سبھی موجود تھی وہ بھی شایان کے برابر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

کل سے ڈھولکی رکھ رہے ہیں اور سجیلہ نے خاص طور سے تاکید کی ہے کہ آمنہ نے ضرور آنا ہے۔امی نے اسے دیکھتے ہی کہا۔

واہ زبردست میں ضرور جاؤں گی۔اس نے خوشدلی سے کہہ کر سالن کے ڈونگے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اگلے روز سر شام ہی وہ تیار ہوکر سجیلہ کے گھر چلی آئی۔برقی قمقموں سے سجا گھر دور سے نمایاں ہورہا تھا۔سجیلہ کی کزنز اور سہیلیاں جمع تھیں۔وہ سب بڑے کمرے میں دائرہ بنا کر بیٹھ گئیں اور ڈھولک کی تھاپ پر گانے گانے لگیں۔کچھ دیر یہ سلسلہ چلا پھر وہ اٹھ کر کچن میں چلی آئی آنٹ کے ساتھ مل کر مہمانوں کیلیے چائے یا انتظام کیا۔رات کو گیارہ بجے اسکی واپسی ہوئی تو اسکا موڈ بہت خوشگوار تھا۔بڑے دنوں بعد وہ کھل کر ہنسی تھی۔شایان اسکے انتظار میں جاگ رہا تھا اسکے آتے ہی بیرونی دروازے مقفل کرکے سونے چلا گیا۔وہ کچن میں چلی آئی، چائے کی طلب شدت سے محسوس ہورہی تھی۔اس نے چولہے پر چائے کا پانی رکھا اور کیبنٹس کھول کر چینی پتی کے ڈبے نکالے تبھی دروازے پر آہٹ ہوئی تو وہ چونک کر پلٹی۔عمر سیاہ شلوار قمیض پر سیاہ ہی سویٹر پہنے عینک لگائے کافی سنجیدہ سا نظر آرہا تھا۔

آپکو بھی ضرور چائے کی ہی طلب محسوس ہورہی ہوگی۔اسکے شگفتگی سے مسکرا کر پوچھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یس ۔۔۔ عمر نے جواب دیا اور کچن کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بازو سینے پہ لپیٹے۔ہلکے گلابی رنگ کے ہلکے کام والے شلوار قمیض میں زرتار دوپٹہ شانوں پہ پھیلائے ہلکے میک اپ اور جیولری میں ملبوس آمنہ کو دیکھ کر عمر نے پہلی بار یہ جج کیا تھا کہ وہ سجنے سنورنے کی خاصی شوقین ہے۔اس نے دونوں ہاتھوں میں بھر بھر کر چوڑیاں ڈال رکھی تھیں جو اسکے ہاتھوں کی ذرا سی جنبش پر گنگنا اٹھتیں اور پشت پر لہراتی بالوں کی کسی منفرد سٹائل کی چوٹی میں سفید پھول سجے ہوئے تھے۔اسکے بال بہت لمبے نہ تھے مگر بہت گھنے تھے۔

کیا ہوا؟ آمنہ نے اچانک پوچھا تو وہ چونکا

کچھ بھی نہیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بڑے چپ چپ ہو۔خیریت ہے طبیعت تو ٹھیک ہے اس نے چائے مگ میں ڈالتے ہوئے پوچھا

ہاں۔۔بس یونہی سوچ رہا تھا کہ کچھ لوگ لباس کے انتخاب کے معاملے میں بہت باذوق ہیں پتہ نہیں کیوں ہر وقت اول جلول حلیے میں گھومتے رہتے ہیں۔ وہ شانے اچکا کر بولا۔آمنہ نے پلٹ کر اسکی طرف دیکھا۔وہ ہونٹوں میں مسکراہٹ دبائے ہوئے تھا۔وہ بھی مسکرادی۔

اگر یہ تعریف ہے تو شکریہ اور طنز ہے تو بھاڑ میں جاؤ۔اسکے مگ اسکی طرف بڑھایا

سوفیصدی تعریف ہے لڑکی۔عمر جلدی سے بولا

شکریہ اب جاؤ گڈ نائٹ۔وہ اپنا مگ اٹھا کر اسکے سائیڈ سے ہوکر کچن سے نکل گئی۔

گڈ نائٹ۔وہ عقب سے بولا تھا۔آمنہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

سجیلہ کی شادی میں شرکت کیلیے گاؤں سے آئے اسکے خاندان کے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ گھر میں جگہ کم پڑگئی۔آنٹی صدا کی کنجوس تھیں، مہندی کا فنکشن گھر پر ہی ہونا تھا۔انہوں نے آمنہ کی امی سے کچھ مہمانوں کو اپنے گھر ٹھہرانے کی بات کی، امی صدا کی دیالو۔۔فورا مان گئیں۔جلدی سے اوپری منزل کے بقیہ پانچ کمرے تیار کیے گئے۔نچلی منزل کے تین خالی کمروں میں سے ایک میں سجیلہ کا کچھ سامان رکھوا دیا گیا اور بقیہ دو میں سجیلہ کی کچھ کزنز نے ڈیرا جما لیا۔گھر میں اچھا خاصا مجمع لگ گیا تھا۔آمنہ کو تو یوں لگنے لگا تھا جیسے شادی سجیلہ کی نہیں انکے گھر کے کسی فرد کی ہے۔رشیدہ سخت ہی اکتائی نظر آتی۔سارا دن مہمانوں کے کھانے پینے کا انتظام کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔۔آنٹی نے امی کے سامنے اخراجات کا کچھ ایسا رونا رویا تھا کہ مہمانوں کے کھانے پینے کے اخراجات امی نے خود ہی برداشت کرلیے تھے ویسے بھی وہ اس بات کی قائل تھیں کہ بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔آمنہ اور اسکی

بہنوں کی شادیوں پر سجیلہ کے گھر والوں نے بھی انکا بھرپور ساتھ دیا تھا سو انکار کا تو سوال ہی نہ بنتا تھا۔شادی میں صرف دو دن رہ گئے تھے۔شام کو مایوں کا فنکشن تھا۔جمعے کا دن تھا عمر دفتر سے جلدی لوٹ آیا اور اپنی عادت کے مطابق وہ بھی شایان کے ساتھ فنکشن کے انتظامات میں لگ گیا۔سجیلہ کی امی تو کچھ ہی دیر میں اسکے اخلاق کی گرویدہ ہوگئی تھیں۔آمنہ نے پیلے رنگ کا لمبا فراک پہنا میک اپ کرکے بال کھلے چھوڑے، بڑی بڑی بالیاں پہنیں جو بار بار اسکے گالوں کو چھونے لگتے۔کلائیوں میں پیلی چوڑیاں ڈالیں۔اور پیروں میں کھسے پہن کر دوپٹہ شانے پر پن کرتی اپنے کمرے سے باہر نکلی۔امی اسکے انتظار میں ہی تھیں اسے دیکھ کر بے اختیار مسکرائیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماشاءاللہ میری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے۔انہوں نے اسکی پیشانی چومی۔وہ مسکرادی

گھر کھلا چھوڑ کر جائیں گے کیا امی؟ آمنہ نے پوچھا۔مہمان تو سب سجیلہ کے گھر پر تھے

نہیں بیٹا تمہارے ابو گھر پر ہی ہیں۔چلو اب جلدی کرو بہت دیر ہوگئی ہے شایان ارشد اور عمر تو کب کے گئے ہوئے ہیں۔امی نے اپنا پرس اٹھایا

عمر بھی۔۔

ہاں بیٹا وہ تو دفتر سے آتے ہی انتظامات میں لگ گیا تھا بڑا ہی اچھا بچہ ہے

ماشاء اللہ۔امی کا تو وہ پسندیدہ ترین بن چکا تھا

بڑا ہی ڈرامے باز ہے وہ ویسے۔وہ بولی

ایسے نہیں کہتے بیٹا اچھا انسان ہے وہ۔انہوں نے نرمی سے کہا آمنہ کچھ نہ بولی۔اسنے اپنا دوپٹہ سر پر اوڑھا اور وہ دونوں ساتھ ساتھ گھر سے نکل کر برابر والے گھر میں چلی آئیں۔

ڈیک پر بہت بلند آواز میں بھارتی گانے چل رہے تھے۔سارے گھر میں گھما گھمی تھی۔لڑکیاں اور خواتین زرق برق لباس پہنے میک اور زیورات سے لدی پھندی ادھر سے ادھر مسکراتی پھر رہی تھیں۔اس شدید سردی کے عالم میں بھی کسی نے سویٹر نہ پہنا ہوا تھا۔آمنہ نے بھی گھر میں داخل ہوتے ہی دوپٹہ سر سے ہٹا کر شانے پر رکھا اور سجیلہ کے کمرے میں چلی آئی۔وہ تیار ہوچکی تھی اور بہت اچھی لگ رہی تھی۔کچھ دیر سیلفیاں لینے میں گزری۔پھر سجیلہ کو لاکر آنگن میں بٹھا دیا گیا اور رسم شروع ہوئی۔سجیلہ کا ایک کزن مووی بنا رہا تھا۔

آمنہ بیٹا جاؤ کچن سے مٹھائی کا ایک اور ٹوکرا بھی اٹھا لاؤ۔آنٹی نے کچھ دیر بعد اسے کہا تو وہ بھیڑ میں سے رستہ بناتی کچن میں چلی آئی۔یہاں بھی سب سامنے بکھرا پڑا تھا۔اسنے کاؤنٹر سے مٹھائی کا ٹوکرا اٹھایا اور کچن سے باہر نکلی۔

ہیلو۔۔عمر اچانک ہی اسکے سامنے آیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہائے۔وہ مسکرائی۔سفید شلوار قمیض پر سیاہ سویٹر پہنے میں وہ ہمیشہ کی طرح عام سا ہی نظر آرہا تھا

اتنی شدید سردی میں بھی تم لڑکیوں کو فیشن نہیں بھولتے۔اسنے سر ہلایا

تمہیں کیا؟ وہ چڑ گئی

مجھے حیرت ہے کہ تم عورتیں کیا آگ کی بنی ہوتی ہو۔

کیا مطلب؟

مطلب یہ کہ میرے موبائل کی ویدر اپڈیٹ کے مطابق اس وقت اسلام آباد کا درجہ حرارت صفر ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔اس نے اسے اطلاع دی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں تو؟

تو یہ کہ 0 ڈگری سینٹی گریڈ میں بغیر کسی گرم کپڑوں کے ریشمی کپڑوں میں کیسے زندہ ہو تم لوگ؟

بس یہ تو ہم عورتوں کا ایکسٹرا ٹیلنٹ ہے ناں۔وہ شانے اچکا کر مسکرائی۔کانوں کے بالے ہلکورے لینے لگے تھے

واقعی بھئی اور داد دینی پڑے گی اس ٹیلنٹ کی۔عمر نے کہا

شکریہ۔وہ ہونٹ پھیلا کر بولی اور پھر جانے کو پلٹی۔

اے سنو۔عمر جلدی سے اسکے سامنے آگیا

کیا ہے؟

تمہارا دوپٹہ زمین پہ جھاڑو دے رہا ہے۔اسنے بتایا، آمنہ نے جلدی سے بائیں ہاتھ سے دوپٹہ سمیٹا۔

یہ ڈریس تم نے کہاں سے لیا؟

دوکان سے۔کیسا لگ رہا ہے؟ اس نے پر شوق لہجے میں پوچھا

بالکل سورج مکھی کے کھیت جیسا۔اس نے برجستگی سے کہا آمنہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم سے سنجیدگی کی توقع ہی فضول ہے۔وہ بھنبھناتی ہوئی اسکی سائیڈ سے نکل کر دالان میں واپس آئی، یہاں اب لڑکیاں دائرہ بنائے لڈی ڈال رہی تھیں ، اس نےمٹھائی کا ٹوکرا آنٹی کے حوالے کیا اور خود بھی اس گروپ میں شامل ہوگئی۔عمر کچھ فاصلے پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جس کے چہرے سے خوشی ٹپک رہی تھی اور بات بے بات بے تحاشا ہنستے ہوئے اسکی آنکھوں کی چمک اتنی دور سے بھی واضح ہورہی تھی۔سنہرے بالے بار بار گالوں کے ابھار کو چھوتے اور گھنے بال سرک کر شانے پہ ڈھلک آتے جن کو وہ ایک ادا سے پیچھے جھٹک دیتی۔وہ محویت کے عالم میں اسے تکے گیا۔چونکا تب جب اسکی جیب میں پڑا فون تیزی سے بجنے لگا تھا۔اسنے موبائل جیب سے نکالا اور مجمعے سے باہر نکل

آیا۔امی کا فون تھا۔اسنے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا۔

ہیلو امی السلام علیکم!

وعلیکم السلام!

کیا حال ہے امی؟ وہ چلتے ہوئے گھر سے باہر نکل آیا تھا مگر گانوں کی اونچی آواز یہاں بھی آرہی تھی۔

ٹھیک ہوں بیٹا۔یہ تمہارے پیچھے اتنا شور کیوں ہے؟

وہ امی برابر والوں کے گھر مایوں کا فنکشن ہورہا ہے، تو میں ادھر آیا ہوا تھا۔
اس نے بتایا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تیرا کیا کام وہاں؟

میں ادھر رہتا ہوں امی اب جان پہچان تو ہو ہی جاتی ہے اتنے عرصے میں۔

وہ تو ٹھیک ہے مگر زیادہ راہ و رسم بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔امی کے لہجے میں تنبیہہ تھی۔

آپ یہ بتائیں کہ شادی کی تیاریاں کہاں تک پہنچیں؟ اس نے بات بدلی۔

بس بیٹا چل ہی رہی ہیں۔اخراجات ہیں کہ کسی صورت قابو میں نہیں آرہے۔
بیٹی کا معاملہ ہے اسلیے کسی قسم کی کوتاہی بھی نہیں کی جاسکتی ہر چیز بہترین ہونی ضروری ہے وہ متفکر انداز میں کہہ رہی تھیں

فکر مت کریں امی انشاء اللہ سب کچھ صحیح ہوگا۔میں اگلے ہفتے چکر لگاؤں دسمبر کی چھٹیاں شروع ہوتے ہی۔اس نے بتایا

یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا سارے کام تمہارے ابو کو اکیلے ہی دیکھنے پڑ رہے ہیں تم آجاؤ گے تو انکا بھی ہاتھ بٹا دو گے۔۔

جی امی اور بتائیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟

نہیں بیٹا۔تمہاری نوکری ٹھیک جارہی ہے؟

اللہ کا شکر ہے امی سب فٹ ہے۔

اچھا ٹھیک ہے پھر تم آرام کرو اب اللہ حافظ۔

اللہ حافظ۔سلسلہ منقطع ہونے پر وہ فون جیب میں ڈالتا ہوا اندر واپس آیا۔یہاں اب کھانے کا دور چل رہا تھا۔وہ شایان کی تلاش میں نظریں دوڑاتا ہوا دالان میں آیا اور پھر آمنہ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

توبہ ہے چشمہ کدھر ہے تمہارا، ادھر ادھر ٹکراتے پھر رہے ہو؟ اس نے اسے گھورا۔

تھک گیا ہوں یار گھر جارہا ہوں۔اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا

کھانا تو کھالو۔

مجھے شدید سردی لگ رہی ہے اگر کچھ دیر اور یہاں کھڑا رہا تو بخار ہو جائے

گا۔میں گھر جارہا ہوں اپنے کمرے میں ہیٹر لگا کر بیٹھوں گا۔وہ تیز بول کے سرعت سے جانے کیلیے مڑ گیا۔آمنہ نے شانے اچکائے۔

آمنہ۔سجیلہ کی امی اسے پکارتی ہوئی ادھر ہی چلی آئیں

جی آنٹی؟ وہ انکی طرف مڑی

عمر کو کھانا دے دو بیٹا۔۔

وہ تو گھر چلا گیا۔

کھانا کھائے بغیر گھر چلا گیا؟

جی وہ کہہ رہا تھا کہ بہت تھکا ہوا ہے ریسٹ کرے گا اب۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں بیچارہ دفتر سے تھکا ہارا آیا اور کاموں میں جت گیا۔چلو تم ایسا کرو اسکے لیے کھانا نکال کر اسے دے آؤ بلکہ آؤ میں نکال دیتی ہوں بھائی صاحب کیلیے بھی تو کھانا بجھوانا ہے۔۔ آنٹی کہتے ہوئے باورچی خانے کی طرف چل دیں وہ طوعاً و کرہاً انکے پیچھے آئی۔آنٹی نے کھانا نکالا اور ٹرے ڈھک کر اسے تھما دی۔ آمنہ نے پہلے رشیدہ، ارشد یا شایان کو تلاش کرنے کی کوشش کی جب وہ نہ ملے تو برے برے منہ بناتی خود ہی گھر چلی آئی۔ابو اپنے کمرے میں ٹی وی دیکھ رہے تھے۔اسنے ٹرے لیجا کر کچن میں رکھی سب سے پہلے ابو کو کھانا دیا پھر عمر کیلیے کھانا لیکر اوپری منزل پر چلی آئی۔عمر کے کمرے کا دروازہ بند تھا

اسنے ہلکی سی دستک دی۔

آجاؤ۔اندر سے کہا گیا۔آمنہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔عمر ہیٹر کے پاس فلور کشن رکھے بیٹھا ہوا تھا۔باہر کی ہڈیوں میں گھستی سردی سے اس گرم کمرے میں آکر آمنہ کو بڑا سکون محسوس ہوا تھا۔اسنے کھانے کی ٹرے میز پر رکھی۔

کھانا کھا لو آنٹی نے بھجوایا ہے۔

تھینک یو آنٹی کا۔اور تمہارا بھی۔۔ وہ مسکرایا۔وہ جانے کو پلٹی۔

آمنہ عمر نے عقب سے اسے پکارا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں؟ وہ مڑی

ایک کپ چائے بھی بنا دو۔اس نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا

میں نہیں بنارہی چائے آگے ہی فنکشن چھوڑ کر آئی ہوں تمہیں اور ابو کو کھانا دینے۔وہ منہ بنا کر بولی

یہ مت بھولو کہ میں تمہارا مہمان ہوں۔عمر نے اسے یاد دلایا

تین دن سے زیادہ جو رکے وہ مہمان نہیں ہوتا اور تم تو تین مہینے سے ہو ادھر۔اس نے جتایا

کیسے دن گن کر رکھے ہوئے ہیں تم نے آمنہ کیسی طبیعت کی شیخ ہو تم۔اس

نے کانوں کو ہاتھ لگائے

کھانا کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو میں تو جا رہی ہوں۔وہ چوڑیوں کی تیز جھنکار کے ساتھ پلٹی۔

اے سورج مکھی کے کھیت تمہارا دوپٹہ پھر زمین پر جھاڑو دے رہا ہے۔عمر نے پھر ہانک لگائی

اوہو ایک تو یہ دوپٹہ۔آمنہ نے جلدی سے اپنا دوپٹہ سمیٹ کر اسکا کونہ جھاڑا۔ اور کیا تم سورج مکھی کے کھیت کی گردان کیے جارہے ہو اتنا اچھا ڈریس ہے میرا۔۔ اسنے پیشانی پر بل ڈالے

سورج مکھی کا کھیت بھی کچھ ایسا بد صورت تو نہیں ہوتا۔وہ دو بدو بولا

تم کریک ہو۔۔

تم بدمزاج ہو۔

تمہارے ساتھ تو کوئی بھی خوش مزاجی سے پیش نہیں آ سکتا ہر وقت بیکار باتیں کر کر کے دماغ خراب کرتے رہتے ہو۔وہ چڑ کر بولی

بیکار نہیں بہت اچھی باتیں کرتا ہوں میں لیکن تم کیسے سمجھ سکتی ہو دراصل میری باتیں سمجھنے اور میری بذلہ سنجی کی داد دینے کیلیے مقابل کے اندر حس مزاح ہونا بے حد ضروری ہوتا ہے اور تم ٹھہری صدا کی چڑچڑی اور بد دماغ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اٹھ کر میز سے کھانے کی ٹرے اٹھائی اور جا کر پھر سے فلور کشن پر بیٹھ گیا۔

تم خود ہوگے بد دماغ۔بد تمیز کہیں کے اور پتہ نہیں میں تم سے بات کرتی ہی کیوں ہوں۔وہ آؤٹ آف کھوپڑی ہورہی تھی۔

دراصل میری شخصیت ہی اتنی مقناطیسی ہے کہ لوگ خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔وہ اب اسکی کیفیت سے لطف اندوز ہورہا تھا۔

جہنم میں جاؤ تم۔وہ سرخ چہرہ لیے پلٹی اور پھر واک آؤٹ کرگئی۔عمر بے اختیار کھل کر ہنسا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے روز مہندی کا فنکشن تھا۔عمر دفتر سے لوٹا تو امی نے تنبیہ کردی کہ سجیلہ کی امی نے خاص طور سے اس کو شام کے فنکشن میں مدعو کیا ہے لہذا وہ آٹھ بجے تک تیار ہو کر پہنچ جائے۔

وہ تابعداری سے سر ہلاکر اپنے کمرے میں چلا آیا۔ابھی شام کے پانچ بجے تھے۔وہ ساڑھے سات بجے کا الارم لگا کر سوگیا۔الارم کے بجنے پر بمشکل جاگا۔ الماری سے کپڑے نکالے اور پھر پندرہ منٹ میں وہ تیار ہوکر کمرے سے نکلنے لگا پھر کچھ سوچ کر عینک بھی لگا لی۔موبائل کی نوٹیفیکیشنز چیک کرتا وہ نچلی منزل پر آیا۔ابھی سجیلہ کی سب کزنز تیار ہوکر برابر والے گھر نہ گئی تھیں۔

آنگن میں ڈھیروں سامان بکھرا پڑا تھا۔وہ ادھر ادھر نگاہ دوڑانے لگا۔ہر کمرے میں ہی کوئی نہ کوئی تیار ہورہا تھا۔وہ شایان کے کمرے کی طرف آیا۔اور پھر بغیر دستک کے اندر داخل ہوگیا۔وہاں کوئی نہ تھا۔وہ جانے کو پلٹا ہی تھا کہ باتھ روم سے ملحق ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر آمنہ باہر نکلی وہ بے اختیار اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔گہرے سبز غرارے پر پیلی زرتار قمیض پہنے کامدانی دوپٹہ شانوں پر پھیلائے وہ بہترین میک اپ اور میچنگ زیور پہنے بالوں کی جدید سٹائل کی چوٹی باندھے بلکل تیار تھی۔اسے دیکھ کر وہ کچھ حیران ہوئی۔

تم ادھر کیا کررہے ہو؟ اس نے پوچھا

وہ شایان کو دیکھنے آیا تھا۔وہ اپنی محویت سے چونک کر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شایان اور ارشد تو سجیلہ کے گھر ہیں آنٹی نے بلایا ہوا ہے انہیں دوپہر سے۔

اس نے اسے بتایا۔

اچھا۔تم تیار ہوگئیں؟ وہ از سر نو اسکا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

تمہیں نظر نہیں آرہا۔آمنہ نے ماتھے پر بل ڈالے

نہیں نظر تو آرہا ہے لیکن کیا واقعی تیار ہوگئی ہو تم؟ مطلب ابھی میک اپ تو کرنا ہوگا ناں تمہیں؟ وہ اب اپنی جون میں واپس آگیا تھا۔

عمر میں تمہارے سر پر یہ گلدان مار دوں گی جاؤ یہاں سے۔وہ آپے سے باہر

ہوتے ہوئے بولی

ارے بھئی غصہ کیوں کررہی ہو۔سادی سی بات پوچھی ہے کہ تم تیار ہوگئی یا نہیں۔اسنے سنجیدگی سے کہا

تم اندھے ہو کیا نظر نہیں آرہا کہ میں تیار ہوں اور میک اپ نظر نہیں آرہا تمہیں کیا میرے منہ پر۔وہ اسکے عین سامنے آکر غصے سے پھٹنے والے انداز میں بولی

اوہو اب میں کیا کروں تمہارا منہ ہر وقت ہی ایسا رہتا ہے بے سرا سا۔میرا خیال تھا کہ میک اپ سے کچھ بہتری آتی ہوگی مگر صد حیف۔۔۔میک اپ بنانے والے بھی فیل ہوگئے تمہاری بیوٹی کے سامنے تو۔وہ پکا سا منہ بنائے اسے چڑا رہا تھا۔آمنہ کی آنکھوں میں بے بسی سے آنسو چھلک آئے۔

میں تمہیں گولی مار دوں گی جاؤ تم۔وہ روہانسی ہوگئی تھی۔عمر بے اختیار ہنسنے لگا

اے مذاق کررہا ہوں۔بہت اچھی لگ رہی ہو۔وہ جلدی سے بولا مبادا وہ رو پڑے۔

سیریسلی بہت اچھی لگ رہی ہو میں صرف تنگ کررہا تھا تمہیں۔اسنے اب کی بار سنجیدگی سے کہا۔

وہ کچھ نہ بولی بس اسے غصے سے گھورتی رہی۔

اچھا بس کردو گھورنا اب اتنا بھی ہینڈسم نہیں ہوں میں۔

ہنہہ بڑی خوش فہمی ہے تمہیں اپنے متعلق۔وہ منہ بنا کر بولی۔

خوش فہمی اور غلط فہمی میں کیا فرق ہے ویسے؟ اس نے مسکرا کر پوچھا

وہی جو تم میں اور ایک گدھے میں ہے۔وہ بھی جوابا مسکرائی اور پہلی بار عمر واقعتاً لاجواب ہوگیا تھا لہذا وہ احتجاجاً واک آؤٹ کرگیا۔وہ ہنستی ہوئی مڑی آئینے میں ایک بار اپنا تفصیلی جائزہ لیا پھر لپ اسٹک کا شیڈ تھوڑا ہلکا کرکے اپنا موبائل لیے کمرے سے باہر نکل آئی۔سجیلہ کی کزنز بھی تیار ہوچکی تھیں۔وہ سب برابر والے گھر میں چلی آئیں۔یہاں سب مہمان جمع تھے۔بیوٹیشن سجیلہ کو تیار کرچکی تھی۔فنکشن شروع ہوا ، سجیلہ کو دالان میں بنائے گئے سٹیج پر بٹھا دیا گیا اور رسم شروع ہوئی۔پہلے شادی شدہ خواتین نے مہندی کی رسم انجام دی پھر سجیلہ کی سہیلیوں کی باری آئی۔ہر طرف کھنکتے قہقہوں کی جھنکار تھی۔ آمنہ کی باری آئی تو وہ ہنستی ہوئی سجیلہ کے برابر آبیٹھی ابھی اسنے رسم شروع بھی نہ کی تھی کہ سجیلہ کی خالہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا وہ چونکی۔

تم سجیلہ کو مہندی نہ لگاؤ۔انہوں نے نرم لہجے میں کہا۔تمام حاضرین انہی کی طرف متوجہ تھے۔

کیوں آنٹی؟ وہ کچھ حیران ہوئی

تم طلاقن ہو ناں ایسے موقع پر ہماری بچی پر تمہارے مقدر کا سایہ نہ پڑجائے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسلیے بس تم رسم نہ کرو۔وہ بہت نرم لہجے میں بول رہی تھیں۔آمنہ کا چہرہ واضح تاریک پڑا۔

ہاں بات تو ٹھیک ہے آپکی آپا۔طلاق یافتہ اور بیوہ عورتوں کو ایسے موقع پر دلہن سے دور ہی رہنا چاہیے تاکہ کوئی بدشگونی نہ ہو جائے۔۔ ایک اور خاتون نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔سارے مجمع پر سناٹا چھا گیا تھا۔سب ترحم بھری نظروں سے آمنہ کی جانب دیکھنے لگے۔آمنہ نے دیکھا اسکی امی بھی ایک جانب بالکل خاموش کھڑی تھی بے بس سی۔۔اسکی نظر دور کھڑے شایان تک گئی جو سر جھکا گیا تھا۔اور کچھ دور سجیلہ کے ابو کے ساتھ کھڑے اسکے ابو۔۔وہ بھی چپ تھے شرمسار نظر آرہے تھے۔۔سب چپ تھے۔۔سب۔۔۔وہ بے اختیار اٹھی اور پھر بھاگ کر لوگوں کے درمیان میں سے جگہ بناتی گھر سے نکل کر اپنے گھر چلی آئی۔اپنے کمرے میں آکر اس نے سارے زیورات گہنے نوچ ڈالے چوڑیاں اتارتے ہوئے آدھی ٹوٹ گئیں کچھ کرچیاں کلائی میں بھی چبھ گئیں، بالوں کی چوٹی سے پھول نوچ کر بال کھول ڈالے اور زمین پہ بیٹھ کر گھٹنوں میں سر دے کے رونے لگی۔چند لمحے ہی گزرے تھے کہ عمر اسکے کمرے کے دروازے پر آن رکا، اسنے وہ سارا منظر دیکھا تھا اور پھر چپکے سے وہاں سے نکل کر یہاں چلا آیا تھا اسے معلوم تھا کہ وہ رو رہی ہوگی۔کمرے کی حالت دیکھ کر اسے دکھ ہوا تھا۔وہ کتنے شوق سے تیار ہوئی تھی۔وہ بے اختیار اسکے قریب اکڑوں بیٹھا۔

آمنہ۔اس نے دھیرے سے اسے پکارا آمنہ نے چونک کر سر اُٹھایا۔اسکا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔کاجل بہہ کر گالوں پر پھیل گیا تھا۔بال بکھرے ہوئے تھے۔

تم۔۔اسکی آواز آنسوؤں کی نمی سے تر تھی۔

یہ کیا حال کرلیا ہے تم نے اپنا؟ وہ نرم لہجے میں بولا

پتہ نہیں۔وہ آنسو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی

بہت بری لگ رہی ہو ایسے۔سارا میک اپ خراب ہوگیا ہے تمہارا۔

میک اپ نے ویسے بھی کونسا اثر ڈالا تھا میرے چہرے پر۔وہی سڑا سا منہ ہے میرا۔وہ سوں سوں کرتے ہوئے بولی

کاجل پھیل گیا ہے اور خدا کی قسم بھیانک لگ رہی ہو اس نے اسے اطلاع دی۔آمنہ نے اسکی طرف دیکھا۔عمر نے بے اختیار تھوک نگلا اس سے آمنہ کی گہری کتھئی آنکھوں میں بڑا درد تھا۔

تم کیوں آگئے عمر۔جاؤ پلیز۔۔ اسکا لہجہ درد بھرا تھا۔

اٹس اوکے آمنہ کم ظرف لوگوں کی باتوں پر خود کو تکلیف نہیں دیتے۔اسکا لہجہ بے حد نرم تھا۔اسکا ضبط پھر سے ٹوٹ گیا۔

اگر میں طلاق یافتہ ہوں تو اسمیں میرا کیا قصور ہے کوئی بھی عورت شوق سے

طلاق یافتہ نہیں بن جاتی۔وہ رو پڑی تھی

تمہارا کوئی قصور نہیں ہے آمنہ۔قصور ان سب لوگوں کا ہے جو تم سے جینے کا حق چھین لینا چاہتے ہیں۔اسکا لہجہ بڑا نرم اور ہمدرد تھا۔

میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ مجھے ایسی سچویشن کا سامنا کرنا پڑے گا۔اور سب چپ رہے سجیلہ کی امی بھی کچھ نہیں بولیں وہ تو مجھے اپنی بیٹی کہتی تھیں ناں اور۔۔اور امی ابو شایان سب چپ رہے کسی نے بھی آنٹی کو ٹوکا نہیں کہ وہ غلط کہہ رہی ہیں۔۔وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

آمنہ یہ معاشرہ ہی ایسا ہے اور تم تو خود اتنی سمجھدار ہو جانتی ہو کہ بیٹیوں کے ماں باپ خود کو کتنا بیچارہ اور ستم ظریف سمجھتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے بہت دکھ ہوا ہے بہت زیادہ۔اسنے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیا۔

تمہاری کلائیاں زخمی ہیں۔

شاید چوڑیاں اتارتے ہوئے۔۔وہ چہرے سے ہاتھ ہٹا کر بولی

دوا لگا دوں؟

رہنے دو خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔میرے زخم بڑے ڈھیٹ ہیں خود ہی ٹھیک ہوجاتے ہیں۔وہ ہاتھ کی پشت سے گال رگڑتے ہوئے عجیب سے لہجے میں بولی

چلو رونا بند کردو اب۔

تم جاؤ عمر۔کسی نے تمہیں یہاں دیکھ لیا تو یونہی فسانے بن جائیں گے۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی عمر بھی اٹھا۔

ہاں ٹھیک ہے میں جارہا ہوں تم نے اب رونا نہیں اوکے؟ اسنے اسکی آنکھوں میں جھانکا تھا آمنہ کی آنکھیں پھر سے لبالب بھر گئیں۔

آمنہ اگر لوگوں کی باتوں کو محسوس کروگی تو روتی ہی رہو گی۔تمہیں اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ ایسے بیکار لوگوں کا منہ توڑ دو۔اس کا انداز سمجھانے والا تھا۔

یعنی میں خود ان آنٹی کو باتیں سنا دیتی؟ آمنہ نے پوچھا

بالکل اور صرف باتیں نہ سناتی بلکہ دو چار ہاتھ جھاڑ کر کہتیں آپ خود ہی کریں رسم اپنی لاڈلی کی اور یہ جو پورا ٹولہ ہمارے گھر چھوڑا ہوا ہے اسے بھی واپس بلوا لیں کیونکہ وہاں میں رہتی ہوں اور میری بری قسمت کا اثر آپکے مہمانوں پر بھی پڑ سکتا ہے۔وہ تیز تیز بولے گیا تو وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

یہ میں کہتی آنٹی سے وہ بھی سب کے سامنے؟

جی۔ویسے ابھی بھی موقع ہے جاؤ اور جاکر فائرنگ کردو۔وہ بھی مسکرایا۔

چھوڑو یہ بس کہنے کی باتیں ہیں۔

کرنے کی باتیں ہیں لڑکی کبھی آزما کر تو دیکھو۔خدا کی قسم ایک سیکنڈ میں سب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فٹ نہ ہوگئے تو کہنا۔

اچھا اب تم جاؤ۔اسکا رونا اب بالکل بند ہوچکا تھا۔

اوکے جارہا ہوں اب تم پلیز منہ دھو لو یہ بھیانک صورت دیکھ دیکھ کر آنکھیں پھوٹ گئی ہیں میری۔وہ اپنی جون میں واپس آتے ہوئے بولا تو آمنہ نے بلا ارادہ ایک دھپ اسکے بازو پر رسید کی تھی اور پھر اپنی اس درجہ بے تکلفی کا احساس ہوتے ہی رخ موڑ گئی۔

تشدد کی کارروائی کا شکریہ۔مدھم سے لہجے میں کہہ کر وہ تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔وہ بہت دیر تک اپنی اس بے تکلفی پر خود کو ملامت کرتی رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے روز صبح صبح سجیلہ کی امی چلی آئیں، آمنہ اور امی اس وقت آنگن میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔مہمان ابھی ناشتے سے فارغ ہوکر اپنے اپنے کمروں میں تھے۔ شایان کہیں باہر نکلا تھا اور ارشد ابھی سوکر نہ اٹھا تھا۔آنٹی آکر امی کے برابر ہی بیٹھ گئیں۔

کہو راحیلہ کیسے آئیں؟ امی نے پوچھا

آپا ایک کام ہے ؟ آنٹی نے کہا

ہاں کہو کیا کام ہے؟ امی نے پوچھا۔آمنہ بے تعلقی سے اپنے موبائل پر نظریں جمائے رہی۔فرزانہ کو گزشتہ روز کی روداد سنا کر اسکے جواب پڑھ کر لطف اندوز ہورہی تھی فرازنہ کو بہت ہی غصہ آیا تھا سجیلہ کے خاندان پر۔

سجیلہ کے ساتھ پارلر جانے والا کوئی نہیں ہے تو آمنہ کو ساتھ بھیج دیں ، یہ بھی وہیں تیار ہوجائے گی۔آنٹی نے مدعا بیان کیا۔امی کے کچھ بولنے سے قبل ہی آمنہ انکی طرف متوجہ ہوگئی۔

جانے کو تو میں چلی جاؤں گی آنٹی مگر یہ تو سوچیں کہ میرے جانے کی وجہ سے سجیلہ پر میرے مقدر کا منحوس سایہ نہ پڑ جائے گا آفٹر آل میں طلاقن ہوں ناں۔اس نے پلکیں جھپکاتے ہوئے معصومیت سے کہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے بیٹا تم شاید کل کی بات کا برا مان گئی اصل میں ثروت تھوڑی وہمی ہے۔۔ آنٹی نے کھسیائے ہوئے انداز میں کہا۔

نہیں برا نہیں مانا میں نے بلکہ آپ سے پوچھا ہے، دلہن سے بیوہ اور طلاق یافتہ کو دور رہنا چاہیے ناں۔وہ اب بھی پہلے ہی کی طرح معصومیت کے ریکارڈ توڑ رہی تھی۔

چھوڑو بیٹا یہ سب باتیں ہی ہیں تم چلو سجیلہ انتظار کررہی ہے تمہارا۔۔ وہ بولتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

سوری آنٹی میں نہیں جاسکتی میں نہیں چاہتی کہ سجیلہ کے مقدر پر میرا منحوس

سایہ پڑے آپ ثروت آنٹی کو کہیں وہ سجیلہ کے ساتھ چلی جائیں کیونکہ میں تو بارات اور ولیمے کے فنکشنز میں شرکت بھی نہیں کروں گی آخر کو سجیلہ میری بچپن کی دوست ہے میں کیسے چاہ سکتی ہوں کہ میری وجہ سے اس کا مقدر تاریک ہو جائے۔نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے طنز کے تیر چلائے تھے آنٹی کچھ کہے بغیر ہی واک آؤٹ کر گئیں۔انکے جاتے ہی امی بھی نظریں چراتیں اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں تھی۔آمنہ نے سر جھٹک کر پھر سے موبائل پر نظریں جمائیں اسی لمحے ہلکی سی سیٹی کی آواز پر وہ چونکی اور ادھر ادھر دیکھ کر سر اوپر اٹھایا، عمر ریلنگ کے قریب کھڑا تھا حسب عادت سگریٹ انگلیوں میں دبائے۔اسکے متوجہ ہوتے ہی اس نے بے آواز تالیاں بجا کر ایک چمکتی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی اور پھر وکٹری کا نشان بنادیا۔آمنہ نے بھی مسکراتے ہوئے جواباً وکٹری کا نشان بنایا۔عمر سگریٹ کا کش لیتا ہوا ریلنگ کے پاس سے ہٹ گیا تو وہ بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی آئی۔شام کو بارات کے فنکشن میں امی شایان کو لے گئی تھیں۔کسی نے بھی آمنہ کو جانے کا نہ کہا تھا۔آمنہ کچھ دیر ابو کے پاس بیٹھی ان سے باتیں کرتی رہی پھر وہ ایک کتاب لیکر بیٹھ گئے تو وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔کچھ دیر فرزانہ سے باتیں کرنے کے بعد اکتا گئی تو کمرے سے نکل کر کچن میں چلی آئی۔بھوک محسوس ہورہی تھی اور کچھ پکانے کا بھی دل نہ چاہ رہا تھا۔اس نے چائے کا پانی چولہے پہ رکھا اور کاؤنٹر سے ٹیک لگا لی۔تبھی عمر نے اندر جھانکا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنو تمہیں بھوک لگی ہے؟ اس نے پوچھا، آمنہ نے گردن ہلا دی۔

کچھ آرڈر کریں؟ وہ کچن میں چلا آیا۔

کیا؟ آمنہ کا منہ بدستور لٹکا ہوا تھا۔

چائینیز اٹالین جو تم کہو۔

آہم۔۔تو پھر پیزا اور کوک منگوا لو۔اسنے جلدی سے کہا۔

اور انکل کیا کھائیں گے؟

ابو پیزا ہی کھا لیں گے۔اسنے جواب دیا عمر جیب سے فون نکال کر آرڈر بک کروانے لگا آمنہ نے پلٹ کر پانی میں پتی اور چینی ڈالی۔

میں اگلے ہفتے گھر جاؤں گا۔عمر نے آرڈر بک کروانے کے بعد اسے بتایا۔آمنہ نے یکدم چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

کیوں؟

دسمبر کی چھٹیاں ہیں یار، میں تو دن گن رہا ہوں کہ کب چھٹیاں شروع ہوں اور کب میں گھر جاؤں۔تین مہینے سے امی ابو بہن بھائیوں کی شکل نہیں دیکھی۔سچ میں بہت اداس ہوں میں بہت مس کررہا ہوں ان سب کو۔وہ یاسیت بھرے لہجے میں بولا۔آمنہ نے بغور اسکی طرف دیکھا۔

کیا ہوا ایسے کیوں گھور رہی ہو؟

آاا۔۔کچھ نہیں۔۔گڈ۔ضرور جاؤ اپنے گھر۔وہ گڑبڑا کر پلٹی اور فریج سے دودھ نکالا۔

ہاں اب باجی کی شادی قریب آگئی ہے تو کام بھی بہت ہیں۔میں سوچ رہا تھا کہ باجی کیلیے کچھ شاپنگ کرلوں مگر مجھے خواتین کی شاپنگ نہیں کرنی آتی۔اسنے کہا

ارے تو اس میں کیا پرابلم ہے میں چلوں گی ناں تمہارے ساتھ بہت اچھی سی شاپنگ کریں گے تمہاری باجی کیلیے۔وہ فراخدلی سے بولی۔

سوچ لو تم واقعی چلو گی میرے ساتھ ؟ عمر بے اعتباری سے بولا

ہاں بھئی واقعی چلوں گی۔وہ مگن سے انداز میں چائے مگ میں نکالتے ہوئے بولی

یا خدا کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یہ آگ اگلنے والی ڈریگن صفت لڑکی کیسے مہربان ہوگئی۔وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا۔آمنہ نے اسے گھور کر دیکھنے پر اکتفا کیا تھا۔مگر بولی کچھ نہیں۔

ویسے تم نے آج آنٹی کو صحیح فٹ کیا بہت انسپائر ہوا میں تمہاری صلاحیتوں سے۔

ہے ناں۔۔مجھے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ میں لوگوں کے سامنے بغیر ہائپر ہوئے

بھی بول سکتی ہوں اپنے حق میں۔وہ خوش ہوکر بولی

میں نے تمھیں کہا تھا ناں بہادر لوگوں کے سامنے یہ معاشرہ نہیں ٹھہر سکتا۔ اسنے سنجیدگی سے کہتے ہوئے چائے کا مگ اٹھایا۔

یہ بات تو ٹھیک ہے تمہاری۔میں ابو کو چائے دے کر آتی ہوں۔اس نے ایک مگ اٹھایا۔

میں بھی ادھر ہی آرہا ہوں یار اپنے کمرے میں تو صرف بوریت ہی ہے۔وہ بولا تو آمنہ نے اپنا مگ بھی اٹھالیا۔وہ دونوں ابو کے کمرے میں چلے آئے۔

دیر تک محفل جمی رہی اسی دوران پیزا بھی آیا اور کھایا گیا۔عمر کی باتوں پر ہنستے ہنستے اسکے پیٹ میں درد ہوگیا تھا۔امی اور شایان کے گھر لوٹنے تک یہ محفل جمی رہی اور اس محفل کے اختتام تک ابو بھی شدت سے عمر کے اعلیٰ اخلاق کے گرویدہ ہوچکے تھے۔

تین دن بعد چھٹیاں ہو جائیں گی اور پھر وہی گھر کی بورنگ روٹین۔کلاس ختم ہونے کے بعد وہ اور فرزانہ جیسے ہی انسٹیٹیوٹ سے باہر نکلیں تو فرزانہ بولی۔

ہاں یہ تو ہے۔عمر بھی اپنے گھر جارہا ہے شایان کا مری کا پلان ہے اور ارشد اور رشیدہ اپنے اپنے گاؤں چلے جائیں گے تو واقعی بہت بوریت ہوجائے گی۔ آمنہ نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

تم بھی شایان کے ساتھ مری چلی جاؤ ناں۔فرزانہ نے اسے مشورہ دیا۔

وہ اپنے یونیورسٹی کے دوستوں کے ساتھ جارہا ہے یار میں کیسے ساتھ جاسکتی ہوں۔آمنہ نے سر جھٹکا۔

یار سنو چلو ناں مرکز تک چلتے ہیں برگر کھائیں گے اور کافی پئیں گے۔۔ فرزانہ نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا، دل تو آمنہ کا بھی چاہ رہا تھا سو وہ بھی رضا مند ہوگئی۔مرکز تک پیدل کا رستہ محض دس منٹ کا تھا اور اس نرم نرم دھوپ میں پیدل چلنا بڑا بھلا لگ رہا تھا۔ان دونوں نے اپنے اپنے گھر فون کرکے اپنی اپنی امیوں کو آگاہ کیا اور مرکز روانہ ہوگئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم دوبارہ تو نہیں گئی ان نامعقول پڑوسیوں کے گھر ؟ فرزانہ نے چلتے چلتے پوچھا۔

نہیں یار میں تو بارات اور ولیمے کے فنکشنز میں بھی نہیں گئی تھی۔عمر نے تو مجھے صاف کہا تھا کہ اب اگر کوئی مجھے طلاق یافتہ ہونے کا طعنہ دے تو اسے کھری کھری سنادوں۔اور سجیلہ کی بارات کے دن جب آنٹی نے آکر مجھے کہا کہ میں سجیلہ کے ساتھ پارلر چلی جاؤں تو میں نے بھی فوراً سے انہیں فٹ کردیا۔وہ مزے سے بولی۔

ارے واہ وہ کیسے؟ فرزانہ نے دلچسپی سے پوچھا تو آمنہ نے اسے ساری بات بتادی۔فرزانہ سن کر ہنسنے لگی۔

بہت اچھا کیا تم نے۔ایسے بدتمیز اور بد اخلاق لوگوں کے ساتھ ناں ایسا ہی کرنا چاہیے۔فرزانہ نے سر ہلایا۔ریسٹورنٹ آچکا تھا وہ دونوں گلاس ڈور دھکیل کر اندر داخل ہوئیں۔یہاں اس وقت اکا دکا میزیں ہی آباد تھیں وہ دونوں کونے والی میز پر جا بیٹھیں۔

ہاں یار۔اور جب تک آپ دنیا سے ڈرتے ہیں ناں وہ آپکو زیادہ ڈراتی ہے عمر کہتا ہے کہ یہ دنیا ان لوگوں سے بہت ڈرتی ہے جو اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔آمنہ نے کہا تبھی ویٹر نے آکر انہیں مینیو تھما دیا۔

ہاں بات تو ٹھیک ہے آمنہ ویسے یہ عمر صاحب تو خاصے عقلمند واقع ہوئے ہیں تم بلاوجہ ہی انہیں غیر سنجیدہ اور ناقابل برداشت ہستی قرار دیا کرتی تھی۔فرزانہ نے مشروبات کی فہرست پر نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا۔

یار وہ عقلمند ہے اچھا بھی ہے مگر اسکی مذاق کی عادت بعض اوقات بہت ہی ناقابل برداشت ہوجاتی ہے ، کبھی سنجیدہ ہوتا ہی نہیں وہ شخص۔وہ منہ بنا کر بولی۔

تو تم چاہتی ہو کہ وہ سنجیدہ ہو جائے؟ فرزانہ ہنسی۔آمنہ بے اختیار گڑبڑا گئی۔

جی نہیں،میرا یہ مطلب نہیں تھا۔

تو میرا مطلب بھی وہ نہیں تھا جو تم سمجھی ہو۔فرزانہ چمک کر بولی

میں کچھ نہیں سمجھی۔آمنہ نے شانے اچکائے

وہ تو آپکی شکل سے ظاہر ہے۔

کیا ظاہر ہے شکل سے؟ آمنہ نے ماتھے پر بل ڈالے

یہی کہ تمہیں عمر کی غیر سنجیدگی بری لگتی ہے اور تم چاہتی ہو کہ وہ سنجیدہ ہو جائے معقول انسان بن جائے وغیرہ وغیرہ۔۔اسکے تیور بدلتے دیکھ کر فرزانہ نے فورا سے پینترا بدلا تھا۔

مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ معقول ہو یا نا معقول۔اور تم کیا معائنہ کررہی ہو مینیو کا۔بر گر ہی تو کھانا ہے۔اسنے بات بدل دی تھی۔فرزانہ نے مینیو اسے تھما دیا۔

میں تو ڈرنکس کی فہرست دیکھ رہی تھی یار تم کرو آرڈر۔وہ اطمینان سے بولی تو آمنہ نہ ویٹر کو اشارے سے بلایا اور آرڈر پلیس کرنے لگی۔

السلام علیکم امی کیا حال ہیں؟ عمر نے امی کو کال کی تھی۔

وعلیکم السلام بیٹا میں تو ٹھیک ہوں تو کیسا ہے میرے لعل؟ امی کے لہجے میں ممتا کی نرمی تھی، عمر کو اپنے دل کے اندر تک ٹھنڈک اترتی محسوس ہوئی۔

میں بھی ٹھیک ہوں امی۔گھر میں سب ٹھیک ہیں؟

سب ٹھیک ہیں بیٹا بس تمہارا انتظار ہے۔کب ہوں گی تمہیں چھٹیاں؟

تین دن بعد۔اور بس میں تو اسی دن روانہ ہوجاؤں گا۔سچ میں بہت یاد آرہے ہیں آپ سب۔اس نے اداسی سے کہا

بس بیٹا خیر خیریت سے آجا۔سعدیہ تو روز کہتی ہے کہ جب تک میرا بھائی نہیں آئے گا شادی کی تاریخ طے نہیں کرنی۔اسکی ساس روز فون کرتی ہیں۔امی نے اسے بتایا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

ہاں تو میرے بغیر میری بہن کی شادی کی تاریخ کیسے طے ہوسکتی ہے بس میں تین دن بعد پہنچ جاؤں گا پھر شادی کی تاریخ بھی طے کریں گے اور باقی سب تیاریاں بھی فائنل کریں گے۔اس نے ایکسائیٹڈ ہوکر کہا۔کچھ دیر امی سے باتیں کرنے کے بعد اسنے کال بند کی اور نچلی منزل پر آیا۔باورچی خانے سے باتوں کی آوازیں آرہی تھیں وہ بے تکلفی سے وہیں چلا آیا۔آنٹی اور آمنہ کچھ پکانے میں مصروف تھیں۔رشیدہ آج ہی اپنے گاؤں جا چکی تھی۔

ہیلو۔۔۔اس نے حسب عادت شوخ لہجے میں کہا۔وہ دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔

آؤ آؤ بیٹا۔تمہیں ضرور بھوک لگ رہی ہوگی،کھانا بھی بس پکنے ہی والا ہے۔ آنٹی نے خوشدلی سے کہا۔

ارے نہیں آنٹی مجھے بھوک نہیں لگی میں بس بور ہورہا تھا اسلیے ادھر چلا آیا۔۔

اس نے باورچی خانے کے دروازے میں ہی کھڑے کھڑے جواب دیا۔

تمہارے کوئی دوست نہیں ہیں؟ آمنہ نے پوچھا

ہیں۔

تو تم آفس سے سیدھے گھر کیوں آجاتے ہو؟

مجھے گھر میں بہت آرام ملتا ہے، دوستوں کے ساتھ لور لور پھرنے کا کوئی شوق نہیں ہے مجھے۔اس نے جواب دیا۔

ماشاء اللہ بہت ہی اچھی سوچ ہے تمہاری بیٹا۔جیتے رہو۔امی نے نہال ہوتے ہوئے کہا۔آمنہ نے منہ بنایا۔

مردوں کو گھر سے باہر ہی زیادہ وقت گزارنا چاہیے ، ہر وقت سر پہ سوار رہنے والے مرد بڑے برے لگتے ہیں۔وہ ناک چڑھا کر بولی۔

تمہاری پسند نا پسند سخت ہی فضول ہے بلکل تمہاری طرح۔بائے دا وے تمہارا انگریزی زبان کا کورس کیسا جارہا ہے کتنی انگریزی سیکھ لی؟ وہ فریج کھول کر اسمیں جھانکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔پتیلی میں چمچ چلاتی آمنہ نے اسے گھورا۔

میرا کورس بلکل ٹھیک جارہا ہے اور تم کیا فریج میں تانکا جھانکی کررہے ہو تمہیں کسی نے یہ نہیں سکھایا کہ دوسروں کے گھروں میں اتنی بے تکلفی نہیں دکھاتے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوسروں کے گھروں میں تکلفات برتتے ہوں گے مگر یہ تو میرا اپنا گھر ہے ناں کیوں آنٹی؟ فریج سے فروٹ چاٹ کا باؤل نکالتے ہوئے اس نے آنٹی سے تصدیق چاہی۔

بلکل بیٹا تمہارا اپنا گھر ہے یہ آمنہ تو ایسے ہی بولتی رہتی ہے۔۔ سلاد سیٹ کرتے ہوئے آنٹی نے پر شفقت لہجے میں کہا۔

ویسے آنٹی یہ اپکی سگی بیٹی ہے ناں قسم سے اتنی چڑچڑی اور بداخلاق ہے کہیں سے بھی آپکی بیٹی نہیں لگتی۔شرارے آمیز نظروں سے آمنہ کی طرف دیکھتے ہوئے اسنے آنٹی سے پوچھا۔

ارے نہیں بیٹا یہ ہمیشہ سے ایسی نہیں تھی بس حادثہ ہی ایسا ہوا کہ میری بچی کی ہنسی ہی کھو گئی۔اللہ غارت کرے اس عثمان کو میری بیٹی کی زندگی برباد کردی۔امی جذباتی ہوگئی تھیں آمنہ اور عمر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دونوں کی اپنے اپنے بے ساختہ قہقہے کا گلا گھونٹ کر رہ گئے۔

ارے ہاں آنٹی میں تو بتانا ہی بھول گیا اگلے مہینے میری بڑی باجی کی شادی ہے۔عمر نے بات بدلی۔

ہاں بیٹا بتایا تھا تم نے۔تاریخ طے ہوگئی کیا؟

نہیں آنٹی۔باجی کہتی ہیں کہ جب تک میں نہیں ہوں گا تاریخ طے نہیں ہوگی اسلیے سب میرا انتظار کررہے ہیں۔وہیں کھڑے کھڑے فروٹ چاٹ کھاتے

ہوئے اسنے بتایا۔

اچھا اللہ مبارک کرے تمہارا کب جانا ہوگا؟

بس آنٹی پرسوں سے چھٹیاں شروع ہوجائیں گی اور میں پرسوں ہی نکل جاؤں گا گھر کیلیے۔اس کے جواب پر آمنہ نے ذرا سی گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا۔ وہ بڑے مگن انداز میں فروٹ چاٹ کیساتھ انصاف کررہا تھا۔

آنٹی میں سوچ رہا تھا کہ باجی اور باقی بہن بھائیوں کیلیے کچھ تحفے لے لوں۔

ہاں بیٹا تحفے تو ضرور خریدو اور جس بہن کی شادی ہے اسکے لیے تو بہت سی چیزیں خریدنا۔آنٹی نے کہا۔آمنہ اب پتیلی ڈھک کر کاؤنٹر سے ٹیک لگا کے کھڑی ہوگئی۔

ہاں سوچا تو یہی ہے آنٹی مگر مجھے کیا پتہ خواتین کی شاپنگ کا۔آپ چلیں ناں پلیز میرے ساتھ۔وہ لجاجت آمیز لہجے میں بولا تو آمنہ نے اسے غصے سے گھورا، گویا اسکی دی گئی آفر کی کوئی ویلیو ہی نہ تھی۔

ہاں ہاں بیٹا کیوں نہیں ضرور چلوں گی میں۔آنٹی نے سلاد فریج میں رکھتے ہوئے کہا۔آمنہ باورچی خانے سے باہر چلی گئی۔

آنٹی پھر کل چلیں گی آپ میرے ساتھ شاپنگ پہ؟ عمر نے اسے نظر انداز کرکے پوچھا۔

ہاں ٹھیک ہے بیٹا۔کل شام کو چلیں گے۔مجھے بھی کچھ خریداری کرنی ہے لگے ہاتھ وہ بھی کرلوں گی۔آمنہ اب روٹیاں ڈال لو میں ذرا کمر سیدھی کرلوں۔ انہوں نے باورچی خانے سے باہر نکلتے ہوئے بآواز بلند آمنہ کو ہدایت دی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔آمنہ شاید اپنے کمرے میں تھی۔عمر فروٹ چاٹ کا باؤل خالی کرچکا تھا سو سنک پر اسے دھو کر اسٹینڈ میں رکھا اور باورچی خانے سے باہر نکل ہی رہا تھا کہ سامنے سے آتی آمنہ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

تم چشمہ کیوں نہیں لگاتے اندھے۔وہ شرر بار نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے سخت لہجے میں بولی۔

تم مجھے دیکھ کر اتنی محو کیوں ہوجاتی ہو کہ گردونواح کی ہوش ہی نہیں رہتی؟ اس نے اپنے مخصوص چڑانے والے انداز میں کہا۔

عمر بدتمیزی مت کیا کرو ہر وقت۔۔ غصیلے لہجے میں کہتے ہوئے باورچی خانے میں داخل ہوکر فریج کی طرف بڑھے۔

کبھی کبھی کرلیا کروں؟ عمر نے نہایت تمیز سے پوچھا

کیا؟ اسنے پلٹ کر پیشانی پر بل ڈالے۔

بدتمیزی۔مسکراہٹ ہونٹوں میں دبائے اسنے شریر لہجے میں پوچھا۔آمنہ بھنبھناتی ہوئی پلٹی اور فریج سے آٹا نکال کر کاؤنٹر پر رکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنا غصہ کیسے کرلیتی ہو تم؟ اسنے سینے پہ بازو لپیٹتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

تمہیں کیا ؟ تم جاؤ امی کے ساتھ شاپنگ کے پلان ڈیسائیڈ کرو۔وہ سخت برا منہ بنا کر بولی تو وہ کھل کر ہنسا۔۔

تم بھی چلو ناں؟

جی نہیں میرے پاس بلکل فالتو وقت نہیں ہوتا۔اس نے جھلسے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

ارے اس دن تو بہت فراخدلی سے کہہ رہی تھیں کہ میں چلوں گی ناں تمہارے ساتھ شاپنگ کرنے۔وہ اسکے لہجے کی نقل اتار کر بولا۔

ہاں اس دن میرا موڈ اچھا تھا اسلیے کہہ دیا تھا اب موڈ خراب ہے اسلیے اپنی آفر واپس لیتی ہوں۔اسنے چولہا جلا کر اس پہ توا رکھتے ہوئے جواب دیا۔

کسی دن اچھے موڈ میں مجھے آئی لو یو بول کر اگلے دن برے موڈ کے باعث واپس نہ لے لینا۔وہ برجستگی سے بولا تو آمنہ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پلٹ کر ہاتھ میں پکڑا چمٹا اسکی کہنی پر رسید کیا۔

بدتمیز گدھے۔۔فضول انسان۔وہ جو منہ میں آیا بولے گئی۔

خدا کی قسم بڑی کوفت ہوگی مجھے۔۔ اسنے چوٹ کھائی بازو کو مسلتے ہوئے ڈھٹائی سے ہنس کر اپنی بات مکمل کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بکواس مت کرو۔اور جاؤ یہاں سے بیکار میں ٹائیں ٹائیں کرکے میرا دماغ مت کھاؤ۔وہ جلے بھنے لہجے میں بولی۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے میرے یہاں کھڑے رہنے سے بھئی۔تم روٹیاں پکاؤ میں ذرا مشاہدہ کروں گا اور پھر اپنے بچوں کو بتاؤں گا کہ روٹیاں کیسے پکتی ہیں اور انہیں وصیت کرجاوں گا کہ وہ بھی اپنے بچوں کو ضرور بتائیں۔

بہت ہی بھونڈا مذاق تھا یہ۔مگر میں اخلاقاً ہنسوں گی ضرور۔وہ ہونٹ پھیلا کر طنزیہ لہجے میں بولی اور پھر زوردار قہقہہ بھی لگایا۔

کس قدر پھوہڑ پن سے ہنستی ہو تم۔استغفر اللہ۔عمر نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

شٹ اپ اور جاؤ یہاں سے اب کیا مستقل میرے سر پر سوار رہو گے۔آمنہ نے پلٹ کر آٹے کا پیڑہ بناتے ہوئے کہا،لہجہ اچھا نہیں تھا۔

خدا ہی پناہ کتنی دور کھڑا ہوں تم سے۔

عمر۔

مادام۔

دفع ہو جاؤ پلیز۔

تمیز سے کہو ناں۔

محترم عمر کیا آپ براہ کرم یہاں سے دفع ہونا پسند کریں گے؟ اسکے لہجے میں جھلاہٹ کا عنصر غالب تھا۔عمر بے اختیار ہنسنے لگا۔

ہورہا ہوں دفع اے بے مروت لڑکی۔مجھے پلیز میرے کمرے میں کھانا دے جانا۔وہ جانے کیلیے پلٹا۔

او ہیلو میں کوئی نہیں تمہارے کمرے میں کھانا پہنچا رہی۔دس منٹ بعد خود ہی نیچے آجانا۔وہ بے مروتی سے بولی۔

میں تمہارا مہمان ہوں اور تین دن بعد جانے والا ہوں اسلیے کچھ تو خیال کرو۔

واپس بھی تو یہیں آوَگے۔آمنہ نے سڑے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے روٹی توے پر ڈالی۔

کیا پتہ آؤں یا نہ آؤں۔

کیوں کیا جاب چھوڑنے کا ارادہ ہے؟ اس نے استہزائیہ لہجے میں پوچھا۔

ہوں۔۔دیکھو۔اس نے مبہم سے اندازیں کہا اور پھر یکدم جون بدل کر بولا۔۔اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ آخری آخری دن ہیں میرے تمہارے گھر میں سو خاطر مدارات کرلو۔کیا پتہ دوبارہ کبھی ایسے زندہ دل انسان سے ملاقات ہو یا نہ ہو۔

توے سے روٹی اتار کر ہاٹ پاٹ میں رکھتے ہوئے آمنہ نے بہت غور سے اسکی

طرف دیکھا۔

تم واقعی جاب چھوڑنے کا سوچ رہے ہو؟ اس نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

ہاں سوچا تو ہے،۔۔

کیوں؟ اتنی اچھی جاب ہے تمہاری اتنی محنت کی ہے تم نے اس جاب کو حاصل کرنے کیلیے۔وہ جذباتیت سے بولی۔

ہاں مگر تم میری وجہ سے بہت ناخوش رہتی ہو اور میری پرابلم یہ ہے کہ میں اکیلا رہ نہیں سکتا اسلیے جاب چھوڑ کر واپس اپنے شہر جانے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔وہ بہت سنجیدہ سی صورت بنائے بولا۔

ایسی بات بلکل نہیں ہے عمر۔میں۔۔میں کیوں ناخوش ہوں گی تمہاری موجودگی سے اور مجھے تمہارے یہاں رہنے سے کوئی پرابلم نہیں ہے بائے گاڈ۔۔۔تم۔۔ تم اپنی جاب مت چھوڑو پلیز۔وہ روہانسی ہوگئی تھی۔

تو کیا واقعی تمہیں میرے یہاں رہنے سے کوئی پرابلم نہیں ہے؟ عمر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

بالکل بھی نہیں۔۔اور اگر تمہیں ایسا لگا تو آئم سوری تم پلیز میری وجہ سے اپنی جاب نہ چھوڑو۔اسکی آنکھوں سے آنسو چھلک آئے تھے۔

اوکے تھینک یو آمنہ۔تم نے میرے دل سے بہت بڑا بوجھ ہٹا دیا۔۔ ہلکی سی

مسکراہٹ کے ساتھ کہہ کر وہ باورچی خانے سے چلا گیا۔آمنہ کا دل شدت سے گداز ہورہا تھا اسے رہ رہ کر عمر کے ساتھ اپنا برا رویہ یاد آرہا تھا، وہ روٹیاں پکاتے ہوئے مسلسل سوں سوں کرتی رہی۔اس نے دل ہی دل میں تہیہ کرلیا تھا کہ اب وہ عمر کے ساتھ کبھی بد اخلاقی سے پیش نہ آئے گی، وہ انکے گھر مہمان ہے اور وہ اسے مہمان کی طرح ہی ٹریٹ کرے گی، مکمل عزت و احترام سے۔روٹیاں پکانے کے بعد اس نے پہلے امی کے کمرے میں جھانکا وہ کمر سیدھی کرنے لیٹی تھیں اور گہری نیند سوچکی تھیں۔ابو اور شایان کے آنے میں بھی ابھی دیر تھی اور ارشد اپنے کسی دوست کے گھر گیا ہوا تھا۔اس نے ٹرے میں کھانا سیٹ کیا اور اوپری منزل پر چلی آئی۔عمر کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ سامنے ہی کھانے کی میز پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔آہٹ پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔آمنہ نے نہایت سنجیدگی سے ٹرے میز پر رکھی اور جانے کو پلٹی۔

سنو آمنہ۔اسنے اسے پکارا تو وہ رک کر مڑی۔

جی ۔۔

تمہارا منہ کیوں پھولا ہوا ہے؟وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔

نہیں ایسا کچھ نہیں مگر مجھے اپنے رویے کی بدصورتی کا شدت سے احساس ہے

اور اب میں کبھی بھی آپکے ساتھ بداخلاقی سے پیش نہیں آؤں گی آپ ہمارے مہمان ہیں آپکے آرام کا خیال رکھنا ہمارا فرض۔۔ وہ سر جھکا کر ندامت بھرے لہجے میں بولی گئی۔عمر نے قدرے حیرت سے اسکی طرف دیکھا اور پھر بے اختیار مسکرایا۔

واہ بھئی عمر تمہاری ایکٹنگ سے تو بڑے بڑے خطرناک لوگ بھی متاثر ہوجاتے ہیں۔وہ چہکتے ہوئے بولا تو آمنہ نے ایک جھٹکے سے اپنا جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا۔

واٹ ایکٹنگ۔تو وہ ایکٹنگ تھی؟ اس نے آنکھیں پھیلا کر پوچھا۔

جناب۔عمر نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا، آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں۔

تم نے مجھے بے وقوف بنایا تھا؟ وہ خطرناک تاثرات لیے پوچھ رہی تھی۔

بے وقوف بنایا کا کیا مطلب۔۔

تم۔۔۔تم ایک ایڈیٹ ہو بہت بڑے ایڈیٹ۔میں تمہیں قتل کردوں گی۔اس نے جھک کر بستر سے تکیہ اٹھایا اور اسکی طرف کھینچ مارا جو کہ اس نے بآسانی کیچ کرلیا تھا۔

اب تو میں تمہیں ایک منٹ اپنے گھر میں نہیں رہنے دوں گی ابھی نکلو یہاں سے بڑے آئے تم شہنشاہ جذبات، تمہاری ساری اداکارانہ صلاحیتیں میں نکالتی ہوں۔وہ گلدان اٹھا کر اسکی طرف جھپٹی اور وہ کترا کر بھاگتا ہوا کمرے سے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Arsdnd|Articles|Books|Poetry|Interviews

باہر نکل گیا۔وہ اسکے پیچھے پیچھے تھی عمر اوپری منزل کی سیڑھیوں کی جانب بھاگا، آمنہ غصے سے پاگل ہوئی جارہی تھی وہ اسکے پیچھے سیڑھیوں کی طرف جھپٹی ،اس طرف کافی اندھیرا تھا سو وہ یہ نہ دیکھ سکی کہ عمر تو سیڑھیاں چڑھنے کی بجائے سیڑھیوں کے نیچے والے کباڑ خانے میں چھپ گیا تھا وہ سیڑھیوں پر تیزی سے چڑھی اور اندھیرے کے باعث لڑکھڑا گئی۔اسکی ہلکی سی چیخ سن کر عمر سیڑھیوں کی جانب لپکا۔آمنہ کے ہاتھ سے گلدان چھوٹ کر گر پڑا اور وہ توازن برقرار نہ رکھ سکنے کے باعث گرنے کے قریب تھی کہ عمر نے اسے سنبھال لیا۔

دھیان سے آمنہ۔ابھی گرجاتیں تو کتنی سخت چوٹ لگ جاتی تمہیں۔وہ فکر مندی سے بولا تھا۔نیم تاریکی میں وہ ایک دوسرے کی صورتیں واضح نہ دیکھ پارہے تھے مگر اک عجیب سا انوکھا احساس جو اس سمے ان دونوں پر اترا تھا وہ اس نیم تاریک ماحول میں بھی بڑا واضح تھا۔عمر کے ہاتھوں کا لمس اسکے بازو پر تھا اور وہ زندگی میں پہلی بار کسی اجنبی مرد کی قربت کو محسوس کررہی تھی، یہ احساس بہت نیا تھا۔عمر بھی جانے کیوں بہت خاموش تھا اور اسکی نظریں اس ملگجی تاریکی میں بھی آمنہ کے چہرے پہ نجانے کیا کھوج رہی تھیں۔بڑا ہی ساحر لمحہ تھا وہ کہ یکدم آمنہ نے اسکی گرفت سے اپنی کلائیاں چھڑوائیں اور بھاگتی ہوئی منظر سے ہٹ گئی۔۔عمر وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔۔

وہ تین سیکنڈ کا لمحہ اس سمے اسے اپنی پوری زندگی پر بھاری لگا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے کمرے میں آکر وہ بہت دیر تک کچھ عجیب سے احساسات میں گھری رہی۔دل کسی اور ہی لے پر دھڑک رہا تھا۔سرشاری سی سرشاری تھی، بے چینی تھی، چبھن تھی۔۔جانے کیا تھا مگر جو بھی تھا بہت پر لطف تھا۔وہ اس لطیف سی کیفیت کو انجوائے کرنے لگی۔ایک مختصر سا لمحہ اسے جیسے جھنجھوڑ گیا تھا۔۔وہ لمحہ کہ جب عمر اسکے قریب تھا، اسکے لباس سے اٹھتی سوفٹ سی مہک اسے اب تک اپنے آس پاس محسوس ہورہی تھی۔

وہ تو زندگی کو جینا ہی بھول گئی تھی اس جادوئی لمس نے اسے جیسے زندہ کردیا تھا۔آمنہ کے لیے یہ احساس بلکل نیا تھا، اس نے بچپن سے عثمان کو چپکے چپکے چاہا تھا مگر اس سے بات چیت نہ ہونے کے برابر تھی اور قرب کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔وہ اسے چاہتی تھی بہت چاہتی تھی ،اسکے متعلق سوچا کرتی تھی مگر یہ جو آج کی کیفیت تھی یہ تو کچھ عجب ہی تھی۔عمر اسکی زندگی میں آنے والا وہ مرد تھا جس سے شروع شروع میں وہ شدید چڑتی تھی آہستہ آہستہ وہ اسکی باتوں سے محظوظ ہونے لگی پھر دوستی ہوئی اور جب سجیلہ کی مہندی کے روز وہ اس کا ہمدرد و درد آشنا بن کر اسکی دلجوئی کرنے آیا تو آمنہ سرفراز کے دل کی دنیا بدلنے لگی تھی۔۔۔وہ اس تبدیلی کو خود بھی سمجھ نہ پارہی تھی مگر یہ ایک چھوٹا سا لمحہ اسے سب کچھ سمجھا گیا تھا۔۔وہ عمر فاروق کی محبت میں مبتلا ہوگئی تھی اور یہ وہ سچ تھا جس کا ادراک اسکے لیے حیران کن بھی تھا اور

خوش کن بھی۔۔۔وہ بھول گئی تھی کہ وہ ایک طلاق یافتہ لڑکی ہے اور اسے کسی غیر شادی شدہ مرد سے محبت کرنے کا حق یہ معاشرہ نہیں دیتا۔۔یاد تھا تو بس یہ کہ بظاہر غیر سنجیدہ نظر آنے والا عمر در حقیقت ایک بہت پیارے اور حساس دل کا مالک تھا اور اسکی فکر کرتا تھا۔۔وہ اس سے بہت مانوس ہوچکی تھی اور یہ مانوسیت در حقیقت محبت تھی یہ جان کر اسے بے حد خوشی محسوس ہوئی تھی۔وہ مسکرائے گئی۔۔یہ جانے اور سوچ بغیر کہ جس سے وہ محبت کرتی ہے، وہ بھی اس سے پیار کرتا ہے یا نہیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ شکل پہ بارہ کیوں بجائے ہوئے ہیں تو نے؟ وہ اپنے آفس کے کولیگ اور دوست شبیر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور اسکے چہرے پر تفکرات کا جال بچھا ہوا تھا۔گھر میں جی گھبرایا تو اسنے شبیر کو فون کرکے ایک ریسٹورنٹ میں بلوالیا تھا اور خود بھی وہیں چلا آیا۔

یار میں بڑی الجھن میں ہوں۔اس نے اپنے الجھے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔ اسکے لہجے میں سنجیدگی محسوس کرکے شبیر بھی سنجیدہ ہوگیا۔

کاہے کی الجھن؟ خیریت تو ہے؟

مجھے محبت ہوگئی ہے۔اس نے بیچارگی سے کہا۔

ارے ہاہاہا واہ بھئی مبارک ہو اتنی اچھی خبر ایسے قبرستانی تاثرات کے ساتھ

کیوں سنا رہا ہے بھائی؟ شبیر کھل کر ہنسا تھا۔

کیونکہ مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ مجھے خوش ہونا چاہیے یا نہیں۔

آف کورس خوش ہونا چاہیے یار، محبت تو نام ہی خوشی کا ہے۔

مگر میرے ساتھ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا کبھی کسی لڑکی نے میرے دل کے تار نہیں چھوئے کبھی کوئی لڑکی میرے حواسوں پر اس بری طرح سوار نہیں ہوئی جیسے وہ۔۔۔وہ بولتے بولتے رک کر اپنی پیشانی مسلنے لگا۔

کم آن عمر محبت تو ایک ہی بار ہوتی ہے روز روز تو نہیں ہوتی۔

ہاں مگر میں کبھی محبت کرنا نہیں چاہتا تھا۔

محبت کرنا تو کوئی بھی نہیں چاہتا بھائی کس پاگل کو شوق ہوگا کہ جانتے بوجھتے ایک روگ پال لے۔بس یہ تو ہوجاتی ہے۔اچانک سے ،، کسی عام سے لمحے میں کسی عام سے انسان سے۔شبیر نے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

ہوں۔۔۔عمر نے ہنکارا بھرا اور عینک اتار کے آنکھیں مسلیں۔

ویسے ہے کون وہ محترمہ جنہوں نے عمر کے دل کے تار چھوئے۔۔چند لمحوں بعد شبیر نے شرارتی لہجے میں پوچھا۔

آمنہ۔اس نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

وہی ڈریگن صفت لڑکی؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں۔

ہاہاہا مجھے پہلے ہی اندازہ تھا۔

کیا مطلب؟

مطلب جس طرح تو ہر وقت اسکا تذکرہ کرتا رہتا تھا اس سے مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ تو اس میں ضرورت سے زیادہ دلچسپی لے رہا ہے۔

ہاں۔

اچھا اب پریشانی کی کیا بات ہے؟ تم اسے بتادو کہ تم اسکے لیے کیا جذبات رکھتے ہو اور گھر جاکر اپنی امی کو کہو کہ تمہاری شادی کی بھی تیاریاں شروع کردیں۔شبیر نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا۔

یار کیا ہوگیا ہے تمہیں ، اتنی جلدی فیصلے نہیں کیے جاتے۔۔

کیا مطلب اب اور کیا سوچنا ہے۔تمہیں ایک لڑکی سے محبت ہے تو تم اس سے شادی ہی کروگے ناں، متنبی تو نہیں کروگے اسے۔

یار شادی تک کہاں پہنچ گیا ہے تو۔

عمر تم اتنے کنفیوزڈ کیوں ہو؟ کیا تمہیں آمنہ سے محبت نہیں ہے؟

ہے یار محبت تو ہے۔۔اور یہی میری کنفیوژن کی وجہ ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر کیوں؟

کیونکہ میں اپنی امی کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کوئی پسند ہے۔

ہیں مگر کیوں؟

کیونکہ میں نے بہت پہلے ان کو یہ اختیار دے دیا تھا کہ وہ میرے لیے خود لڑکی پسند کریں۔

ارے میرے بھائی تو اس میں کیا ہے تمہاری باجی کی شادی آرہی ہے ناں تم اس میں آمنہ کی فیملی کو بھی مدعو کرنا اور پھر یہ تمہاری عقلمندی پہ منحصر ہے کہ تمہاری امی کو آمنہ پسند آجائے۔شبیر نے چٹکی بجاتے حل پیش کیا۔

ہوں۔۔عمر سوچ میں پڑ گیا۔ہے تو وہ پیاری اور بڑی سنجیدہ سی ہے امی کو سنجیدہ مزاج لڑکیاں ہی پسند ہیں میرے خیال میں امی کو وہ پسند آجائے گی۔

بس پھر ساری سوچوں کو جھٹک دے اور اسے جاکر بتا کہ تو اس سے محبت کرتا ہے۔شبیر نے اسکا ہاتھ تھپتھپایا۔

ہوں۔۔اب کیا بتاؤں یار پرسوں تو میں گجرانوالہ جارہا ہوں۔۔

یار اتنی سی بات بتانے میں کونسا سال لگتا ہے۔مجھے لگتا ہے تیری نیت میں کھوٹ ہے سالے۔شبیر نے اسے مشکوک نظروں سے گھورا

استغفر اللہ یار کیسی باتیں کررہا ہے۔میں دل سے آمنہ کی عزت کرتا ہوں وہ

بہت نیک لڑکی ہے۔

وہ تو نیک ہی ہوگی مگر تو ، تو نیک نہیں ہے

میرا کونسا تھانے میں نام لکھا ہوا ہے یار۔

یہ بات نہیں ہے مگر تو ہر دوسری لڑکی سے بے تکلف ہوتا ہے فلرٹ کرتا ہے تو یہ کوئی نیکی کی علامت تو نہیں ہے ناں۔۔ شبیر نے صاف گوئی سے کہا۔

یار فلرٹ تو سب کرتے ہیں اور لڑکیوں سے دوستی کرنا کوئی غلط بات نہیں۔ اور تیری اطلاع کیلیے عرض ہے کہ میں نے کبھی کسی شریف لڑکی کے ساتھ فلرٹ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی حدود کراس کی ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس بس میرے عصمت مآب دوست زیادہ صفائیاں نہ دے۔میرے کہنے کا مطلب صرف اتنا تھا کہ تو ہے ہری چگ ٹائپ بندہ تو کسی لڑکی کیساتھ سیریس ہوجائے یہ ذرا مشکل ہی لگتا ہے۔شبیر آج صاف گوئی کی حدیں پار کررہا تھا۔

بات تو تیری ٹھیک ہے مگر یہ سچ ہے کہ میں آمنہ کے ساتھ بہت سیریس ہوں یار میری اتنی لڑکیوں سے دوستی رہ چکی ہے ایک سے ایک طرح دار لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر گپ شپ کرنا لنچ ڈنر کرنا ہاتھ پہ ہاتھ مارنا بڑی نارمل سی بات تھی یونیورسٹی میں اور فیملی فنکشنز میں کزنز کے ساتھ بھی مگر ۔۔۔آمنہ کا لمس مجھے اندر تک جھنجھوڑ گیا ہے۔تین سیکنڈ کیلیے اسکا بازو تھاما میں

نے اور وہ تین سیکنڈ میری زندگی پر بھاری پڑ گئے۔سب لڑکیوں کی ہم نشینی ان تین سیکنڈز کی قربت کے سامنے زیرو ہوگئی۔میں ایک ٹرانس میں ہوں یار اور اس ٹرانس سے نکلنا چاہتا بھی نہیں ہوں۔وہ کسی غیر مرئی نقطے پر نظریں جمائے کھوئے کھوئے لہجے میں بول رہا تھا۔

میرے خیال میں تو خود کو تھوڑا وقت دے۔

نہیں۔۔میں آمنہ کو بتادوں گا آج ہی بتادوں گا۔میں اپنی محبت کو چھپا کے نہیں رکھ سکتا اب۔اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تھا۔شبیر کچھ نہ بولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوں۔۔۔اسکی بات سن کر فرزانہ نے ایک طویل ہنکارا بھرا۔۔وہ دونوں آج انسٹیٹیوٹ سے نکل کر مرکز چلی آئی تھیں اور اس وقت ریسٹورنٹ میں آمنے سامنے بیٹھی تھیں انکے سامنے رکھی پیالیوں سے بھاپ اڑ کر فضا میں تحلیل ہورہی تھی۔

کیا سوچنے لگی تم؟ اسکی خاموشی کو محسوس کرکے آمنہ نے پوچھا۔

میں سوچ رہی ہوں کہ کیا کہوں۔

کیا مطلب کیا تمہیں یہ سن کر خوشی نہیں ہوئی؟

خوشی کی بات تو نہیں ہے آمنہ۔

مگر کیوں؟ آمنہ کو حیرت ہوئی۔

تاریکیوں میں چھپ چھپا کر شروع ہونے والی محبتیں بے راہ روی کی جانب پہلا قدم ہوتی ہیں۔فرزانہ نے سنجیدگی سے جواب دیا تو ایک لمحے کو آمنہ گنگ رہ گئی۔اس نے اس پہلو پہ تو سوچا ہی نہ تھا۔

مم۔۔مگر اس نے صرف مجھے گرنے سے بچایا تھا۔اسکی زبان لڑکھڑائی۔

بہتر تھا کہ وہ تمہیں سیڑھیوں سے گرنے دیتا۔فرزانہ نے چائے کا گھونٹ بھرا۔آمنہ دھک سے رہ گئی۔

تت۔۔تم یہ سمجھتی ہو کہ مجھے اس سے محبت نہیں ہے؟

محبت ہے تمہیں اس سے آمنہ بہت دنوں سے ہے اسی لیے تو ہر وقت تم اسکا تذکرہ کرتی رہتی تھی مگر محبت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ بے تکلفی سے گپ شپ کی جائے ہر وقت ایک دوسرے کے سر پہ سوار رہا جائے۔اور سوری ٹو سے آمنہ مگر تمہاری عمر کے ساتھ حد سے بڑھی بے تکلفی کوئی اچھی بات تو بہرحال نہیں ہے۔فرزانہ نے صاف گوئی سے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

کسی سے محبت کرنا گناہ ہے کیا فرزانہ؟

ہرگز نہیں میری جان مگر اس بات کا دھیان رکھنا کہ وہ محبت ہی رہے شہوت نہ بن جائے۔فرزانہ نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

رات کے دو بجے کا عمل تھا وہ بہت دیر سے فرزانہ کی کہی باتوں کے متعلق سوچ رہی تھی۔وہ ذاتی طور پر کافی محتاط لڑکی تھی مگر جانے کب کیسے وہ عمر کے ساتھ اتنی بے تکلف ہوگئی تھی۔اور اسے امی ابو پر بھی حیرت تھی جنھوں نے اسے کبھی نہ ٹوکا تھا، وہ اکیلی اسکے کمرے میں کبھی کھانا دینے تو کبھی کسی بھی کام سے چلی جایا کرتی اور امی کو کبھی تشویش نہ ہوئی تھی۔نجانے یہ اپنائیت جتانے کا کونسا انداز تھا۔عمر کی محبت ایک حقیقت سہی مگر وہ اب اس سے پہلے جیسی بے تکلفی نہ برتے گی۔گفتگو میں از حد محتاط رہے گی۔اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا اور چائے بنانے کی غرض سے کچن میں چلی آئی۔گھر کے سب افراد سورہے تھے ، ہر طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا۔اس نے بہت احتیاط سے بغیر آواز کیے چولہے پر پانی ابلنے کیلیے رکھا اور کیبنٹ کھول کر چینی اور پتی کے ڈبے نکالنے لگی۔

آہم۔۔ہلکے سے کھنکھارنے کی آواز پر وہ بے تحاشا چونک کر مڑی اور پھر باورچی خانے کے دروازے میں کھڑے عمر کو دیکھ کر میکانکی انداز میں چادر کا پلو سر پر رکھ لیا۔رات کے اس پہر سیاہ ٹراؤزر پر سیاہ کھلا سا سویٹر پہنے آنکھوں پہ چشمہ لگائے وہ بہت سنجیدہ سا نظر آرہا تھا۔آمنہ نے رخ موڑ لیا۔

ایک کپ چائے مجھے بھی ملے گی؟ باورچی خانے کے اندر آتے ہوئے اس نے آہستہ آواز میں پوچھا۔

جی۔اس نے دیگچی میں مزید پانی ڈال دیا۔

آمنہ مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔وہ کاؤنٹر کے پاس آن رکا تھا۔آمنہ کی نظریں دیگچی پر تھی۔

جی؟

سمجھ نہیں آرہی کیسے کہوں۔۔ایکچوئیلی میرے ساتھ ایسی سچویشن کبھی نہیں بنی۔ ایک لاپرواہ سا انسان ہوں۔فلرٹی بھی ہوں۔ہمیشہ سے میری لڑکیوں سے بہت جلدی دوستی ہوجاتی ہے۔کزنز کے ساتھ بھی بہت بے تکلفی ہے اور یونیورسٹی میں بھی بہت سے لڑکیاں تھیں جن کے ساتھ بہت دوستی تھی ادھر آفس میں بھی کولیگز کے ساتھ کافی۔۔دوستی ہے۔۔مگر کبھی کسی لڑکی نے میرے دل کے تاروں کو یوں نہیں چھوا جیسے تم۔۔یار مجھے ایسی باتیں کرنے کا بلکل تجربہ نہیں ہے۔مجھے تم سے محبت ہوگئی ہے سمپل از دیٹ۔کچھ اٹک اٹک کر بولتے ہوئے اسنے بلآخر لٹھ مار انداز میں اپنے دل کا حال سنا ڈالا تو آمنہ کے دل نے بے اختیار ایک بیٹ مس کی۔

آمنہ اس مختصر سے لمحے نے مجھ پر یہ انکشاف کیا کہ میں تمہاری محبت میں کس قدر ڈوب چکا ہوں۔

تاریکیوں میں چھپ چھپا کر شروع ہونے والی محبتیں بے راہ روی کی جانب پہلا قدم ہوتی ہیں۔اس نے بے اختیار ہی فرزانہ کا کہا جملہ دہرایا۔

کیا کہہ رہی ہو آمنہ میں تو اب تک اس دلکش لمحے کے حصار سے باہر نہیں آ سکا آمنہ اور تم کہتی ہو کہ وہ بے راہ روی تھی۔آخر کیسی بے راہ روی محبت کرنا بے راہ روی کیسے ہے آمنہ؟ وہ الجھن آمیز انداز میں پوچھ رہا تھا۔

محبت بھی شرم و حیا کے دائرے سے باہر نہیں ہونی چاہیے ورنہ محبت کو شہوت میں بدلتے دیر نہیں لگتی۔میں تمہیں نہیں خود کو قصور وار گردانتی ہوں کہ میں تم سے بے تکلف ہوئی یہ مجھے زیب نہیں دیتا تھا۔وہ سنجیدگی کہیں دور خلاء میں تکتے ہوئے بولی۔سیاہ چادر کا پلو اسکے آدھے چہرے کو عمر کی نظروں سے چھپا رہا تھا۔

بے تکلف ہونا بری بات تو نہیں آمنہ۔میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے درمیان یہ بے تکلفی کبھی حدود سے باہر نکلی ہو۔

یہ ممکن تو تھا ناں۔۔اس نے قصداً بات ادھوری چھوڑی۔

ہاں مگر۔۔

اگر مگر کچھ نہیں عمر۔۔انسانیت کی بقاء صرف اور صرف پابندیوں میں ہے۔ لبرل ازم آزاد خیالی یہ سب بے راہ روی کے ماڈرن نام ہیں۔اور بس۔وہ اپنی بات مکمل کرکے پلٹ گئی تھی۔عمر اسے آواز بھی نہ دے سکا تھا کہ وہ بات تو حرف بہ حرف سچ کہہ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تو پوری مولون بن گئی ہے یار۔میں اس سے اظہار محبت کررہا تھا اور وہ مجھے آگے سے بے راہ روی پر لیکچر دے کے چلی گئی۔وہ سخت جھنجھلاہٹ کے عالم میں شبیر سے ویڈیو کال پر بات کررہا تھا۔

ریلیکس یار! تم خود ہی کہتے ہو کہ وہ اچھی لڑکی ہے تو اچھی لڑکیاں تو ایسی ہی ہوتی ہیں۔۔ شبیر نے محظوظ ہونے والے انداز میں جواب دیا۔

اچھی لڑکی۔۔وہ بری طرح جھلایا ہوا تھا۔

کیا پتہ اس نے حال ہی میں جنت کے پتے پڑھا ہو اور اب جلد ہی وہ نقاب بھی کرنا شروع کردے۔۔ شبیر نے ہنس کر کہا۔

پلیز۔۔۔نقاب والی گرل فرینڈ کا سوچ کر بھی ہول اٹھتے ہیں۔عمر نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

اور اگر گرل فرینڈ بیوی بن جائے ؟

بیوی کی بات الگ ہوتی ہے۔وہ تو آپکی عزت ہوتی ہے۔

تو کیا تم آمنہ کی عزت نہیں کرتے؟

کرتا ہوں یار مگر۔۔۔

اگر مگر کیا عمر تو یہ اچھی طرح ڈیسائیڈ کرلے کہ تو آمنہ کے ساتھ صرف افئیر انجوائے کرنا چاہتا ہے یا شادی کرنے کا ارادہ ہے تیرا اس سے؟ شبیر نے

سنجیدگی سے پوچھا۔

یار میں اس سے شادی ہی کرنا چاہتا ہوں مگر میں محبت کے اس خوبصورت دور کو تھوڑا انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔جس سے محبت ہوتی ہے اس سے بات چیت کرنا اسکے ساتھ وقت گزارنا سب کو اچھا لگتا ہے اٹس نیچرل۔۔

یار یہ سب صرف بے راہ روی ہی ہے۔ایک بار شادی کرلو اسکے بعد عمر بھر باتیں کرتے رہنا اسکے ساتھ۔پتہ نہیں ہم لوگوں کو چور دروازے کیوں اچھے لگتے ہیں جب اللہ نے پراپر رشتے وضع کیے ہیں تو یہ خود ساختہ رشتے بنا کر چھپ چھپ کے انجوائے کرنے کا کیا مطلب ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یاررر۔

کیا یارر۔تو کوئی ٹین ایجر نہیں ہے کہ ابھی کچھ سال افئیر انجوائے کرے۔تو سیٹلڈ ہے اور تیری شادی کی عمر بھی ہے تو بس اب فیصلہ کر۔شبیر نے اب کی بار زرا سخت لہجے میں کہا تھا۔عمر کچھ نہ بولا۔

کہیں تیرے اس گریز کی وجہ اسکا طلاق یافتہ ہونا تو نہیں ہے؟ شبیر نے اسکی خاموشی کو محسوس کرکے پوچھا۔

کیسی باتیں کررہا ہے یار تو طلاق یافتہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔وہ بدک گیا

تو پھر فیصلہ کرنے میں اتنی تاخیر کیوں؟

یار امی نہیں مانیں گی۔بہت بہت شور مچائیں گی۔اور ایشو آمنہ کی طلاق کو ہی بنائیں گی۔اس نے اصل مسئلہ بیان کیا۔

یار اگر انسان اپنے موقف پہ ڈٹ جائے تو اسے کوئی ہرا نہیں سکتا اور یہ ذہن میں رکھنا کہ کمانے والے سیٹلڈ بیٹوں کی والدین کو ماننی ہی پڑتی ہے۔ہمارے یہاں اکثر مرد یہ بات سمجھتے نہیں والدین کے ایک بار کے انکار کو دائمی سمجھ کر ہار مان جاتے ہیں۔احمق۔شبیر نے کہا۔

تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد عمر نے بولا۔

ویری گڈ چل اب میں سونے لگا ہوں۔گڈ نائٹ۔

گڈ نائٹ۔عمر نے کال بند کرکے فون سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور سر کے نیچے بازو کا تکیہ بنا کر لیٹ گیا۔اسکے چہرے پر گہری سوچوں کا جال بچھا ہوا تھا۔

دوپہر میں امی عمر کے ہمراہ شاپنگ کیلیئے چلی گئیں۔وہ گھر میں اکیلی بور ہوتی رہی۔شایان آج صبح ہی اپنے دوستوں کے ہمراہ مری چلا گیا تھا اور شام کو ممکنہ طور پر عمر نے بھی چلے جانا تھا۔جانے کیوں اسکا دل ابھی سے اداس ہونے لگا تھا۔وہ اسکے اظہار محبت پر خوش بھی تھی مگر ساتھ ہی ساتھ وہ یہ تہیہ بھی کرچکی تھی کہ اب اس سے زیادہ بے تکلف نہ ہوگی۔

امی اور عمر لوٹے تب تک ابو بھی گھر آچکے تھے وہ سب بڑے کمرے میں جمع

ہوگئے ، آمنہ سب کے لیے چائے بنا لائی۔امی ابو کو شاپنگ دکھا رہی تھیں۔وہ بھی انکے پاس ہی آ بیٹھی۔امی عمر کی فیملی کیلیے بہت اچھی چیزیں لیکر آئی تھیں۔ وہ دل کھول کر تعریف کرتی رہی۔کچھ دیر بعد ابو اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے امی بھی آرام کی غرض سے اٹھ گئیں تو وہ جلدی سے اٹھ کرچائے کے برتن سمیٹنے لگی۔

تم مجھ سے کترا رہی ہو یا ناراض ہو؟ عمر نے ٹانگ پر رکھتے ہوئے پر اطمینان لہجے میں اس سے دریافت کیا۔آمنہ نے اسکی طرف دیکھا۔وہ بہت سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔اسنے سنجیدگی سے جواب دیا اور چائے کے برتن ٹرالی میں رکھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھو آمنہ اتنا عجیب بی ہیو مت کرو۔ٹھیک ہے کہ حد سے بڑھی ہوئی بے تکلفی غلط بات ہے مگر شرافت کے دائرے میں رہتے ہوئے تو میں تمہیں یہ بتا سکتا ہوں ناں کہ مجھے تم سے محبت ہے اور میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

اوکے۔اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا جواب دے تو بس یہی بول دیا۔عمر کی چشمے میں چھپی آنکھوں میں واضح جھنجلاہٹ کے آثار ابھرے تھے۔

واٹ اوکے؟ میں نے کیا تمہیں موسم کا حال بتایا ہے۔

تو اور کیا کہوں۔وہ نظریں جھکائے ہوئے تھی۔کتھئی رنگ کے جوڑے سے میچنگ چادر نماز کے انداز میں سر پر لپیٹ رکھی تھی۔

دو کا پہاڑا سنا دو۔وہ جل کر رہ گیا۔

پہاڑا کیا ہوتا ہے؟ اسنے حیرت سے پوچھا۔

تمہیں پہاڑے کا اچار ڈالنا ہے کیا، تم میری بات کا جواب دو بھئی سیدھی طرح۔وہ اب کی بار جھنجھلاہٹ کے عالم میں ذرا بلند آواز میں بولا۔

کونسی بات کا جواب دوں؟

اس بات کا کہ شتر مرغ سال میں کتنے انڈے دیتا ہے۔۔وہ جھلاہٹ کی آخری حدوں پر تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شتر مرغ سے پوچھو مجھے کیا پتہ۔وہ سر جھٹک کر بولی اور ٹرالی سمیت پلٹی۔

آمنہ پلیز۔۔میری محبت کے گلے پر اس طرح چھری مت پھیرو۔عمر کی آواز میں رو دینے کا عنصر غالب آگیا تھا۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

تم آخر اتنی مولون کیوں بن گئی ہو۔۔۔

میں جارہی ہوں۔

مجال ہے جو تم جاؤ گی۔وہ اٹھ کر اسکی راہ میں حائل ہوگیا تو آمنہ چند قدم پیچھے ہٹ گئی۔

جسٹ ایک بات بتا دو۔تمہیں میری محبت قبول ہے؟

جی۔اس نے نظریں جھکائے ہوئے جواب دیا۔

شادی کرو گی مجھ سے۔۔؟

جی۔

میری باجی کی شادی میں آؤ گی؟

کیوں؟

امی کو انکی ہونے والی بہو دکھانی ہے ناں۔وہ زرا شرارت آمیز لہجے میں بولا تو وہ جھینپ گئی۔

تم شرما رہی ہو؟

میں جارہی ہوں اب۔وہ اسکی سائیڈ سے ہو کر نکلی۔

ٹرالی چھوڑے جارہی ہو تم۔عمر نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

تم کچن میں چھوڑ دینا اور برتن بھی دھو دینا۔وہ دروازے کے پاس رک کر مڑی۔

میں گھر جارہا ہوں۔

ابھی؟

ہاں۔۔یکم جنوری کو واپس آؤں گا۔تم اپنا فون نمبر تو نہیں دو گی کیونکہ یہ تو بے راہ روی ہوجائے گی، ہے ناں مولون۔وہ مصنوعی خوفزدہ انداز میں بولا۔

بلکل۔اپنا خیال رکھنا۔

تم بھی اپنا خیال رکھنا۔یاد آؤ گی مجھے تم۔وہ مدھم لہجے میں بولا تھا۔

اب میں جاؤں؟ اس نے از حد سنجیدگی سے پوچھا تو عمر کے چہرے کے زاویے بگڑے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دو گھڑی رک جاؤ ناں۔جی بھر کر دیکھ ہی لوں تمہیں۔

شادی کے بعد یہ شوق پورا کرلینا۔وہ مسکرا کر پلٹی۔

یعنی پوری طرح مولون بن گئی ہو۔ہاہ۔۔ٹھیک ہے بھئی اب نکاح کے بعد ہی دیکھیں گے آپکا چہرہ۔۔

اوکے دیکھیں گے کتنا دم ہے آپ میں،مگر یاد رکھیے گا کہ ایک طلاق یافتہ لڑکی سے شادی کا فیصلہ کچھ آسان ثابت نہیں ہوگا۔اس نے حقیقت پسندی سے جواب دیا تو عمر ایک لحظے کو چپ رہ گیا۔

میں ایک ٹپیکل سا منافق اور بزدل مرد ضرور ہوں مگر میں کم ظرف نہیں

ہوں۔اور یہ تم دیکھ لینا۔اس نے چند ثانیے بعد مضبوط لہجے میں کہا۔آمنہ کو اسکے لہجے میں سچائیاں نظر آئی تھیں۔وہ ایک لمحے کی تاخیر کیے بغیر اسکی محبت کی صداقت پر ایمان لے آئی تھی۔

ہیو آ سیف جرنی۔اللہ حافظ۔وہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی کمرے سے چلی گئی تھی۔

اللہ حافظ۔عمر نے زیر لب دہرایا اور ہولے سے مسکرا دیا۔

یار وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے اور میں بس اتنا خوش ہوں کہ تجھے بتا نہیں سکتا۔۔۔وہ ڈائیو کے ذریعے گجرانوالہ جارہا تھا اور رستے میں اس نے شبیر کو کال ملا لی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیٹس گڈ۔شبیر نے کہا۔

یار وہ واقعی بہت اچھی لڑکی ہے اسکے خیالات یونیک ہیں اور میں اسکی باتوں سے ہمیشہ متاثر ہوا ہوں۔میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔اور اسکی سوچ کی یہ تبدیلی جسے میں تنگ نظری کہہ رہا تھا دراصل بلکہ درست ہے ، وہ ٹھیک کہتی ہے انسانیت کی بقاء پابندیوں میں ہی ہے۔

ویری گڈ بھئی۔تو پھر کب کررہے ہو شادی؟

انشاء اللہ بہت جلد۔اس نے پر یقین لہجے میں کہا۔

انشاء اللہ۔چل یار پھر بات ہوتی ہے مجھے ذرا ابھی ایک کام ہے تو پہنچ کر مجھے بتانا۔

چل ٹھیک ہے اوکے یار اللہ حافظ۔

اللہ حافظ۔دوسری جانب سے سلسلہ منقطع ہونے پر عمر نے فون کان سے ہٹایا اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔اسکے ذہن کے پردے پر صرف آمنہ کا عکس تھا ، اسکی باتیں اسکی بے تکلفی اور پھر اس کا شرمانا اسکا گریز برتنا، اسکی باتیں اسکی سوچ، معاشرے کے متعلق اسکے اندر بھرا زہر۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ بے اعتباریوں میں گھری ایک ستم ظریف لڑکی ہے، وہ اس کی محبت کو قبول کررہی تھی تو اسکا یہ فرض تھا کہ وہ اسکے لیے اسٹیپ لے گوکہ یہ مشکل تھا مگر عمر کے ذہن میں صرف ایک سوچ تھی کہ اسے آمنہ کا اعتبار ٹوٹنے نہیں دینا۔

امی میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔سعدیہ کے سسرال والے ابھی ابھی شادی کی تاریخ طے کرکے گئے تھے اور اب سب گھر والے بڑے کمرے میں بیٹھے سعدیہ کی شادی کی تیاریوں کے متعلق ڈسکشن میں مصروف تھے جب عمر نے امی کو مخاطب کیا۔گھر کے تمام نفوس خاموش ہوکر اسکی جانب دیکھنے لگے تھے۔

ہیں۔۔ادھر تیری بہن کی شادی کی بات ہورہی ہے اور تجھے اپنی مصیبت پڑ گئ

ہے کیسا خود غرض بھائی ہے تو عمر۔۔ امی نے اسے لتاڑا۔

اسمیں خود غرضی کی کیا بات ہے امی، اٹھائیس سال عمر ہے میری سیٹلڈ ہوں شادی کا فیصلہ اب نہیں کروں گا تو کیا دس سال بعد کروں گا۔اس نے ناگواری سے کہا۔

بس چار پیسے کیا کمانے لگ گیا بیوی کے خواب آنے لگے۔بہنوں کی فکر نہ ہوئی تجھے۔

امی ہے فکر اور کر تو رہا ہوں خرچ اور کیسے فکر شو کروں؟ وہ جھنجھلایا۔

جتا دے جتا دے جو چار پیسے لگائے۔

جتا نہیں رہا ہوں امی بتا رہا ہوں کہ میں خود غرض نہیں ہوں۔شادی کرنا میرا بھی حق ہے۔اسمیں خود غرضی کہاں سے آگئی۔یہی عمر ہوتی ہے شادی کی۔

مرد تو صدا جوان رہتا ہے مگر تیری بہنوں کی عمر نکلی جارہی ہے لہذا ہم پہلے انکے فرض سے سبکدوش ہوجائیں پھر تیرا سوچیں گے۔امی نے ٹالنے والے انداز میں کہا

سترہ دن بعد سعدیہ باجی کی شادی ہو جائے گی اور نادیہ باجی کی شادی تو تبھی ہوگی جب عباد بھائی باہر سے آئیں گے تو پھر میرا کیوں کنوارا بیٹھا رہوں۔وہ جھنجھلا گیا

اچھا بس سعدیہ کی شادی ہوجائے تو دیکھوں گی کوئی لڑکی تیرے لیے۔

اسکی ضرورت نہیں کیونکہ لڑکی میں پسند کرچکا ہوں۔۔ اس نے اطمینان سے جواب دیا۔

کیا؟؟؟ لڑکی بھی پسند کرلی۔بے غیرت تو نے تو مجھے اختیار دیا ہوا تھا بہو پسند کرنے کا۔امی چمک کر بولیں

تو آپ نے تو پسند کی نہیں کوئی مجبوراَ مجھے خود ہی آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھنا پڑا۔۔ وہ شرارت آمیز لہجے میں بولا۔

اچھا امی چھوڑیں عمر بتاؤ لڑکی کون ہے کیا نام ہے کیا کرتی ہے؟ سعدیہ نے پوچھا۔

آ۔۔ااا۔۔۔آمنہ۔ثمینہ بھابھی کی بہن۔۔اس نے امی کے ممکنہ عتاب کیلیے ذہنی طور پر تیار ہوتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔

کیا وہ لڑکی جس کو پہلی رات ہی شوہر چھوڑ کے چلا گیا تھا۔وہ آمنہ ؟ امی نے حیرت سے پوچھا۔

جی وہ آمنہ۔

ہائے میں مر جاؤں، میرے ہیرے جیسے بیٹے کو پھانس لیا اس حرافہ نے۔میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ دور رہنا اس لڑکی سے مگر تو نے میرے نہیں سنی۔

امی نے دل پر ہاتھ رکھ کر واویلے کا آغاز کیا۔

عمر کیا ہوگیا ہے تمھیں تم ایک طلاق یافتہ لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔
سعدیہ بھی میدان میں آئی۔

طلاق یافتہ ہونا کوئی جرم نہیں ہے باجی اسکے ساتھ دھوکہ ہوا تھا۔

اسکے ساتھ ہی کیوں دھوکہ ہوگیا اسکی کسی اور بہن کے ساتھ کیوں نہیں ہوا ہماری کسی کزن کے ساتھ ایسا دھوکہ کیوں نہیں ہوا؟ عمر لڑکیاں اتنی معصوم ہر گز نہیں ہوتیں جتنا وہ پریٹنڈ کرتی ہیں۔نادیہ بھی بولی۔

ایسا نہ کہیں باجی دنیا میں لوگوں کے ساتھ حادثات بھی تو ہوتے ہیں دھوکے بھی تو ہوتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسا بہت کم ہوتا ہے عمر زیادہ تر کیسز میں ایکشن کا ری ایکشن ہی ہوتا ہے۔
سعدیہ نے کہا۔

ہوسکتا ہے مگر آمنہ کے کیس میں ایسا نہیں ہے وہ بہت اچھی لڑکی ہے آپ ایک بار اس سے مل کر تو دیکھیں معترف ہوجائیں گی آپ بھی۔

دفع لعنت میں تو مر کر بھی طلاق یافتہ کو بیاہ کر نہ لاؤں۔سن لے اچھی طرح اور خبردار جو اب تو جاکر اس گھر میں رہا بلکہ میں تو کہتی ہوں چھوڑ دفع کر اس نوکری کو اور آکر باپ کی دکان سنبھال۔بہت کرلی افسری۔امی نے یکدم

اپنے مخصوص انداز میں رعب جھاڑا اور اگر معاملہ کوئی اور ہوتا تو عمر انکے رعب میں آ بھی جاتا مگر اب تو بات تھی آمنہ کی۔وہ آمنہ کو کسی صورت کھونا نہیں چاہتا تھا۔

امی میں شادی تو آمنہ سے ہی کروں گا۔اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو ایک لمحے کو امی حیرت سے اسے تکے گئیں۔

تو مجھے فیصلہ سنا رہا ہے عمر اپنی ماں کو؟ انہوں نے بے یقینی سے پوچھا

جی امی میں اپنی زندگی کا اہم ترین فیصلہ کر چکا ہوں اور یہ میرا شرعی اور قانونی حق ہے۔اسکا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اس سے قبل کبھی کسی نے عمر کو اتنی سنجیدگی کے موڈ میں نہ دیکھا تھا۔سب متعجب تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹا ہماری بھی خاندان میں کوئی عزت ہے لوگ پوچھیں گے کہ آخر کیا کمی تھی ہمارے بیٹے میں جو ایک طلاق یافتہ کو بیاہ لائے۔ابو نے نرم لہجے میں کہا

ابو ہم کسی کو جواب دہ نہیں ہیں۔پھپھو نے اپنی جوان کنواری بیٹی کی شادی رنڈوے سے کی تو انکا کیا بگاڑ لیا خاندان والوں نے ماموں شکیل کی بیٹی نے تین بچوں کے باپ سے شادی کی تو کیا کہا اسکو خاندان والوں نے؟

مجھے یہ سب باتیں مت پڑھ کر سنا دنیا جو مرضی مرے مگر میں طلاق یافتہ بہو نہیں لا سکتی۔امی نے مداخلت کی۔

امی آمنہ بہت نیک لڑکی ہے۔۔ آپ ایک بار اس سے ملیں تو سہی۔۔

وہ ملکہ برطانیہ بھی ہو مجھے پھر بھی قبول نہیں۔۔ امی نے دو ٹوک لہجے میں کہا تو عمر اٹھ کھڑا ہوا۔

تو پھر میرا فیصلہ بھی سن لیں، میں شادی آمنہ سے ہی کروں گا آپ کروا دیں تو ٹھیک ورنہ میں خود کرلوں گا۔اتنا سیٹلڈ تو ہوں میں کہ ایک گھر افورڈ کرسکوں اسلام آباد میں ہاں پھر یہ ہوگا کہ آپکو جو ماہانہ خرچ میں بھیجتا ہوں وہ نہیں بھیج سکوں گا۔اپنی بات مکمل کرکے وہ وہاں رکا نہیں تھا بلکہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے چلا گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہائے سن رہے ہو کیا کہہ گیا تمہارا بیٹا۔۔ اسکے جاتے ہی امی نے ابو کی طرف دیکھ کر کہا۔

سنا بھی ہے اور اسکے تیور بھی دیکھے ہیں۔ابو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

عمر پاگل ہوگیا ہے۔نادیہ بولی

یہ سب اس گھٹیا لڑکی کا کیا دھرا ہے اسی نے کان بھرے ہیں میرے بیٹے کے۔امی نے کہا

اسلام آباد کی لڑکیاں تو ویسے ہی بہت چالاک اور کیریکٹر لیس ہوتی ہیں۔سعدیہ نے کہا۔

ہائے میرا فرمانبردار نیک بچہ میرے ہاتھوں سے نکل گیا۔کمینی آمنہ تجھے اللہ لیجائے۔تجھے کسی کی آئی آجائے۔امی نے باقاعدہ رونا شروع کردیا تھا۔سعدیہ اور نادیہ ماں کے آس پاس آ بیٹھیں۔

چپ ہوجائیں امی سب ٹھیک ہو جائے گا۔سعدیہ ماں کو دلاسہ دیتے ہوئے بولی۔

کیا خاک ٹھیک ہوگا ہائے میرا نیک بچہ مجھے اپنی کمائی اور پیسے جتا کر چلا گیا، امی مسلسل روئے چلے جارہی تھیں، آواز خاصی بلند تھی۔

چپ ہو جاؤ۔یہ گھر عمر کی کمائی سے تو چلتا بھی نہیں ہے میں ابھی زندہ ہوں۔۔ ابو نے پنجابی میں کہا وہ غصے کے عالم میں ہمیشہ پنجابی بولنے لگتے تھے۔ مگر اسکے بھیجے پیسوں کے بغیر گزارا بھی نہیں ہوتا ، اخراجات دیکھے ہیں کتنے ہیں تمہاری دکان تو اب اکثر خسارے میں ہی رہتی ہے۔امی بھی رونا بھول کر پنجابی میں ہی بولیں۔ابو کچھ نہ بولے۔کمرے پر گہری خاموشی چھا گئی تھی۔

یار میں نے اپنی شادی کی بات کی تو میں سیلفش ہوگیا۔باجیوں کیلیے ایک ایک پائی خرچ کردی تو ٹھیک۔وہ فون پر شبیر سے بات کررہا تھا۔

یار ہماری سوسائٹی کا المیہ ہی یہی ہے جس گھر میں بیٹیاں زیادہ ہوں وہاں بیٹوں کو شادی ہی نہیں کرنے دیتے۔کوئی لو میرج کرنا چاہے تو واویلا اور ارینج

کرنا چاہے تو ماؤں بہنوں کو کوئی لڑکی ہی پسند نہیں آتی۔مرد جائے تو جائے کہاں۔

بلکل یہ تو کوئی سوچتا ہی نہیں کہ مرد کوئی کمانے کی مشین نہیں ہوتا اسکی بھی کوئی زندگی ہوتی ہے ضروریات ہوتی ہیں۔وہ شدت سے جھلایا ہوا تھا۔

اور جب مرد اپنی ضروریات ناجائز طریقے سے پوری کرنے لگے تو اسے گنہگار اور ہوس کا پجاری کہنے لگتے ہیں۔شبیر بولا

مجھے بہت غصہ آیا ہے یار، تم یقین کرو میں سوچتا تھا کہ میری فیملی پرفیکٹ ہے مگر اب پتہ چلا کہ سب کچھ پرفیکٹ اسلیے تھا کیونکہ میں ہمیشہ امی کی ہر بات مان لیا کرتا تھا چاہے صحیح ہو یا غلط۔زندگی میں ایک بار اپنی مرضی بیان کی تو ساری پرفیکشن ختم ہوگئی۔سب رشتے غرض کے ہوتے ہیں یار بس۔وہ زہر خند لہجے میں بولے گیا۔

ہوں ٹھیک کہتا ہے تو یار۔بس تو ریلیکس رہ اور کوشش کر کہ معاملات افہام و تفہیم سے حل ہو جائیں۔

جیسے بھی حل ہوں معاملات مگر اب تو حل کرکے ہی جاؤں گا، میں اپنی محبت کی قربانی ہرگز نہیں دوں گا۔

انشاء اللہ۔بس اب غصہ تھوک دے تو اسطرح کے موڈ میں بڑا عجیب لگتا ہے میرے بھائی۔شبیر نے ذرا شوخ لہجے میں کہتے ہوئے ماحول کے تناؤ کو کم کرنا

چاہا۔

کیا موڈ یار ، زندگی کی واٹ ایسی لگی ہے کہ خوش مزاجی میری کوما میں چلی گئی ہے اور بذلہ سنجی کو سکتہ ہوگیا ہے۔وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا تو شبیر نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔

اب لگ رہا ہے ہے عمر بول رہا ہے۔چل اب تو اپنی اپسرا کے خیالوں سے دل بہلا میں تجھے کل کال کروں گا بائے۔

بائے۔۔اس نے کہہ کر فون جیب میں ڈالا اور اپنے کمرے سے باہر نکل گیا۔

تم نے اس کو شادی کیلئے ہاں بھی کہہ دی۔بغیر سوچے سمجھے۔فرزانہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اسکی طرف دیکھا، وہ دوپہر کو یونہی اس سے ملنے اسکے گھر چلی آئی تھی۔اور اب وہ آمنہ کے کمرے میں بیٹھی چائے اور لوازمات سے لطف اندوز ہورہی تھیں۔

ہاں۔اسمیں سوچنا کیسا۔

تم اتنا بڑا دھوکہ کھا چکی ہو یار پھر بھی عقل نہیں آئی تمہیں۔

یار عمر دھوکے باز نہیں ہے۔

اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو تم؟

اندازہ ہو جاتا ہے۔

کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔یہ مرد بہت جھوٹے مکار ہوتے ہیں۔ان پہ کبھی یقین نہیں کرنا چاہیے۔

یار سب ایک جیسے نہیں ہوتے۔اور میں کون سا عمر کے ساتھ افئیر چلا رہی ہوں۔اسنے پروپوز کیا میں نے ہاں کردی اب اگر وہ اپنی فیملی کو ایگری کروا کے لے آئے گا تو ٹھیک ورنہ جہنم میں جائے۔وہ سر جھٹک کر بولی۔

ہمم مطلب کہ تم اس سے محبت وغیرہ کے چکر میں نہیں پڑی ابھی؟

اچھا لگتا ہے وہ مجھے۔شاید محبت بھی ہے۔

نہیں ابھی یہ مت سوچو تم بس یہ سوچو کہ ایک بندے نے تمہیں پروپوز کیا اور تم نے اسے کنسیڈر کیا۔پسندیدگی یا محبت پر ابھی فوکس مت کرو۔فرزانہ نے کیک کا پیس اپنی پلیٹ میں رکھتے ہوئے کہا۔

آخر تم کیوں چاہتی ہو کہ میں محبت پر فوکس نہ کروں؟

کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ تم ہرٹ ہو۔

ہوں۔۔۔آمنہ نے پرسوچ انداز میں ہنکارا بھرا۔

تم اپنے ذہن کو بلکل ریلیکس رکھو۔اگر عمر نے اسٹیپ لے لیا اپنی فیملی کو لے آیا تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو منہ لگانے کی بھی ضرورت نہیں۔

ٹھیک کہہ رہی ہو تم۔

دیکھو تم آل ریڈی بہت بڑا دھوکہ کھا چکی ہوں لائف میں ، اسلیے تم مزید ہرٹ ہونا افورڈ نہیں کرسکتی۔ٹھیک ہے کہ پسندیدگی ڈویلپ ہوجاتی ہے مگر جذبات پر بند باندھنا سیکھو کیونکہ اگر تم انوالو ہوجاؤ گی تو ایٹ دی اینڈ سب سے زیادہ ہرٹ بھی تمھی ہوگی مردوں کو نہ تو محبت ہوتی ہے نہ اٹیچمنٹ اسلیے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔فرزانہ نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔آمنہ نے سرہلایا۔

تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔

بس اب یہ سوگ والے تاثرات ختم کرو، چلو کوئی فلم دیکھتے ہیں۔فرزانہ نے ٹیبل سے ٹی وی کا ریموٹ اٹھاتے ہوئے کہا تو آمنہ بھی ٹی وی کی اسکرین کی جانب متوجہ ہوگئ۔

تو نے بے وقوفی کی۔بلکہ جلد بازی کہیں تو زیادہ بہتر ہے۔اسکا بچپن کا دوست زاھد اس کے آنے کا سن کر اس سے ملنے آیا تھا اور عمر نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔اس سے قبل زاھد عمر کی امی سے بھی سارا ماجرا سن کر آیا تھا۔اور اب وہ عمر کے سامنے بیٹھا اسکے چہرے پر پھیلی تشویش کو سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

کیسی جلد بازی یار؟

تو نے بلاوجہ آتے ہی خالہ جی سے بات کرلی تجھے چاہیے تھا کہ طریقے سے ذرا عقلمندی سے چلتا، بڑی باجی کی شادی میں ان سب کو بلواتا اور پھر جب خالہ جی لڑکی کو دیکھ لیتیں مل لیتیں پھر اپنا مدعا بیان کردیتا۔زاھد نے پنجابی میں کہا وہ زیادہ دیر اردو نہیں بول سکتا تھا۔

ہوں۔۔غلطی تو ہوگئی اب۔۔عمر نے بھی پنجابی میں جواب دیا۔

خالہ جی سخت تپی ہوئی ہیں۔

کیا کروں یار۔عمر نے منہ بنایا۔

خاموشی سے انتظار کرکہ حالات کیا رخ لیتے ہیں۔زاھد نے پرسوچ انداز میں کہا۔

یار میں بہت بہت پریشان ہوں۔عمر نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔

پریشان ہونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اب جب ایک فیصلہ کر ہی لیا ہے تو اس پر ڈٹے رہو۔کتنے بھی سخت حالات اور رویوں کا سامنا کرنا پڑے پیچھے مت ہٹنا۔زاھد نے اسے مخلصانہ مشورہ دیا تھا عمر نے سر ہلادیا۔

عمر۔۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھا تھا جب سعدیہ باجی اندر آئیں۔

جی۔اس نے اکھڑے اکھڑے لہجے میں جواب دیا۔

تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا آخر یہ کیا ضد ہے کھانے سے کیسی ناراضگی؟ وہ اسکے پاس آکر بولی

مجھے بھوک نہیں۔۔ وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔

یہ کیا بے وقوفی ہے عمر۔آخر تم اس طرح کیوں کررہے ہو؟ سعدیہ جھنجھلا گئی۔

آپ جانتی ہیں کہ میں ایسا کیوں کررہا ہوں۔اس نے پلٹے بغیر جواب دیا۔

تمہاری ضد بلکل بیکار ہے۔اور کوئی بھی نہیں مانے گا یہ بات تمہیں اچھی طرح پتہ ہے۔

ضد نہیں فیصلہ ہے

تم کوئی اکیلے نہیں ہو دنیا میں کہ اپنے فیصلے خود ہی کرلو گے۔

اگر اکیلا ہوتا تو آرام سے شادی کرکے پرسکون زندگی گزار رہا ہوتا۔

شاباش ہے عمر یعنی اب تمہیں اپنی فیملی بوجھ لگنے لگی ہے۔

باجی پلیز فضول کے اندازے مت لگائیں۔اس نے ناگواری سے کہا

بھئی میں پوچھتی ہوں آخر کونسے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں اس لڑکی میں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ تم یوں دیوانے ہورہے ہو۔سعدیہ نے چڑ کر پوچھا۔

وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔

اگر وہ اتنی ہی اچھی ہوتی تو اسے شادی کی پہلی رات ہی طلاق نہ ہوجاتی۔

سعدیہ چمک کے بولی۔

اسکے ساتھ دھوکا ہوا تھا باجی اور دھوکہ کسی کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔

پلیز عمر! عورت کو طلاق ہمیشہ اپنی ہی غلطی کی وجہ سے ہوتی ہے۔سعدیہ نے ہاتھ اُٹھا کر کہا۔

مجھے افسوس ہوا ہے آپکی سوچ پر باجی۔

بکو مت۔میں بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں۔تم بھی یہ بیکار کی ضد ختم کرو اور چل کر کھانا کھاؤ۔سعدیہ نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے کھینچا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

پلیز باجی! جایئے آپ۔میں نے کچھ نہیں کھانا۔اس نے سخت لہجے میں کہتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔

تم آخر چاہتے کیا ہو؟

بتا چکا ہوں۔

یہ نہیں ہو سکتا عمر۔ہم ایک طلاق یافتہ کو بیاہ کر نہیں لا سکتے۔

کیوں؟ طلاق یافتہ ہونے سے کسی کی خوبیوں میں کوئی کمی واقع ہوجاتی ہے کیا؟

وہ چڑ گیا۔

فضول بحث مت کرو۔بس یہ نہیں ہوسکتا تو نہیں ہوسکتا۔رہو بھوکے تم۔دفع ہو۔وہ غصے میں کہہ کر کمرے سے چلی گئی۔عمر کے چہرے پر غصے کی آثار تھے۔

کیا کہتا ہے؟ امی نے سعدیہ سے پوچھا۔

بس وہی ضد۔۔شادی کرنی ہے اس حور اپسرا سے۔سعدیہ نے برا سا منہ بنایا۔

پتہ نہیں کیا جادو کیا ہے اس چڑیل نے میرے نیک بیٹے پر۔امی نے برا سا منہ بنایا۔

میرے خیال میں امی اس نے ضرور عمر کو الو کا گوشت کھلایا ہے۔سعدیہ کے جہیز کے ایک جوڑے کا دوپٹہ کاڑھتے ہوئے نادیہ نے بھی اپنی ماہرانہ رائے دی۔

ارے ہاں امی یاد نہیں ہے وہ پچھلی گلی والی شاہدہ خالہ کی بہو نے انکے بیٹے کو الو کا گوشت کھلایا تھا کیسے اسکا بے دام کا غلام بنا پھرتا تھا، وہ تو شاہدہ خالہ کو پیر بابا نے بتا دیا تھا اور ساتھ تعویز بھی دیا تھا تب کہیں جاکر انکا بیٹا صحیح ہوا تھا۔سعدیہ بولی

کہتی تو ، تو ٹھیک ہے مگر میں کیا کروں؟ پیر بابا کے پاس جاؤں کیا تعویز لینے؟ انہوں نے بیٹی سے دریافت کیا۔

ہاں امی میں تو کہتی ہوں ضرور جائیں ابھی تو عمر دو تین دن ادھر ہی ہے تو بابا جی سے کہیں کہ کوئی جلد اثر کرنے والا تعویز دیں۔نادیہ بولی۔

ہوں۔۔کل جاتی ہوں شاھدہ کی طرف اسی کے ساتھ پیر بابا کے آستانے پر جاؤں گی۔امی نے پرسوچ لہجے میں کہا۔

ویسے امی یہ ثمینہ بھابھی تو خاصی خوبصورت ہیں انکی بہن بھی خوبصورت ہی ہوگی شاید۔سعدیہ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Arsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چولہے میں جائے ایسی خوبصورتی ، طلاق یافتہ عورت کی خوبصورتی اچھائی سب کچھ بے مول ہوجاتا ہے۔اسکی حیثیت فالتو سامان جیسی ہوجاتی ہے۔جو پیا من بھائے مکمل عورت تو بس وہی ہوتی ہے۔امی نے کہا۔

ہوں یہ تو سچ ہے امی۔خیر آپ کل شاھدہ خالہ کی طرف ضرور جائیں۔سعدیہ نے کہہ کر اپنے موبائل کی اسکرین پر نظریں جما لیں۔

میں اسلام آباد جارہا ہوں۔شام کے وقت عمر اپنا چھوٹا سا سفری بیگ کاندھے پر ڈالے بڑے کمرے میں چلا آیا تھا۔گھر کے تمام نفوس وہاں موجود تھے ، سبھی حیران حیران نظروں سے اسکی طرف دیکھنے لگے۔

مگر ابھی تو چار چھٹیاں باقی ہیں ناں تمہاری؟ ابو نے پوچھا۔

وہیں گزار لوں گا۔اس نے روٹھے روٹھے لہجے میں کہا۔

ہاں اب ماں باپ بہن بھائیوں کی شکل کیوں اچھی لگے گی۔تجھے تو وہ چڑیل بھا گئی ہے ناں۔امی نے طعنہ دیا

میں آپکے جذباتی ڈائیلاگز سننے کے موڈ میں بلکل نہیں ہوں۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔

عمر تم کتنے بے حس ہو میری شادی میں چند دن رہ گئے ہیں اتنے کام پڑے ہیں اور تم ابو کا ہاتھ بٹانے کی بجائے اپنی ضد لے کر بیٹھے ہوئے ہو۔۔ سعدیہ نے اسے جذباتی طور پر بلیک میل کرنا چاہا۔

بہن کی شادی کی فکر کیوں ہوگی اسے، اس بے شرم کو تو اپنی شادی کی فکر پڑ گئی ہے۔امی بولیں

اگر اپنی شادی کی فکر کرنا بے شرمی ہے پھر تو یہ معاشرہ بے شرم لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔وہ برا سا منہ بنا کر بولا۔

بکواس مت کرو عمر۔تم صرف ایک لڑکی کی خاطر اپنے خونی رشتوں کو ذلیل کررہے ہو؟ نادیہ نے ملامت بھرے لہجے میں کہا۔

آپ سب بھی تو میری ذرا سی بات مان کر نہیں دے رہے ساری زندگی آپ

کی ہر بات مانی ہے میں نے امی ، آپ میری اتنی سی بات نہیں مان سکتیں۔

تو کسی بھی اور لڑکی کا نام لے میں ابھی تیرا رشتہ لینے چلی جاؤں گی مگر ایک طلاق یافتہ لڑکی کو اپنی بہو کسی صورت نہیں بناؤں گی میں۔۔ امی نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

مجھے صرف اور صرف آمنہ سے شادی کرنی ہے۔دیٹس اٹ۔اس نے بھی دو ٹوک لہجے میں جواب دیا

تو پھر جا دفع ہوجا مجھے بھی تجھ جیسا نا خلف بیٹا نہیں چاہیے۔۔ امی نے غصے سے کہا تو وہ جانے کیلیے پلٹا مگر ابو نے جھپٹ کر اسکا بازو تھام لیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رکو عمر، کیا کہہ رہی ہو سعدیہ کی ماں تم۔انہوں نے غصے سے بیوی کو گھورا۔

بلکل ٹھیک کہہ رہی ہوں۔دفع ہو جائے یہ اسی نیک بی بی کے پاس جس کے عشق کا بھوت کسی صورت اسکے سر سے اتر ہی نہیں رہا۔امی ہنوز غصے میں تھیں۔

خاموش رہو تم۔عمر بیٹا شادی بیاہ کے فیصلے یوں اتنی جلدی نہیں ہوجاتے۔ہم اس لڑکی کے گھر جائیں گے خاندان کو پرکھیں گے پھر ہی کوئی فیصلہ کریں گے۔۔ انہوں نے بڑے سبھاؤ سے بات سنبھالی تھی۔

وہ بہت اچھے لوگ ہیں ابو آپ کو بہت خوشی ہوگی مل کر۔۔ عمر نے خوش

ہو کر کہا۔

میں تو کسی صورت نہیں جاؤں گی۔امی نے کہا

چپ کرو تم۔عمر تم اپنے کمرے میں جاؤ ہم پرسوں تمہارے ساتھ ہی اسلام آباد جائیں گے۔ابو نے عمر کا شانہ تھپتھپایا تو وہ ایک نظر امی پر ڈال کر کمرے سے چلا گیا۔

میں کسی قیمت پر بھی نہیں جاؤں گی اسلام آباد سمجھے تم۔امی اسکے جاتے ہی غصے سے بولیں

معاملے کی نزاکت کو سمجھو سعدیہ کی ماں۔جوان بیٹا یوں ہاتھوں سے نکلا جارہا ہے۔کیا حرج ہے جو ہم اسکی مرضی سے اسکی شادی کردیں۔ہمیشہ وہ ہماری مانتا رہا ہے اگر اب ہم مان لیں گے تو ہماری شان میں کوئی کمی نہیں آجائے گی۔ انہوں نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

ارے طلاق یافتہ ہے وہ لڑکی۔سارا خاندان تھو تھو کرے گا ہم پر۔

زندگی عمر نے گزارنی ہے ہم نے نہیں تو پسند بھی اسی کی ہونی چاہیے۔بس میں نے کہہ دیا۔سعدیہ کی شادی کے دن قریب ہیں اور میں گھر میں کوئی لڑائی جھگڑا نہیں چاہتا۔پرسوں ہم اسلام آباد جارہے ہیں بات ختم۔۔ وہ دو ٹوک لہجے میں کہہ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے کمرے سے چلے گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں تو نہیں جاؤں گی خود ہی جانا تم۔میری کیا کوئی اوقات نہیں اس گھر میں جو باپ بیٹا فیصلے سنا کر جارہے ہو۔۔ امی بلند آواز میں بولنے لگیں۔چھوٹی سمیعہ تو چپ چاپ اٹھ کر کمرے سے کھسک گئی جبکہ نادیہ اور سعدیہ وہیں بیٹھی رہیں۔

پیدا کرنے والی ماں کی یہ اوقات ہے کہ اس کی پسند ناپسند کی فکر ہی نہیں رہی۔اور اپنے ابو کو دیکھو ، ساری زندگی میں نے انکے گھر کو دے دی اور یہ بیٹے کی خاطر مجھے یوں ذلیل کرکے چلے گئے۔مگر سن لیں سب میں بھی اپنی ضد کی پکی ہوں ، کسی صورت نہیں جاؤں گی اس طلاقن کا رشتہ لینے۔وہ روتے ہوئے باآواز بلند تقریر کرنے والے انداز میں بول رہی تھیں۔

بس کریں امی مت خود کو ہلکان کریں۔عمر تو بے حس ہوچکا ہے۔سعدیہ نے ماں کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔

امی آپ روئیں مت بس چپ کرکے چلی جائیں رشتہ دیکھنے ابو صحیح کہہ رہے تھے۔اس وقت عمر ضد پر اڑا ہوا ہے۔اسکی بات مان لیں۔میری شادی بھی ہونے والی ہے کچھ دنوں بعد گھر میں مہمان آنے لگ جائیں گے تو ایسے میں اگر عمر کا منہ بنا ہوا ہوگا تو سب باتیں بنائیں گے۔وہ آہستہ آواز میں ماں کو سمجھانے لگی۔

میں کیوں جاؤں اس طلاقن کا رشتہ مانگنے میرے بیٹے کیلیے وہی رہ گئی ہے

کیا۔۔ امی ناگواری سے بولیں

اوہو امی سمجھا کریں ناں بات کو۔ابھی آپ جاکر بات پکی کر آئیں بعد میں کوئی نہ کوئی چکر چلا کر رشتہ توڑ دیجیے گا سمپل۔ذرا چالاکی سیکھیں رونے پیٹنے اور ہائپر ہونے سے کبھی کبھی معاملات ہینڈل نہیں ہوتے۔۔نادیہ نے دیدے پھراتے ہوئے ماں کو سمجھایا تو وہ بھی سوچ میں پڑ گئیں۔

نادیہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے امی۔آپ بس ابھی چپ کر جائیں۔میری شادی ہوجانے دیں اسکے بعد کوئی چکر چلایئے گا اور رشتہ ختم۔۔ سعدیہ نے بھی بہن کے خیال کی تائید کی تو امی نے سر ہلا دیا، ان کے چہرے پر گہری سوچ کا جال بچھا ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فاروق صاحب میں تو کہتی ہوں سعدیہ کی شادی کے بعد ہی اسلام آباد جائیں گے۔آج کل تو اتنے کام ہیں، اسلام آباد جاکر بلاوجہ ہمارے دو تین دن ضائع ہوجائیں گے۔پروین(عمر کی امی) نے شوہر سے کہا

عمر ابھی ضد پر اڑا ہوا ہے سو بہتر ہے کہ ہم اسلام آباد کا ایک چکر لگا کر اس لڑکی اور اسکے والدین سے مل آئیں۔باقی معاملات سعدیہ کی شادی کے بعد اچھی طرح سوچ سمجھ کر طے کرلیں گے۔انہوں نے جواب دیا۔

آپ جائیں مگر مجھے تو ابھی جانا بیکار کی جلد بازی جیسا لگ رہا ہے۔پروین نے

منہ بنایا

تم اتنی ٹینشن کیوں لے رہی ہو، اگر اچھے لوگ ہوئے لڑکی اچھی ہوئی تو رشتہ کریں گے ورنہ نہیں۔۔

آپ کا بیٹا تو فیصلہ کیے بیٹھا ہے۔

تو ٹھیک ہے کردیں گے اسکی شادی وہیں، اگر بعد میں کوئی دھوکہ فراڈ نکل آیا تو آپ بھگتے گا۔انہوں نے پراطمینان لہجے میں جواب دیا۔

میں اپنے بیٹے کو کنوئیں میں چھلانگ لگاتے نہیں دیکھ سکتی۔

تم اتنا منفی کیوں سوچتی ہو سعدیہ کی ماں، عمر کوئی چھوٹا بچہ تو نہیں اس نے سوچ سمجھ کر ہی اس لڑکی سے شادی کا فیصلہ کیا ہوگا اور تمہاری بھابھی کتنی تعریف کرتی ہے ثمینہ اور اسکے خاندان کی۔میرے خیال میں تو عمر کی پسند اچھی ہوگی۔اور پھر شادی تو ویسے بھی ایک جوا ہی ہے لہٰذا فکر مت کرو اور اسلام آباد جانے کی تیاری کرو۔میں ذرا دکان پر جارہا ہوں۔وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولے اور نماز والی ٹوپی سر پہ رکھ کر کمرے سے چلے گئے۔پروین کے چہرے پر شدید ناگواری کے تاثرات پھیل گئے تھے۔

آمنہ باجی۔۔آمنہ باجی۔۔ سوئی ہوئی آمنہ کو رشیدہ نے جھنجھوڑ کر جگایا تھا۔اس نے بمشکل آنکھوں کھول کر اسکی طرف دیکھا۔

کیا مصیبت آگئی ہے تمہیں ؟ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

اٹھ کر فوراً سے حلیہ درست کریں اور ڈرائنگ روم میں آجائیں۔رشیدہ نے کہا۔

کس خوشی میں؟ وہ ناخوشگوار لہجے میں بولی۔ذہن پر اب تک نیند کے اثرات تھے۔

مہمان آئے ہیں نا باجی۔اٹھ جائیں اب۔جلدی کریں ورنہ اب کی بار میرے بجائے امی آئیں گی آپکو جگانے کے لیے۔جلدی کریں۔رشیدہ تیز تیز بولتی ہوئی کمرے سے چلی گئی تو وہ جھلا کر اٹھ بیٹھی۔پھر بڑبڑاتی ہوئی پلنگ سے اٹھی اور پیروں میں چپلیں ڈال کر غسل خانے میں گھس گئی۔ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھونے کے بعد نیند تو رفو چکر ہوگئی تھی اس نے اپنے الجھے ہوئے بالوں کو سلجھا کر اونچی پونی میں باندھا اور دوپٹہ شانوں پر ڈال کر ہاتھوں سے لباس کی شکنیں درست کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی۔ ڈرائنگ سے متعدد لوگوں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔وہ پہلے تو جھجھکی پھر اندر داخل ہوئی۔بڑے صوفے پر ایک ادھیڑ عمر خاتون ایک مولوی نما ادھیڑ عمر مرد کے ساتھ براجمان تھیں۔خاتون کے چہرے کے نقوش بہت عام سے تھے، چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں صرف ناگواری تھی اور ہونٹ اظہار تنفر کے طور پر بھنچے ہوئے تھے، پیشانی پر پڑی سلوٹیں انہیں ایک چڑچڑے مزاج کہ عورت ثابت کررہی تھیں ، انہوں نے گہرے براؤن رنگ کا گرم سوٹ پہن

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رکھا تھا اور سوٹ کی ہی ہمرنگ چادر بھی لپیٹ رکھی تھی۔انکے برابر بیٹھے مرد کے چہرے پر لمبی سی داڑھی تھی، مونچھیں ندارد تھیں اور چندیا صاف تھی۔ انہوں نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پر سیاہ سویٹر پہن رکھا تھا اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں دبی چھوٹی سی تسبیح کے دانے وہ ابو سے مسلسل باتیں کرتے ہوئے بھی گرا رہے تھے۔اسکو دیکھتے ہی ایک لحظہ کو کمرے میں خاموشی چھا گئی۔نو وارد مرد و خاتون کی نظریں اسکے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔وہ دل ہی دل میں جز بز ہوتی آگے بڑھی۔

السلام علیکم! اس نے کھنکار کر شائستگی سے کہا۔

وعلیکم السلام! خاتون نے زیر لب جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آاا۔۔یہ میری بیٹی آمنہ ہے۔امی جلدی سے بولیں۔آمنہ یہ عمر کے والدین ہیں۔

آمنہ نے یکدم الرٹ سی ہوکر مہمانوں کا از سر نو جائزہ لیا جبکہ دوسری طرف وہ خاتون بھی ناقدانہ انداز میں اسے گھور رہی تھیں۔

ماشاء اللہ آؤ بیٹا ادھر اپنی آنٹی کے پاس بیٹھو۔عمر کے والد نے جلدی سے مسکراتے ہوئے کہا وہ کچھ جھجھکتے ہوئے عمر کی امی کے پاس بیٹھ گئی جن کی آنکھوں میں واضح ناگواری کے آثار تھے۔اسی لمحے عمر نے بھی کمرے میں قدم رکھا آمنہ نے اسکی طرف دیکھا اور وہ اپنے مخصوص انداز میں گردن ترچھی

کرکے مسکرایا تھا۔آمنہ اس مسکراہٹ کا مطلب سمجھتی تھی۔اسے یک گونہ اطمینان محسوس ہوا۔

کیا کرتی ہو تم؟ عمر کی امی نے اسے اپنی جانب متوجہ کرلیا۔

جی کچھ۔۔آمنہ نے تھوک نگلا۔کچھ نہیں۔

کھانا پکانا آتا ہے؟ انکا لہجہ سرد اور آنکھیں مسلسل اسکے چہرے کا جیسے ایکسرے کررہی تھیں۔

جی آتا ہے۔

اچھا کیا کیا پکا لیتی ہو؟ وہ جیسے اسکا امتحان لے رہی تھیں۔آمنہ کے دل میں ناگواری کے تاثرات امڈنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے امی آمنہ چائے بہت اچھی بناتی ہیں ، آمنہ آپ کیا ہمیں چائے نہیں پلوائیں گی؟ عمر نے جلدی سے مداخلت کی تھی۔

ہاں ہاں آمنہ جاؤ بیٹھا چائے لیکر آؤ۔امی بھی سر ہلا کر بولیں اور وہ سعادت مندی سے سر ہلاتی اٹھ کر باورچی خانے میں چلی آئی۔جہاں رشیدہ اور ارشد الجھ رہے تھے اسکی آمد پر دونوں اسکی طرف متوجہ ہوگئے۔

آمنہ باجی آپ نے عمر بھائی کی امی کو دیکھا۔رشیدہ نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

لو یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، یہ تو آمنہ باجی کے چہرے سے ہی ظاہر ہے کہ وہ یہ درد ناک منظر دیکھ چکی ہیں۔ارشد نے ٹرالی پر چائے کے لوازمات سیٹ کرتے ہوئے غم ناک انداز میں کہا۔

بکو مت۔رشیدہ تم چائے دے آؤ میں اب دوبارہ وہاں نہ جاؤں گی۔اس نے کاونٹر سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا

ارے واہ باجی بس اتنے میں ہی ہمت ہار گئیں ارے ابھی تو آپ کو عمر بھر اس خوفناک منظر کو برداشت کرنا ہے۔ارشد نے پھر دخل اندازی کی۔

ارشد۔آمنہ نے اسے غصے سے گھورا مگر وہ لاپرواہی سے کندھے اچکا کر کاؤنٹر پر رکھی پلیٹ میں سے چپس اٹھا کر کھانے لگا۔

رشیدہ جاؤ تم۔اور ارشد تم ادھر کیا کررہے ہو جاؤ جاکر پڑھو اپنا۔اس نے رعب جھاڑنے کی کوشش کی تھی۔

نہیں آمنہ باجی میں اس مشکل وقت میں آپکا ساتھ چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔ارشد نے مسخرے پن سے کہا تھا۔

اسکی پٹائی کا وقت آگیا ہے آمنہ باجی۔رشیدہ برا سا منہ بنا کر بولتی ہوئی ٹرالی سمیت باورچی خانے سے چلی گئی تھی۔

آمنہ باجی۔ارشد نے پھر ہانک لگائی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہے؟

کاٹ کھانے کو کیوں دوڑ رہی ہیں مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔وہ ہنستے ہوئے بولا۔

بک بک بند کردو اپنی۔

مجھے آپکے دکھوں کی گہرائی کا احساس ہے۔وہ ان سنی کرتا ہوا درد بھرے لہجے میں بولا۔

میں تمہارے سر پر ڈوئی مار دوں گی دفع ہو جاؤ یہاں سے۔وہ ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

وائلنٹ ہونے کی ضرورت نہیں صبر کرنا سیکھیں۔آگے کی زندگی میں آپکو صبر ہی تو کرنا ہے۔وہ ڈھٹائی کی آخری حد پر تھا۔آمنہ نے ہونٹ سکوڑ کر اسکی طرف دیکھا اور رخ موڑ کر کھڑی ہوگئی۔

ناراض نہ ہوں آمنہ باجی میں صرف مذاق کررہا تھا۔وہ جلدی سے بولا

تم بہت بدتمیز ہو مجھ سے بات مت کرو۔

آمنہ باجی میں بدتمیز نہیں بذلہ سنج اور خوش مزاج ہوں۔

ارشد پلیز میرا دماغ مت خراب کرو نا میں آل ریڈی پریشان ہوں۔

پریشانی کی بات بھی ہے۔وہ سر ہلا کر سنجیدگی سے بولا۔

یار دیکھو مجھے کیا پتہ تھا کہ عمر کے والدین آئے ہوئے ہیں اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں کم از کم لباس تو تبدیل کرلیتی اب دیکھو نا اس شکن آلود لباس اور چمگادڑوں جیسی شکل کے ساتھ میں انکے سامنے گئی آنٹی کی آنکھوں میں میں نے اپنے لیے واضح ناگواری دیکھی تھی۔وہ پریشان کن لہجے میں بولی۔

اوہو آمنہ باجی یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے کیونکہ اگر آپ شاہی پوشاک زیب تن کرکے اور ڈیپلکس سے پارٹی میک اپ کروا کے بھی آجاتیں تو بھی آپ نے ایسا ہی لگنا تھا۔وہ سنجیدگی سے بولتا گیا۔

ہاں یہ تو ہے۔وہ رو میں سر ہلا کر بولی مگر پھر اسکے جملوں پر غور کرتے ہی چراغ پا ہوکر اسکی طرف پلٹی مگر تب تک وہ باورچی خانے سے رفو چکر ہوچکا تھا۔وہ دل ہی دل میں غصے سے بل کھا کر رہ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لڑکی اتنی خوبصورت بھی نہیں ہے اور۔۔۔

اور کیا امی۔عمر جلدی سے بول اٹھا۔وہ لوگ رات کے کھانے کے بعد اوپری منزل کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ابو تو ایک جانب بالکل خاموش بیٹھے تھے امی البتہ کافی کبیدہ خاطر نظر آرہی تھیں۔

مجھ سے اس انداز میں بات نہ کیا کر بے غیرت تیری ماں ہوں میں۔وہ تیز لہجے میں بولیں۔

امی پلیز اب ادھر آ ہی گئی ہیں تو ہر اعتراض کو رد کردیں نا۔اس نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا۔

میرے خیال میں عمر ٹھیک کہہ رہا ہے سعدیہ کی ماں۔یہ لوگ کافی مناسب ہیں ہمیں فوراً رشتہ پکا کردینا چاہیے۔ابو نے کچھ سوچتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

مگر۔۔۔

ختم کرو سعدیہ کی ماں اعتراض کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے۔بس ہمیں فوراً رشتہ پکا کردینا چاہیے۔ابو نے ہاتھ اٹھا کر امی کی بات کاٹ دی۔امی کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔عمر تم جاؤ اپنے کمرے میں جاکر سوجاؤ۔انہوں نے کہا۔تو عمر سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں فاروق صاحب؟ عمر کے جاتے ہی پروین فاروق کی سے بولیں۔

عقل کو ہاتھ مارو سعدیہ کی ماں، آمنہ بھلے طلاق یافتہ ہے مگر اسکا باپ خاصا مالدار ہے سرکاری یونیورسٹی میں اعلی درجے کا پروفیسر ہے اور کچھ آبائی زمینیں بھی ہیں۔اس نے مجھے خود بتایا کہ اس نے اپنی سب بچیوں کے نام پلاٹ لے رکھے ہیں جو شادی کی تحفے کے طور پر دینے کے لیے خریدے گئے تھے۔اس بچی آمنہ کے نام بھی بڑے اچھے علاقے میں ایک پلاٹ بھی ہے۔ہم اپنے کنوارے لڑکے سے انکی بیٹی کا رشتہ کررہے ہیں تو ہمارا ان پر احسان بھی رہے

گا اور پھر سوچو جہیز کتنا اچھا دیں گے یہ لوگ ، اتنا اچھا رشتہ ادھر گجرانوالہ میں تو ہمیں عمر کے لیے کبھی نہ ملتا۔تم جو اپنی بہن کی بیٹی کے لیے سوچتی ہو اس سے رشتہ کر کے ہمیں کیا ملے گا تمہاری بہن تو صدا کی کنگلی ہے اسکی بیٹی بیاہ کر تو الٹی آفتیں گلے پڑ جائیں گی۔عمر کا رشتہ یہاں کرنا بہت سود مند ثابت ہوگا۔فاروق نے دھیمی آواز میں رازداری انداز میں کہا تو پروین ایک لمحے کو چپ ہو گئیں۔انکے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور پیشانی پر شکنوں کا جال بچھ گیا تھا وہ شاید تیزی سے سوچ رہی تھیں۔

اتنا مت سوچو سعدیہ کی ماں۔اپنے فائدے کی سوچو۔یہ ہرگز گھاٹے کا سودا نہیں۔

ہوں۔۔کہہ تو آپ ٹھیک ہی رہے ہیں۔مگر میرا دل طلاق یافتہ پر نہیں مانتا۔وہ دھیمے لہجے میں بولیں۔

احمق ہو تم۔۔بس اب کچھ مت کہنا میں نے فیصلہ کرلیا ہے عمر کی شادی آمنہ سے ہی ہوگی۔انہوں نے قطعیت سے کہا تو پروین خاموش ہو گئیں۔

اگلے روز عمر کے والدین نے چند رسمی باتوں کے بعد اسے انگوٹھی پہنا دی تھی ، چند ہی دن بعد انکی بڑی بیٹی کی شادی تھی اسلیے انکو واپسی کی جلدی تھی عمر بھی انکے ساتھ ہی واپس چلا گیا تھا مگر جاتے جاتے وہ لوگ ان سب کو شادی

میں مدعو کرکے گئے تھے۔اب تو معاملہ آمنہ کی ہونے والی سسرال کا تھا سو امی نے گجرانوالہ جانے کی تیاریاں شروع کردیں۔سعدیہ اور عمر کے سب گھر والوں کے لیے مہنگے مہنگے تحائف خریدے گئے سعدیہ کے ہونے والے شوہر اور ساس کے لیے بھی تحائف خریدے گئے اور سعدیہ کی شادی سے چار روز قبل وہ امی ابو اور ثمینہ باجی اور انکے بچوں کے ہمراہ گجرانوالہ پہنچ گئے تھے ، شایان یونیورسٹی سے چھٹی نہ کرسکتا تھا اسلیے وہ ساتھ نہ آیا تھا۔ریلوے سٹیشن پر عمر انہیں ریسیو کرنے آیا ہوا تھا۔وہ اسکے ہمراہ اسکے گھر روانہ ہوگئے۔وہ ایک پرانے محلے میں رہتا تھا۔کم از کم آمنہ کو اس علاقے میں قدم رکھتے ہی ناگواری کے شدید احساس نے گھیر لیا تھا وہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اسکی ہونے والی سسرال ایسی جگہ پر واقع ہوگی۔عمر کا گھر بھی پرانی ہیں طرز کا تھا، تین دو منزلہ عمارت تھی جو باہر سے ہی شکستہ سی نظر آتی تھی اور صرف اسی گھر پر کیا موقوف اس پرانے محلے کا ہر گھر ہی شکستہ تھا دیوار سے ملی ہوئی دیوار نے جیسے ایک دوسرے کو ٹیک دے رکھی تھی۔وہ برا سا منہ بنا کر گاڑی سے اتری اور اپنا مہنگے سے سٹائلش بیگ کا اسٹریپ کاندھے پر ڈال کر آنکھوں سے دھوپ کی عینک اتار کر سر پر جمائی۔عمر کا گھر برقی قمقموں سے سجے ہونے کے باوجود بدنما ہی نظر آرہا تھا۔عمر ایک لڑکے کی مدد سے گاڑی سے انکا سامان نکلوا رہا تھا۔

اگر تم دونوں نے ادھر ذرا سی بھی بدتمیزی کا مظاہرہ کیا تو میں تم لوگوں کو

اکیلے واپس بھجوا دوں گی۔ثمینہ باجی جو سارا راستہ بھی کسی گراموفون ریکارڈ کی طرح بجتی رہی تھیں اب پھر خونخوار لہجے میں اپنے بچوں کو دھمکا رہی تھیں۔ آمنہ انکی اس عادت سے سخت بدمزہ ہوتی تھی ثمینہ باجی کی دونوں بچے نہایت سعادت مند قسم کے تھے مگر پھر بھی نجانے کیوں وہ ہر وقت ہی انہیں دھمکاتی رہتی تھیں۔

چلیے ناں اندر آنٹی۔آئیں ثمینہ بھابھی۔عمر نے لڑکے کو سوٹ کیسز اندر پہنچانے کی ھدایت کرکے ان سے کہا۔وہ اسکی ہمراہی میں اندر داخل ہوئے۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی آمنہ کی ناگواری کچھ اور بڑھ گئی بڑے صحن میں فردی دریاں بچھی ہوئی تھیں اور جوق در جوق لڑکیاں عورتیں غرضیکہ ہر سائز اور عمر کی صنف نازک براجمان بھانت بھانت کی بولیاں بول رہی تھیں ، اتنا شور تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔اس گھر میں نجانے کیوں ہر طرف بد نظمی و بے ترتیبی ہی نظر آتی تھی۔

آیئے آیئے امی شاید اندر کسی کمرے میں ہوں گی۔عمر نے جلدی سے مڑ کر کہا۔وہ سب اسکے پیچھے ہی کھڑے تھے۔صحن میں بیٹھی تمام عورتیں انکی جانب متوجہ ہوگئیں اور پھر ان سب کی ہی نظریں آمنہ پر جم گئیں جس نے جینز پر گھٹنوں تک آتا سیاہ کرتا پہن رکھا تھا سر پر اس نے سیاہ ہی حجاب جدید فیشن کے عین مطابق لپیٹا ہوا تھا اور شانے پر سیاہ شال۔تبھی کسی گوشے سے ایک

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتلی دبلی سی اکیس بائیس سالہ لڑکی انکی پیشوائی کو آگے بڑھی۔اسکے چہرے کے نقوش میں عمر کی والدہ کی شباہت بہت واضح تھی۔

کیسی ہو سمیعہ۔ثمینہ باجی نے آگے بڑھ کر اسکے گلے سے لگایا۔

اللہ کا شکر ہے بھابھی آپ کیسی ہیں۔اس لڑکی کی آواز بڑی مترنم سی تھی۔عمر نے جلدی سے سب کا تعارف کروا دیا وہ عمر کی چھوٹی بہن سمیعہ تھی۔

کچھ دیر بعد وہ لڑکی ہی انہیں اندرونی کمروں میں لے گئی جہاں عمر کی بہنوں کے علاوہ اور بھی کئی خواتین سے انکا تعارف کروایا گیا تھا۔وہ سب کی سب آمنہ کو گھور رہی تھیں اور آمنہ سوچ رہی تھی کہ مروت کا دورانیہ کتنا طویل ہونا چاہیئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خدا خدا کرکے اسے اس مجمع کی گھوریوں سے نجات ملی اور انہیں ان کے لیے مخصوص شدہ کمروں میں پہنچا دیا گیا جو اوپری منزل پر تھے۔دو کمروں میں سے ایک میں امی ابو ٹھہرے تھے اور دوسرے میں ثمینہ باجی اور انکے بچوں کے ساتھ آمنہ تھی۔پورا گھر مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور آمنہ کو سچ مچ کچھ ہی دیر میں اختلاج ہونے لگا تھا۔کیونہ عمر کا پورا خاندان ہی کم تعلیم یافتہ اور روایتی سا تھا۔وہ سب بے حد بولتے تھے اور بہت اونچا بولتے تھے اور آمنہ کو اونچا اونچا بولنے والوں اور بہت زیادہ بولنے والوں سے ہمیشہ سے بیر تھا۔

کمرے میں آکر اس نے سب سے پہلے تو حجاب اتار کر بال کھولے اور دھیرے دھیرے ان میں انگلیاں چلانے لگی۔ثمینہ باجی اپنے بچوں کے ہاتھ منہ دھلوا رہی تھیں۔وہ صوفے پر لیٹ گئی۔سفر کی تھکن اس پر اس قدر حاوی تھی کہ وہ جلد ہی گہری نیند سوگئی تھی۔جب اسکی آنکھ کھلی تو پورا گھر ڈھولک اور سریلی بےسری آوازوں سے گونج رہا تھا۔کمرے میں کوئی نہ تھا۔اس نے دیوار گیر گھڑی پر نظر ڈالی۔رات کے آٹھ بج چکے تھے۔وہ کسلمندی سے اٹھ بیٹھی۔ پورے جسم پر عجیب سی سستی مسلط تھی۔اس نے اٹھ کر سوٹ کیس سے اپنے کپڑے نکالے اور غسل خانے میں گھس گئی۔گرم پانی سے غسل کرنے کے بعد سستی تو دور ہوگئی مگر چائے کی طلب بڑھ گئی تھی۔وہ اپنے بال ہئیر ڈرائیر سے سکھانے کے بعد کمرے سے باہر نکلی۔ارد گرد کے کمرے شاید خالی تھے وہ مزے سے سب کمروں میں جھانکتی ہوئی زینوں کی جانب بڑھ رہی تھی اور جیسے ہی وہ زینوں کے قریب پہنچی اسے عمر دکھائی دیا جو تیزی سے دو دو تین تین زینے پھلانگتا ہوا اوپر ہی آرہا تھا وہ میکانکی انداز میں رک گئی۔وہ بھی اسے دیکھ چکا تھا اور ایک جاندار سی مسکراہٹ نے اسکے چہرے کا احاطہ کرلیا تھا۔

نیند پوری ہوگئی مادام۔عین اسکے سامنے آن رکتے ہوئے اس نے پوچھا۔آمنہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

میری ماموں زاد بہنیں تمہیں دیکھنے کو بے تاب ہیں جاؤ جاکر ان کو اپنے درشن کروا آؤ۔وہ اپنے مخصوص شگفتہ انداز میں بول رہا تھا مگر اسکے چہرے پر کچھ

تھکن کے آثار تھے اور لباس بھی شکن آلود ہورہا تھا۔

میں کیا کوئی عجوبہ ہوں جو تمہارا پورا خاندان مجھے دیکھنا چاہتا ہے۔اس نے برا سا منہ بنایا۔

عجوبے سے کم بھی نہیں ہو۔

مذاق نہیں عمر میں سنجیدہ ہوں۔

ارے بھئی تم میں ایسے کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے ہوئے میرے خاندان کی عورتیں تمہیں دیکھنے کے لیے اس قدر مشتاق اسلیے تھیں کیونکہ وہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ عمر فاروق نے کس گل رخ کو اپنی شریک حیات کے طور پر چنا ہے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر فاروق کوئی ایڈورڈ ہشتم ہے۔اس کا منہ مزید بگڑا۔

ایڈورڈ ہشتم کو تو میں کچھ سمجھتا ہی نہیں ، میں، میں ہوں لڑکی یہی میری خاصیت ہے یہی میری پہچان ہے۔وہ گردن اکڑا کر بولا۔

اچھا بکواس نہیں کرو۔میں نیچے جارہی ہوں۔

رکو میں بھی چلتا ہوں۔

تم اوپر کیا لینے آئے تھے؟

یونہی آیا تھا یار سوچا تھا ذرا دیر اپنے کمرے میں کمر سیدھی کروں گا مگر خیر

ہے بعد میں سہی۔

ہوں۔۔چلو تمہی میرا تعارف کروا دینا اپنی ماموں زاد بہنوں سے۔اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ویسے تم کیا تھوڑی سی ڈھنگ کی ڈریسنگ نہیں کرسکتی تھیں آمنہ۔شادی والا گھر ہے یار اور تم نے یہ کالا جوڑا پہنا ہوا ہے۔وہ ناقدانہ نظروں سے اس کا جائزہ لیتا ہوا بولا۔

بری لگ رہی ہوں کیا؟

نہیں بری نہیں لگ رہی ہو۔۔مگر۔اچھا چھوڑو آؤ چلیں۔وہ زینوں کی طرف مڑا آمنہ نے بھی اسکی تقلید کی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر کی ماموں زاد بہنیں قدرے معقول لڑکیاں تھیں آمنہ سے وہ تینوں کافی خوش اخلاقی سے ملی تھیں۔ایک بات جو آمنہ نے شدت سے محسوس کی تھی وہ عمر کی امی اور بہنوں کا رویہ تھا وہ جیسے اسے دیدہ و دانستہ نظر انداز کررہی تھیں۔امی ابو اور ثمینہ باجی کی تو کافی آؤ بھگت کی جارہی تھی مگر آمنہ جیسے اس منظر کا حصہ ہونے کے باوجود بھی کہیں نہ تھی۔وہ کچھ دیر تو ان لڑکیوں کے درمیان بیٹھی جو فرشی دریوں پر دائرے کے شکل میں بیٹھی ڈھولک بجا بجا کر مختلف فلمی گانے گا رہی تھیں، مگر جلد ہی بدمزہ ہو کر اٹھ آئی۔اس پورے

مجمع میں کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو اسے کمپنی دیتا۔وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔اس صحن کے دائیں طرف کونے میں باورچی خانہ تھا اور اسمیں بھی خاصا رش لگا ہوا تھا۔وہ مجمع پر نظریں ڈالنے لگی۔یہ سب عورتیں ہی تھیں اور ان کے چیختے رنگوں کے زرق برق کپڑے آمنہ کو اپنا منہ چڑاتے ہوئے معلوم ہورہے تھے۔وہ سجنے سنورنے کی بہت شوقین تھی مگر لباس کے انتخاب کے معاملے میں وہ ہمیشہ بہت محتاط رہی تھی ، کبھی بھی اس نے ایسے رنگوں کے لباس نہ پہنے تھے جن کے تیز شیڈز دیکھنے والوں کو کسی خطرے کے نشان سے کم نہ معلوم ہوں۔وہ کچھ دیر ان خواتین کو گھورتی رہی پھر اٹھ کر باورچی خانے میں چلی آئی اسے چائے کہ بہت شدت سے طلب ہورہی تھی۔یہاں پر بھی عجیب ہی ماحول تھا۔عمر کی بہن نادیہ ، بڑی خالہ ، چھوٹی ممانی اور ایک محلے کی خاتون وہاں موجود تھیں اور غالباً مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جارہا تھا۔اسے اندر آتے دیکھ کر وہ سبھی اسکی طرف متوجہ ہوگئیں۔

کچھ چاہیے؟ نادیہ نے پوچھا۔

جی وہ چائے بنانی تھی۔

کیوں؟ نادیہ نے بھنویں اچکائیں۔

سر میں درد ہورہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اتنے گھنٹے سوئی گی تو سر میں ہی درد ہوگا نا۔وہ کچھ تلخ لہجے میں بولی۔آمنہ کے ذہن میں کئی ناروا خیالات آئے جن کا اظہار یقینا نادیہ کو گراں گزرتا لہذا وہ چپ چاپ وہاں سے واک آؤٹ کرگئی مگر اب اس نے بھی تہیہ کرلیا تھا کہ وہ تب تک کمرے سے باہر نہ نکلے گی جب تک یہ سب لوگ اسے خود نہ بلوا بھیجیں گے۔وہ زینے طے کرکے اپنے زیر تصرف کمرے میں آگئی اور بستر پر کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔فون پر ایک فلم دیکھتے ہوئے اسے وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوا تھا اور جب رات کو باجی کمرے میں آئیں تو وہ سوتی بن گئی کیونکہ انکے کسی سوال کا جواب نہ دینا چاہتی تھی۔

اگلے روز سعدیہ کی مہندی تھی۔آمنہ صبح سویرے جاگ گئی تھی وجہ بس اتنی سی تھی کہ وہ گزشتہ کئی گھنٹوں سے بھوکی تھی اور اب اسکی آنتیں باقاعدہ طور پر قل ھواللہ پڑھ رہی تھیں۔وہ ضروریات سے فارغ ہوکر کمرے سے باہر آئی۔گھر میں ابھی ابھی سورہے تھے۔وہ نچلی منزل پر آئی اور باورچی خانے میں جا گھسی۔فریج سے آٹا نکالا اور جلدی سے پراٹھا بنایا پھر جھٹ پٹ انڈا بھی تل ڈالا اور وہیں کھڑے کھڑے کھانے لگی۔

کون ہے؟ عمر کی آواز پر وہ بے تحاشہ چونک کر پلٹی۔

اوہ تم۔۔کیا ہوا اتنی صبح صبح کیسی جاگ گئیں؟

بھوک سے برا حال تھا۔کسی نے کل سے کھانا تک نہ پوچھا مجھے تو۔وہ شکایتی لہجے میں بولی۔

اوہو معاف کرنا یار میں بہت مصروف تھا ورنہ خود ہی خیال رکھتا۔وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولا۔

کوئی بات نہیں تم ناشتہ کرو گے؟

نہیں مجھے بس چائے بنانی ہے۔

میں بنا دوں؟

نہیں تم رہنے دو اور اگر کھالیا ہے تو اپنے کمرے میں جاؤ۔وہ کافی سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

آمنہ نے آخری لقمہ منہ میں رکھا اور عمر کی طرف بغور دیکھا۔

کیا ہوا تمھیں؟

کچھ نہیں ہوا۔اب کھسکو یہاں سے کسی نے دیکھ لیا تو عجیب عجیب باتیں سننے کو مل جائیں گی۔اور میں نہیں چاہتا کہ تم ہرٹ ہو۔جاؤ شاباش۔وہ مسکرایا تھا۔آمنہ سر ہلا کر باورچی خانے سے نکلی اور اپنے کمرے میں چلی آئی۔باجی اور بچے اب تک سورہے تھے۔اس نے ان سب کے اٹھنے تک کا وقت موبائل کے سہارے گزارا۔پھر مہمانوں کے ناشتے کے بعد رات کے فنکشن کی تیاریاں شروع

ہوگئیں۔یہ تقریب گھر پر ہی ہونا تھی۔برابر والے گھر میں مردوں کا انتظام کیا گیا تھا جبکہ اس گھر میں عورتوں کے لیے انتظامات تھے۔نچلی منزل کے بڑے کمرے سے سب سامان ہٹا کر ایک سجی سجائی کرسی مغربی دیوار کے ساتھ رکھ دی گئی دیوار پر کچھ سجاوٹ بھی کی گئی تھی، پورے کمرے کو پیلے پھولوں سے سجایا گیا اور کچھ کرسیاں دیواروں سے لگا دی گئیں جن پر بزرگ خواتین بیٹھ گئیں۔گھر اتنا چھوٹا نہ تھا مگر لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ وہاں جگہ کم پڑ گئی تھی۔صحن میں بھی تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔صحن کے دائیں کونے میں ایک کمرے میں سعدیہ اپنی چند کزنز اور قریبی سہیلیوں کے ساتھ موجود تھی اسے اسکی کسی کزن نے ہی تیار کیا تھا۔آمنہ نے یہ سب تیاریاں اوپری منزل کی ریلنگ سے لٹکے ہوئے دیکھی تھیں۔عمر کل سے اسی سرمئی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا اور آمنہ نے اسے مستقل کاموں میں مصروف ہی دیکھا تھا۔سب سے چھوٹا ارحم گوکہ شایان کا ہم عمر ہی تھا مگر اسمیں احساس ذمے داری کا فقدان تھا وہ اپنے کزنز کے جھرمٹ میں کھڑا گپیں لڑانے میں مشغول تھا۔عمر کے ساتھ اسکے کچھ کزنز اور ایک دو دوست کام۔کروا رہے تھے اور عمر کے والد صاحب برابر والے مکان میں مردوں کے انتظامات میں مصروف تھے۔شام ہوتے ہوتے مہمانوں کی تعداد میں کچھ اور اضافی ہوگیا تھا اسی اثناء میں مووی کیمرہ بھی روشن ہوگیا آمنہ نے اوپری ریلنگ سے لٹکے ہوئے ہی دیکھا مووی کیمرہ تھامے وہ عمر کا ایک خالہ زاد بھائی ہی تھا۔ثمینہ باجی کے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پکارنے پر وہ کمرے میں چلی آئی۔

تم بھی تیار ہوجاؤ آمنہ۔انہوں نے نرم لہجے میں کہا۔آمنہ نے انکی طرف دیکھا۔ زرد رنگ کی ساڑھی میں وہ کتنی حسین لگ رہی تھیں۔

اف باجی آپ تو میک اپ کے بغیر بھی سنتی خوبصورت لگ رہی ہیں۔وہ بے اختیار بول اٹھی۔ثمینہ باجی مسکرا دیں۔

تم بھی تیار ہوجاؤ مجھ سے بھی زیادہ پیاری لگو گی۔وہ پیار سے بولیں۔آمنہ نے بستر پر رکھے اپنے کپڑوں پر نظر ڈالی۔یہ لباس اسنے یہاں آنے سے قبل خریدا تھا۔پیلے اور ہرے رنگوں کے امتزاج کا یہ غرارہ سوٹ ہلکے ہلکے موتیوں کے کام سے مزین تھا ، ہرے اور پیلے رنگوں کے امتزاج کے دوپٹے پر بھی موتیوں کا کام بنا ہوا تھا۔اسنے کپڑے تبدیل کیے اور آئنے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ثمینہ باجی تب تک اپنے بچوں سمیت کمرے سے جاچکی تھیں۔اس نے ہلکا ہلکا نہ نظر آنے والا میک اپ کیا اور بالوں کو سٹریٹ کرکے کھلا رہنے دیا۔ کلائیوں میں ہرے اور پیلے امتزاج کی چوڑیاں پہنیں اور دوپٹہ شانوں پر ڈال کر پیروں میں کھسے پہنے۔پھر کچھ سوچ کر کانوں میں بڑے بڑے بالے پہن لیے۔اور اپنا فون ہاتھ میں لیے نچلی منزل پر چلی آئی۔صحن میں بھی رش لگا ہوا تھا اور اندرونی کمروں میں تو شاید تل دھرنے کی بھی جگہ نہ تھی۔وہ ابھی صحن میں کھڑی سوچ ہی رہی تھی کہ کدھر جائے کہ اسکے چہرے پر مووی

کیمرے ہی تیز روشنی پڑی اور وہ چونک گئی۔

بھابھی آپ کی مووی تو بنی نہیں۔مووی والا بولا۔اس سے کل ہی عمر نے آمنہ کا تعارف کروایا تھا اسکا نام سلیم تھا۔

ابھی تو فنکشن شروع نہیں ہوا۔وہ مسکرا کر بولی۔

مگر ایک ایک بار تو مووی سبھی بنوا چکے ہیں ادھر تو جو لڑکی تیار ہوکر آتی ہے سب سے پہلے مووی اور تصویریں بنواتی ہے۔وہ ہنوز کیمرے کا رخ اسکی جانب کیے ہوئے بولا۔

مگر مجھے ایسا کوئی شوق نہیں تھینک یو۔وہ کہتے ہوئے پلٹی اور پھر رش میں سے جگہ بناتی ہوئی بڑے کمرے میں آئی۔ابھی رسم شروع نہ ہوئی تھی۔اور نہ وہ سعدیہ کو اس کمرے میں لایا گیا تھا۔اس نے امی اور ثمینہ باجی کو دیکھا جو عمر کی امی کے دائیں بائیں کھڑی ان سے باتیں کررہی تھیں وہ بھی آگے بڑھی اور خود ہی انہیں سلام کے بہانے مخاطب کیا۔

وعلیکم السلام! انہوں نے سر تا پا اسے گھورا۔وہ اس وقت اتنی جاذب نظر لگ رہی تھی کہ انکے چہرے کا تناؤ کم ہونے لگا۔اسکے لباس کے انتخاب میں خوش سلیقگی نمایاں تھی اور میک اپ کے معاملے میں بھی وہ کافی ڈیسنٹ واقع ہوئی تھی۔تم عمر کی چچی سے نہیں ملی آؤ تمہیں ملواؤں۔وہ اسے ساتھ لیے ایک گوشے کی طرف بڑھیں اور ایک جوان العمر قبول صورت عورت سے اسکا

تعارف کروایا۔

ماشاء اللہ بڑی پیاری بہو ڈھونڈی ہے بھابھی آپ نے تو۔انہوں نے تعریفی نظروں سے آمنہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔عمر کی امی کھل کر مسکرائیں۔

بھئی میرے عمر کے ساتھ کوئی عام شکل کی لڑکی تو نہ جچتی۔وہ گردن اکڑا کر بولیں۔

بالکل۔ویسے بیٹا آپ کرتی کیا ہو؟

میں نے بی اے کیا ہے اور اب ماسٹرز میں داخلہ لوں گی۔اس نے خوش اخلاقی سے بتایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماشاء اللہ ماشاءاللہ۔خاتون نے سر ہلایا۔اسی اثناء میں دو تین اور خواتین بھی وہیں آ کھڑی ہوئیں اور پھر ان سب نے ہی آمنہ کو تعریفی نظروں سے دیکھا تھا۔ عمر کی امی کافی خوش نظر آرہی تھیں آمنہ کو اندازہ ہوا کہ ان کو رام کرنا ہرگز مشکل کام نہ تھا سو وہ اس فنکشن میں مستقل طور پر سایے کی طرح انکے ساتھ ساتھ ہی رہی۔

تانیہ نے آسمان کیطرف دیکھا اور اسکے منہ سے بے اختیار نکلا۔برفباری! اور پھر اسکے قدموں میں جیسے بجلی سی بھر گئی۔آسمان سفید بادلوں سے ڈھک گیا تھا اور کسی بھی وقت برفباری شروع ہوسکتی تھی۔اسکے پیش نظر یہی خیال تھا جس

کے تحت وہ تیز تیز قدموں سے چلتی جارہی تھی۔ہوا ساکت تھی مگر خنکی اتنی زیادہ تھی کہ گرم کپڑوں میں ملبوس ہونے کے باوجود اسکا وجود یخ ہورہا تھا۔ اگر وہ چل نہ رہی ہوتی یقینی طور پر اسکے دانت بج رہے ہوتے۔اور پھر اسے قسمت ہی کہا جاسکتا ہے کہ جیسے ہی وہ سٹ اینڈ ونڈر تک پہنچی اسی وقت آسمان سے روئی کے گالوں کی طرح برف کے ذرات گرنے لگے۔وہ دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔کیفے کا چھوٹا سا ہال اس وقت کافی غیر آباد تھا۔اس نے کاونٹر کے پاس رک کر طائرانہ سی نظر پورے ہال پر ڈالی اور پھر ایک میز کی جانب بڑھی جہاں ایک جوان العمر، جاذب توجہ اور قبول صورت مرد بیٹھا اسی کی جانب متوجہ تھا۔وہ کرسی گھسیٹ کر بے تکلفی سے بیٹھ گئی۔

اتنی دیر۔مرد نے شکوہ کناں لہجے میں کہا۔

بکو مت کافی منگواؤ میرا پورا جسم یخ ہوگیا ہے۔وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔مرد نے سر ہلا کر ویٹر کو اشارہ کیا اور کافی کا آرڈر دے کر تانیہ کی طرف دیکھنے لگا۔

اتنی دیر کیوں کردی تم ؟ اس نے پوچھا۔

اوہو تو کیا میں تمہاری خادمہ ہوں جو تمہارے ایک حکم پر سر کے بل چلتی ہوئی حاضر ہوجاتی۔وہ اپنے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے ناخوشگوار لہجے میں بولی۔ سردی کے باعث اسکی ناک سرخ ہوگئی تھی۔وہ ایک غیر معمولی طور پر

خوبصورت اور پر کشش لڑکی تھی عمر چوبیں پچیس سال رہی ہوگی، اسکے چہرے پر سب سے حسین چیز اسکی آنکھیں تھیں ، بڑی بڑی سحر کار نیلی آنکھیں جن میں ہر وقت انجانی سی چمک لہراتی رہتی تھی۔اس وقت وہ سیاہ کوٹ میں ملبوس تھی جس کے فر نے اسکی گردن کو کانوں تک چھپا رکھا تھا۔اسکے اخروٹی رنگ کے بال لچھے دار تھے اور اس وقت وہ اسکے چہرے کے گرد بے ترتیبی سے گر رہے تھے۔

کم آن تانیہ میں نے یہ تو نہیں کہا اور تم ہر وقت مجھ پر خار کیوں کھائے رہتی ہو؟ مرد نے نرم لہجے میں کہا۔

تبھی ویٹر نے کافی کی ٹرے لا کر میز پر رکھ دی۔تانیہ کوئی جواب دیئے بناء کافی کی طرف متوجہ ہوگئی۔

تم نہیں جانتی تانیہ میں کتنا بے تاب رہتا ہوں۔دن کا کوئی ایک لمحہ بھی سکون سے نہیں گزرتا۔وہ مضطربانہ انداز میں بول رہا تھا۔تانیہ کافی کے گھونٹ لیتے ہوئے شیشے کے اس پار دیکھنے لگی۔سڑک پر برف کی سفید چادر سی بچھ گئی تھی۔

کیا تم بہری ہوگئی ہو۔وہ یکدم چڑ کر بولا۔تانیہ نے تیکھی نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

تم قریب قریب روز مجھے اسی قسم کی بکواس سے بور کرتے ہو۔اب تو مجھے

تمہارے جملے بھی حفظ ہوگئے ہیں۔وہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔

آخر تمہیں میری سچائی پر کب یقین آئے گا تانیہ۔مرد کی آنکھوں میں نمی چھلک پڑی۔

پلیز ریحان! یہ ایک پبلک مقام ہے۔وہ ہاتھ اٹھا کر ناخوشگوار لہجے میں بولی۔

ریحان نے سر جھکا لیا۔

مجھے تمہاری سچائی پر یقین ہے مگر اس یقین سے کیا فائدہ حاصل ہوجائے گا؟ تم خود بتاؤ کیا ہمارا اس طرح ملنا صحیح ہے؟ اور تم اب اپنی پشیمانی کا اظہار کرتے ہی کیوں ہو اب جبکہ ہماری طلاق کو چھ ماہ بیت چکے ہیں تو ان باتوں سے کیا فائدہ۔وہ دبی ہوئی آواز میں بولی۔گفتگو انگریزی میں ہی ہورہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محبت کسی طلاق کو نہیں مانتی تانیہ۔ریحان نے سر اٹھا کر کہا۔اسکی آنکھیں شدت غم سے سرخ ہورہی تھیں۔

مگر معاشرہ طلاق کو مانتا ہے اور دین۔۔۔

پلیز کس دین سے تعلق ہے تمہارا؟ وہ اسی بات کاٹ کر طنزیہ لہجے میں بولا۔ انگریز ماں اور برائے نام مسلمان باپ کی اولاد ہو تم کیا واقعی تمہارا کوئی دین ہے؟ تمہیں کلمہ تک بھی آتا ہے؟ پھر کس دین کی بات کررہی ہو؟

شٹ اپ پلیز۔وہ غصیلے لہجے میں بولی۔تم ابھی طرح جانتے ہو کہ ممی کی ڈیتھ

کے بعد ڈیڈی نے مجھے کتنی پابندیوں میں پالا ہے مجھے مسلمان بنانے کی خاطر انہوں نے پھپھو کو مستقل اپنے پاس رکھ لیا تھا۔اور اسلام کی نالج میرے پاس تم سے زیادہ ہی ہے۔اور میں اپنے دین کے مطابق ہی چلنا چاہتی ہوں مجھے باونڈریز پھلانگنے کا کوئی شوق نہیں تم مجھے کئی سالوں سے جانتے ہو میں نے شادی سے پہلے تم سے کبھی جنسی تعلق نہ رکھا تھا۔

چلو یہی سہی مگر پھر بھی تم دین اور معاشرے کی ردار مت رکھو مجھ پر۔میں جانتا ہوں کہ سب سے بڑا ایشو تمہارے ڈیڈی کا ہے۔جن کو ساری زندگی گوریوں سے فرصت نہ ملی اور اب اس عمر میں اسلام کا دورہ پڑ گیا ہے۔

ہاں تو پھر۔اس نے کندھے اچکائے۔طلاق کے بعد میں تمہارے ساتھ کس حیثیت سے رہ سکتی ہوں۔اور تم میرے ڈیڈی کے متعلق بکواس کرنے والے کون ہوتے ہو۔ڈیڈی نے میری پرورش تن تنہا کی ہے اور مجھے ہمیشہ غلط صحیح کی تمیز سکھائی ہے۔

یہ نیو یارک ہے بے بی یہاں پر ساتھ رہنے کے لیے کسی حیثیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

گویا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ بغیر شادی کے رہوں؟ تانیہ نے برافروختگی کے عالم میں کہا۔

نہیں یار میں ایسا نہیں چاہتا میں اتنے بیہودہ خیالات کا مالک ہر گز نہیں ہوں۔

مجھے ان سب باتوں سے کوئی غرض نہیں ، میں بغیر شادی کے کسی کے ساتھ رہنے کو غلط سمجھتی ہوں ڈیٹس اٹ اور تم۔۔تم نے مجھے طلاق دی تھی میری ایگو ہرٹ کی تھی۔وہ خشک لہجے میں بولی۔

میں اس کے لیے تم سے کتنی بار معافی مانگ چکا ہوں تانیہ، میں عمر بھر تمہارے قدموں میں بیٹھ کر تم سے معافی مانگتا رہوں گا بس پلیز مجھے ایک موقع دے دو۔وہ یکدم لجاجت آمیز لہجے میں بولا۔تانیہ نے اظہار تنفر کے لیے ہونٹ سکوڑے۔

چلو بالفرض میں تمہیں معاف کردوں پھر کیا ہوگا؟ کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد وہ بولی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم پھر شادی کرلیں گے بے بی۔وہ مسکرایا۔

طلاق کے بعد پھر شادی۔وہ الجھ گئی۔

ہاں بے بی یہ ممکن ہے۔

ریحان اتنا مجھے بھی پتہ ہے کہ جب تک میں کسی اور سے شادی نہ کروں گی تب تک تم سے دوبارہ شادی نہیں کرسکتی۔وہ بولی۔

ہاں تو بے بی اسمیں کیا مشکل ہے۔

واٹ۔۔تم پاگل ہوگئے ہو کیا۔یعنی میں کسی سے شادی کروں پھر اس سے

طلاق لیکر تم سے شادی کروں۔وہ آنکھیں پھاڑ کر بولی

ہاں۔

جہنم میں جاؤ تم۔

تانیہ پلیز آرام سے میری بات سنو۔

تم اپنی بات سمیت بھاڑ میں جاؤ۔وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

پلیز تانیہ۔۔۔وہ بھی اٹھا مگر وہ اسکی بات سنے بغیر کیفے سے باہر نکلی اور جتنی دیر میں وہ اس تک پہنچتا وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر روانہ ہوچکی تھی۔ریحان کیفے کے باہر کھڑا رہا۔۔برفباری اب تک ہورہی تھی اور ریحان کے چہرے پر سوچوں کا جال بچھا ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شادی کی تمام تقریبات خوش اسلوبی سے نمٹ گئیں سعدیہ بیاہ کر ساجد کے چھوٹے سے گھر میں چلی گئی۔ولیمے سے اگلے روز وہ سب اسلام آباد کے لیے روانہ ہوگئے۔عمر انہیں ریلوے اسٹیشن تک چھوڑنے آیا تھا۔وہ حسب عادت چہک رہا تھا اور بات بات پر آمنہ کو چھیڑ رہا تھا۔روانگی کے وقت اس نے کھڑکی سے اسے ہاتھ ہلایا جو وہیں پلیٹ فارم پر موجود تھا وہ اسے دیکھتی رہی جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوگیا اسکے بعد اس نے سر برتھ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔عمر کے پورے خاندان سے وہ مل چکی تھی ، کوئی

خوش اخلاقی سے ملا تو کسی نے برا سا منہ بنایا تھا ، کسی کے طنز کیا تو کسی نے گرمجوشی کا مظاہرہ کیا۔بہرحال آمنہ مطمئن تھی۔امی نے سعدیہ اور اسکے شوہر اور پورے سسرال کو اپنے گھر آنے کی دعوت دے ڈالی تھی اور آمنہ کو قوی امید تھی کہ وہ لوگ ضرور آئیں گے۔تمام رستہ سکون سے گزرا اور گھر پہنچ کر ایک دن آرام کی نذر ہوگیا۔اگلے دن سے زندگی معمول کے مطابق چلنے لگی تھی۔آمنہ نے ابو کو یاد دہانہ کروا دی کہ اسے یونیورسٹی میں داخلہ لینا ہے۔ابو اگلے ہی روز اپنے ساتھ یونیورسٹی لے گئے۔آمنہ نے کافی سوچ بچار کے انگریزی ادب میں ماسٹرز کرنے کا ارادہ کیا۔وہ بہت مسرور وہ شادمان تھی کیونکہ اسکی زندگی کو کوئی مقصد ملنے والا تھا۔

فرزانہ نے بھی اسکے ساتھ ہی یونیورسٹی میں داخلہ لینے کا ارادہ کرلیا تھا۔ان دنوں آمنہ بہت خوش تھی۔داخلے کے تمام مراحل خوش اسلوبی سے طے ہوگئے۔کلاسیں فروری میں شروع ہونا تھیں اور ابھی چند دن باقی تھے۔اور یہ چند دن وہ فرزانہ کے ہمراہ شاپنگ میں گزارنا چاہتی تھی۔

امی میری چھٹیاں ختم ہونے کو ہیں مجھے اب واپس جانا ہوگا۔عمر نے پروین کو مخاطب کیا جو بستر پر نیم دراز تھی۔اور انکے سرہانے بیٹھی سمیعہ انکا سر دبا رہی تھی۔ابو کچھ فاصلے پر رکھے صوفے پر بیٹھے تھے۔

اتنی جلدی۔۔پروین نے کہا

بہت دن ہوگئے ہیں امی میری نئ جاب ہے۔اتنی لمبی چھٹیوں سے برا اثر پڑے گا۔اس نے کہا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔ابو نے کہا۔

وہ سعدیہ کہہ رہی تھی کہ وہ اور ساجد اسلام آباد گھومنا چاہتے ہیں۔میں نے ان سے کہہ دیا کہ عمر کے سسرال میں آرام سے رہ کر اسلام آباد گھوم سکیں گے اس طرح رہائش کا خرچہ بھی بچے گا۔پروین نے کہا تو عمر نے سر ہلا دیا۔وہ جانتا تھا کہ بحث بیکار تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں اپنی پیکنگ کرلوں پھر۔کل ہی نکلوں گا۔اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

میں سعدیہ کو بتادیتی ہوں سمیعہ فون کر سعدیہ کو۔پروین نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب کیا باجی میرے ساتھ ہی جائیں گی؟ عمر نے پوچھا

ہاں وہ دونوں تو سب تیاری کیے بیٹھے ہیں بس تمہاری روانگی کے منتظر تھے۔امی نے جواب دیا۔عمر گہری سانس لے کر پلٹا۔اسے باجی اور ساجد بھائی کے اسلام آباد گھومنے پر اعتراض نہ تھا مگر دوران سفر ساجد بھائی کا مسلسل اسکے سر پر سوار رہنا اسے بری طرح کھٹک رہا تھا۔ساجد بھائی اچھے خاصے ہوتے مگر انکی

خود نمائی کی عادت نے انہیں شدت سے بور بنا کر رکھ دیا تھا۔بہرحال عمر کو اس بوریت کو برداشت تو کرنا ہی تھا۔اسنے شایان کو کال کرکے ساری صورتحال سے آگاہ کردیا اور اپنا سامان اکٹھا کرنے لگا۔

پھر تم نے کیا سوچا؟ آج وہ دونوں پھر ایک قریبی ریسٹورنٹ میں ملے تھے۔

کس بارے میں؟ تانیہ نے بھنویں اچکائیں۔

حلالہ کے متعلق۔

میں کیا سوچوں۔تم نے مجھے کچھ سوچنے کے قابل رہنے دیا ہے کیا؟

تم میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو یا نہیں؟ ریحان نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

پتہ نہیں۔وہ بے دلی سے بولی۔مگر اسکی آنکھوں میں اقرار کی چمک تھی۔ریحان اسے اچھی طرح جانتا تھا۔

دیکھو میرے ذہن میں ایک پلان ہے۔ریحان نے کچھ دیر بعد کہا۔اگر تم کسی ایسے پاکستانی سے شادی کرلو جو سیٹل ہونا چاہتا ہو تو کام بن سکتا ہے تم اس پر ڈومینیٹ کرو گی اور پھر شادی کے کچھ دن بعد اس سے جھگڑے وغیرہ کرکے طلاق لے لینا اور پھر میں آکر تمہارے ڈیڈی سے معافی مانگ لوں گا اور سب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

ڈیڈی کو شک ہوجائے گا۔

پرواہ مت کرو۔تم ایسا کوئی بندہ تلاش کرو جو نیو یارک میں نووارد ہو۔تم امریکن نیشنل ہو تم سے شادی میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ریحان نے پر اطمینان لہجے میں کہا۔ایک بار تم شادی کرلو اسکے بعد طلاق تک معاملہ کیسے پہنچانا ہے یہ ہم ڈیسائیڈ کرلیں گے۔

ہوں۔۔۔تانیہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔

اتنا مت سوچو بے بی۔محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہوتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پتہ نہیں کیوں مگر میرا دل نہیں مان رہا۔

تو کیا تم میرے بغیر زندگی گزار سکتی ہو؟

نہیں۔مگر تم گدھے ہو تم نے مجھے طلاق دی ہی کیوں تھی۔وہ جھنجھلا گئی۔

غلطی ہوگئی تھی بے بی غصہ آگیا تھا۔وہ ندامت سے پر لہجے میں بولا۔

اور تمہارے اس غصے کی بدولت بھگتوں گی میں۔وہ غصیلے لہجے میں بولی۔

بے بی پلیز۔۔۔اس نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے تھے اسکے سامنے۔

اچھا شٹ اپ۔وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

اب تمہیں جلد از جلد ایسا کوئی قربانی کا بکرا تلاش کرنا ہے جس کی بلی چڑھا کر ہم پھر سے ایک ہو سکیں۔وہ یکدم بائیں آنکھ دبا کر شوخ لہجے میں بولا تانیہ نے پر سوچ نظروں سے اسکی طرف دیکھا مگر کچھ بولی نہیں اسکے چہرے پر کبیدگی کے آثار بہت واضح تھے۔

آمنہ نے رشیدہ کے ساتھ مل کر اوپری منزل کے دو کمرے درست کردیئے تھے۔وہ سوچ رہی تھی کہ اب سعدیہ باجی اور انکے شوہر صاحب آجائیں گے رہنے کے لیے اور دن رات حرام ہو کر رہ جائیں گے کیونکہ وہ اسکی ہونے والی نند ہیں تو امی کا بس نہ چلے گا کہ وہ آمنہ کو انکی باقاعدہ غلامی میں دے دیں۔اپنی متوقع شامت کے خیال سے ہی اسکا دل شدت سے بدمزہ ہورہا تھا وہ آج کل صرف اور صرف یونیورسٹی کے متعلق سوچنا چاہتی تھی۔اسکی کلاسز شروع ہونے میں ایک ہفتہ باقی تھا۔اور وہ جانتی تھی کہ سعدیہ باجی جلد از جلد واپس نہ جائیں گی۔بہرحال قہر درویش برجان درویش۔وہ آنے والی گھڑیوں کی منتظر تھی۔

اگلے روز عمر سعدیہ باجی انکے شوہر ساجد بھائی اور انکی چھوٹی بہنیں اریبہ ، صائمہ اور چھوٹے بھائی سہیل کے ہمراہ چلا آیا تھا۔آمنہ سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ یہ پورا ٹولہ ہی انکے گھر چلا آئے گا۔بہرحال اب یہ پورا ٹولہ ڈرائنگ روم میں براجمان تھا اور آمنہ رشیدہ کے ساتھ باورچی خانے میں چائے کی تیاری

میں مصروف تھی۔

پورا خاندان اٹھا لائے عمر بھائی تو۔رشیدہ نے دبی آواز میں کہا۔

ہاں عجیب ہی لوگ ہیں سعدیہ باجی کے سسرال والے سبھی اٹھ کر آ گئے۔آمنہ نے جواب دیا۔

آپکا کیا بنے گا ان لوگوں میں آمنہ باجی۔رشیدہ نے سر ہلا کر کہا

اللہ جانے۔خیر تم چائے تیار ہوگئی ہے تو تھرماس میں نکالو۔اس نے ٹرالی پر لوازمات کی پلیٹیں سیٹ کرتے ہوئے کہا۔رشیدہ نے پھرتی سے چائے تھرماس میں نکالی اور پھر آمنہ کی ھدایت پر ٹرالی گھسیٹتی ہوئی ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔آمنہ نے اپنے کمرے میں جاکر آئنے کی سامنے کھڑے ہوتے ہوئے اپنے حلیے کا جائزہ لیا۔ھلکے نیلے رنگ کے کاٹن کے شلوار قمیض پر سفید سویٹر پہنے اور سوٹ کی ہمرنگ شال دائیں شائیں پر ڈالے وہ کافی نکھری نکھری نظر آرہی تھی۔اس نے پر اطمینان انداز میں سر کو جنبش دی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ڈرائنگ کی طرف جاتے ہوئے اس نے شال کا پلو سر پر جما لیا تھا۔ ڈرائنگ روم سے ہنسنے اور بولنے کی آوازیں آرہی تھیں وہ پہلے مہمانوں سے مل۔چکی تھی لھذا بے تکلفی سے اندر داخل ہوکر امی کے برابر کا بیٹھی۔رشیدہ سب کو چائے سرو کررہی تھی۔عمر کے نہ رکنے والے لطیفے جاری تھے اور تمام

حاضرین مسلسل ہنس رہے تھے۔

ہاں تو آمنہ آنٹی بتا رہی ہیں کہ تم نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا ہے۔سعدیہ باجی نے اسے مخاطب کیا۔

جی۔اس نے اختصار سے جواب دیا۔

اتنا پڑھ کر کیا کرو گی بھئی اب تو تمہیں گھر داری سیکھنی چاہیے ، شادی کے بعد ڈگریاں کام نہیں آتیں۔وہ روایتی گفتگو کرتی تھیں۔

باجی میری تعلیم ماسٹرز ہے اور میں ہرگز نہیں چاہتا کہ میری بیوی کی تعلیم مجھ سے کم ہو۔آمنہ کے بولنے سے قبل ہی عمر بول اٹھا۔

تم نے کونسا بیوی سے نوکری کروانی ہے۔

ڈگری صرف نوکری کرنے کے لیے تو نہیں لی جاتی باجی۔عمر نے حسب عادت بسکٹ چائے میں ڈبو کر کھاتے ہوئے کہا۔

لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہوتی ہے بھئی، کرنا تو چولہا ہانڈی ہی ہے۔وہ منہ بنا کر بولیں۔

تعلیم حاصل کرنا تو فرض ہے سعدیہ باجی۔آمنہ بولی۔

اور آمنہ ایک فرض شناس لڑکی ہے۔عمر نے ٹکڑا لگایا۔سب ہنسنے لگے۔

کس سبجیکٹ میں ماسٹرز کرنے لگی ہو؟ اب کی بار ساجد بھائی کی جانب سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوال آیا تھا۔

انگریزی ادب میں۔اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

توبہ استغفار۔سعدیہ نے برا سا منہ بنایا۔شرم نہیں آتی تمہیں انگریزی ادب پڑھو گی۔

اس میں شرم کی کیا بات ہے؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔

انگریزی ادب کافی شرمناک ہوتا ہے۔۔ہے نا باجی؟ عمر نے مسکرا کر پوچھا۔

ہاں میری ایک سہیلی بتاتی تھی کہ بہت بے حیائی ہوتی ہے انگریزی ادب میں۔سعدیہ باجی نے محققانہ انداز میں کہا۔

خیر ایسی بھی کوئی بات نہیں یہ بس ہوا بنا ہوا ہے آمنہ بد مزہ ہوگئی۔

تم کیا جانو۔میری سہیلی نے خود ناولیں پڑھی ہوئی تھیں انگریزی کی۔سعدیہ باجی ہاتھ ہلا کر بولیں

اس نے پھر چھانٹ چھانٹ کر مسالے دار ناولیں ہی پڑھی ہوں گی۔اور اس طرح کے کرارے ناولز تو میں آپکو اردو ادب سے بھی نکال کر دے سکتی ہوں۔وہ باقاعدہ بحث پر آمادہ ہوگئی تھی۔

ہو سکتا ہے اس نے ہیمنگ وے کا فیئر ویل ٹو آرمز پڑھ لیا ہو یا پھر جارڈن اور ماریہ کے رومینس سے شوق فرمایا ہو۔عمر نے کہا۔

اس طرح کے ناولز ہر زبان میں لکھے گئے ہیں۔وہ جلدی سے بولی۔

ہاں لکھے گئے ہیں مگر انگریز اور انگریزی ویسے ہی بدنام ہیں۔عمر نے تائیدی انداز میں سر کو جنبش دی۔

تم لوگ جو بھی کہو میں تو کنواری لڑکیوں کے انگریزی ادب پڑھنے کے سخت خلاف ہوں۔بلکہ کنواری لڑکیوں کو تو ناولیں اور شاعری پڑھنی ہی نہ چاہیے۔ سعدیہ نے کہا

چلو چھٹی ہوئی۔آپ صاف صاف کہہ دیں نا کہ عورت کو عمر بھر مطالعہ نہ کرنا چاہیے۔عمر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھئی شادی کے بعد پڑھ لے ناولیں بھی اور فلمیں بھی دیکھ لے مگر شادی سے پہلے ان چیزوں سے دماغ خراب ہوتا ہے۔سعدیہ باجی نے کہا

ہائیں اور شادی کے بعد دماغ رہتا ہی کدھر ہے عورتوں کے پاس جو وہ کتابیں پڑھیں۔عمر نے آنکھیں پھاڑ کر کہا آمنہ بے اختیار ہنس پڑی اریبہ صائمہ اور سہیل بھی ہنسنے لگے اور امی بھی بے اختیار مسکرا اٹھی تھیں۔سعدیہ باجی کے منہ کے رویے ذرا سے بگڑے۔

تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شادی شدہ عورتیں بے دماغ ہوتی ہیں۔ انہوں نے تیوری چڑھا کر پوچھا۔

صحیح لفظ بد دماغ ہوتا ہے باجی۔وہ گہری سانس لے کر بولا۔ویسے آپ خواہ مخواہ بور ہورہی ہیں میرا کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔میں تو یہ کہہ رہا تھا۔۔

بس بس رہنے دو خوب سمجھتی ہوں تمہارے مطلب میں۔سعدیہ نے اسکی بات کاٹ کر ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

آ۔۔آپ لوگ تھک گئے ہوں گے آرام کرلیجیے رشیدہ! آپ لوگوں کو انکے کمرے دکھا دو۔آمنہ نے صورتحال بگڑتی دیکھ کر جلدی سے کہا تھا۔رشیدہ فورا سے آگے بڑھی۔عمر نے سب سے آنکھ بچا کر آمنہ کو آنکھ ماری اور وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔عمر کا سدھرنا نا ممکن تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس وقت کراؤن ہائٹس اپارٹمنٹس سے تھوڑے سے فاصلے پر موجود ایک چھوٹے سے کافی ہاؤس میں بیٹھی ہوئی تھی۔اسکے سامنے میز پر پڑی کافی سے بھاپ اٹھ رہی تھی اور وہ خود کسی گہری سوچ میں الجھی ہوئی تھی۔اس کی نیلی آنکھیں بار بار کسی انجانے خیال کے ماتحت سکڑ جاتیں اور بھرے بھرے تراشیدہ لب بھینچ جاتے۔وہ مشرق و مغرب کے ملاپ کا حسین ترین امتزاج تھی۔اس کی گوری رنگت میں کچھ کچھ سلونا پن تھا اور بال اخروٹ کی رنگت کے تھے۔چہرے کے نقوش میں مشرقیت کی جھلک تھی مگر آنکھیں کانچ سی نیلی تھیں۔اسکی ماں بیلا ڈیوڈ پلی بڑھی تو امریکہ میں تھی مگر نسلا وہ اینگلو فرنچ

تھی۔اسکا باپ ڈیوڈ گراہم انگلینڈ کا باشندہ تھا اور اسکی بیوی فرنچ تھی۔شادی کے بعد وہ دونوں امریکہ چلے آئے اور پھر ڈیوڈ نے دن رات کی محنت سے یہاں پر اپنا ایک گاڑیوں کا چھوٹا سا شورروم بنا لیا تھا، بیلا امریکہ میں ہی پیدا ہوئی تھی وہ جب اٹھارہ سال کی ہوئی تو اسکی ملاقات تانیہ کے باپ شکیل جاوید سے ہوئی وہ ایک خوش شکل تعلیم یافتہ جوان تھا جو بغرض حصول زر امریکہ آیا تھا ، دونوں میں دوستی ہوئی، دوستی رومان میں تبدیل ہوگئی اور پھر جلد ہی دونوں نے شادی کرلی۔بیلا سے شادی کے بعد شکیل کو جلد ہی امریکی شہریت بھی مل گئی۔بیلا اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی لہذا ڈیوڈ نے اپنے چھوٹے سے کاروبار میں شکیل کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیا پھر تین سال بعد بیلا تانیہ کو جنم دے کر وفات پا گئی اور شکیل نے اپنی بیوہ بہن کو تانیہ کی پرورش میں مدد کے لیے مستقل اپنے پاس بلا لیا۔انہوں نے تانیہ کی پرورش میں کوئی کوتاہی نہ کی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ حدود کی پاسداری کرنے والی لڑکی تھی۔وہ جونئیر سکول کی طالبہ ہی تھی جب آگے پیچھے ہی اسکے نانا نانی بھی وفات پاگئے اور ڈیڈی نے دن رات ڈیوڈ کے بزنس کو مزید پھیلانے میں صرف کردیے۔تانیہ کو مشرق کی روایت پسند تھیں وہ ڈیڈ کی ساتھ تین چار بار پاکستان بھی آئی تھی۔وہ کوشش کرتی تھی کہ امریکہ کی آزاد فضاؤں میں رہنے کے باوجود بھی اپنی حدود کو عبور نہ کرے۔اسکے بہت سے مرد دوست تھے جن میں زیادہ تعداد مقامی امریکنز کی تھی مگر وہ دوستی کبھی بھی بیہودگی کی حدود میں داخل نہ ہونے پائی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔پھر ایک دن اس کی زندگی میں ریحان احمد شامل ہوا۔وہ ایک پاکستانی نژاد امریکی تھا ، اسکے والدین کی وفات ہوچکی تھی اور بہن بھائی امریکہ کہ مختلف ریاستوں میں رہتے تھے وہ ایک تعلیم یافتہ پرکشش جوان تھا ، دونوں میں دوستی ہوئی اور پھر جلد ہی یہ دوسری گہری محبت میں بدل گئی اور پھر تانیہ نے اسے ڈیڈی سے ملوادیا۔اسکے ڈیڈی اب بروک لین کے ذی حیثیت آدمیوں میں شمار ہوتے تھے انہوں نے گزشتہ بیس بائیس سالوں میں دن رات کی محنت سے ڈیوڈ کے اس چھوٹے سے شوروم کو ایک بڑے شوروم میں تبدیل کرلیا تھا اور اب وہ کراؤن ہائٹس اپارٹمنٹس میں ایک ویک فرنشڈ اپارٹمنٹ کے مالک تھے۔ دولت ان پر جیسے عاشق تھی۔ریحان کو انہوں نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا تھا انہوں نے اسے اپنے ہی بزنس میں شامل ہونے کی دعوت دی مگر ریحان اپنی جاب سے مطمئن تھا سو اس نے سہولت سے منع کردیا۔۔پھر دونوں کی بہت دھوم دھام سے شادی ہوگئی۔ریحان Dean north apartment کے ایک اپارٹمنٹ میں رہتا تھا۔اسکا اپارٹمنٹ بہت شاندار نہ سہی مگر کچھ ایسا برا بھی نہ تھا۔وہ دونوں بہت خوش تھے۔شادی کے چھ مہینے کسی خوبصورت خواب کی مانند گزرے اور پھر ایک روز ریحان رات کو گھر آیا تو کافی جھنجھلایا ہوا تھا تانیہ نے اس سے دیر سے آنے کا سبب پوچھا تو وہ غصے میں آگیا اور پھر بات بڑھتے بڑھتے اتنی بڑھی کہ ریحان نے اسے طلاق دے دی۔تانیہ اپنے باپ کے پاس واپس چلی آئی۔۔عدت کے تین ماہ بھی گزرے مگر ریحان کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جانب سے کوئی رابطہ نہ کیا گیا اور اب جبکہ عدت کو گزر چکے تھے تو ایک روز اچانک ریحان نے اس کا رستہ روک لیا تھا وہ نادم تھا اور اس سے معذرت طلب کررہا تھا اور پھر اسکے بعد تو یہ معمول ہی بن گیا وہ ہر روز اس سے معافی مانگتا شروع شروع میں تانیہ تنگ پڑتی تھی مگر پھر وہ اسکی جانب مائل ہونے لگی ، وہ اسکی پہلی اور آخری محبت تھا اور وہ اس سے دور ہو کر بہت مضطرب تھی طلاق نے اس کے اعصاب کو بہت بری طرح متاثر کیا تھا اور وہ ریحان کی بغیر زندگی گزارنے کے خیال سے ہر روز لرزتی تھی ایسے میں ریحان کی یہ پیشقدمی اسکے لیے سوچ کے نئے در وا کررہی تھی۔عام مسلمانوں کی بنیاد raw knowledge کی طرح وہ بھی حلالہ سے واقف تھی اور اس پر وہ سنجیدگی سے کسی ایسے شخص کی تلاش کے متعلق سوچ رہی تھی جسے ہراول دستے کے طور پر استعمال کیا جاسکتا تھا۔وہ جانتی تھی کہ امریکہ میں ایسے پاکستانی مردوں کی کمی نہیں جو امریکن شہریت کی خاطر بوڑھی عورتوں سے بھی شادی کرلیتے ہیں پھر وہ تو خوبصورت اور جوان تھی اسے کون نظر انداز کرسکتا تھا۔سوچتے سوچتے وہ مسکرا دی۔ریحان کو پانے کے لیے یہ سودا برا نہ تھا۔اور پھر اسے شادی ہی تو کرنا تھی کوئی گناہ تو نہ تھا یہ۔اس کے دل نے تاویلیں دے کر اسے مطمئن کردیا تھا اور پھر وہ کافی ختم کرکے اٹھنے ہی والی تھی کہ اسکی نظر کاونٹر کے پاس کھڑے ایک آدمی پر پڑی۔شاید کاونٹر پر کچھ معلومات حاصل کررہاتھا اور جیسے ہی وہ پلٹا تانیہ بے اختیار مبہوت رہ گئی اس نے آج

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تک اتنا شاندار مرد نہ دیکھا تھا وہ بلاشبہ بر صغیر کا باشندہ تھا۔۔مگر وہ کتنا شاندار تھا۔۔غیر معمولی طور پر پر کشش۔تانیہ نے ایک گہری سانس لی۔وہ تانیہ کے قریب والی میز پر جا بیٹھا اور مینیو دیکھنے لگا۔تانیہ نے اسے ایک بار بھی اپنی جانب دیکھتے نہ پایا تھا۔وہ کسی خیال کے تحت اٹھی اور اسکی میز کے پاس گئی۔

ایکسکیوز می۔اس نے اپنی مترنم آواز میں اسے مخاطب کیا۔اس نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا اور تانیہ نے اسکی بڑی بڑی بھوری آنکھوں میں بے ساختہ ستائش ابھرتے دیکھی تھی وہ بڑی محویت سے تانیہ کے خوبصورت چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

جی فرمایئے۔اس نے انگریزی میں جواب دیا شاید وہ اسے مقامی ہی سمجھا تھا۔

پاکستانی؟ تانیہ نے پوچھا۔نووارد نے اپنا سر اثبات میں ہلا دیا۔

نیو یارک میں نووارد ہیں؟ اس نے پھر سوال داغا۔

جی کل ہی آیا ہوں۔اسکی آواز و لہجہ بھی بہت پر کشش تھے۔تانیہ نے سر ہلایا۔

کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟ اب کی بار اس نے اردو میں پوچھا تھا۔نووارد کی آنکھوں میں حیرت کے آثار نظر آئے۔

جی ضرور۔وہ مسکرایا۔تانیہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

انجانے دیس میں اپنے ہم وطنوں کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔وہ بے تکلفی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے بولی۔وہ بھی مسکرایا تھا تانیہ نے نوٹ کیا کہ وہ مسکراتے ہوئے بھی بے حد دلکش نظر آتا ہے۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں ویسے میں آپکو مقامی ہی سمجھا تھا۔

جی میری والدہ انگریز تھیں۔اس نے جواب دیا۔آپ پاکستان میں کہاں سے ہیں؟

اسلام آباد سے۔

اوہ واؤ میری ڈیڈی بھی اسلام آباد سے ہیں۔وہ قدرے جوش سے بولی اور اسکی آنکھیں پہلے سے زیادہ گہری نیلی نظر آنے لگیں۔

ویری گڈ۔پھر تو ہم گہرے دوست بن سکیں گے۔بائے دا وے آپکا نام جان سکتا ہوں؟ اس نے بھی گرم جوشی کا مظاہرہ کیا تھا۔

مجھے تانیہ شکیل کہتے ہیں اور آپ؟

عثمان احمد۔ایک حرفی جواب دے کر اس نے ویٹر کو کافی کا آرڈر دیا تھا۔تانیہ نے سر ہلا دیا۔وہ اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔اور ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ عثمان ایک اچھا دوست ضرور ثابت ہوسکے گا۔

رات کے کھانے پر پھر سب جمع تھے اور آمنہ دل ہی دل میں دعائیں کر رہی تھی کہ اسوقت سعدیہ باجی اسے مخاطب نہ ہی کریں۔سارا دن باورچی خانے میں کام کر کرکے اب اسکی کمر بری طرح دکھ رہی تھی اور وہ جلد از جلد کھانا ختم کرکے سوجانا چاہتی تھی۔

آنٹی یہ کوفتے آپ نے بنائے ہیں نا بے حد لذیذ ہیں۔عمر کی آواز پر وہ چونکی جو اسکے عین سامنے ہی براجمان تھا۔

نہیں بیٹا کھانا تو سارا رشیدہ اور آمنہ نے مل کر تیار کیا ہے۔امی نے سادگی سے جواب دیا۔

اوہ اچھا اچھا۔تبھی میں کہوں کہ نمک کچھ کم ہے۔وہ یکدم پینترا بدل گیا آمنہ کا دل چاہا پانی کا جگ اسکے سر پر انڈیل دے۔

نہیں نہیں بہت اچھا بنا ہے سب کچھ۔ساجد بھائی جلدی سے بولے۔

ارے ساجد آپ میرے ہاتھ کے بنے کوفتے بھول گئے؟ سعدیہ نے ناز بھرے انداز میں شوہر کو مخاطب کیا اور وہ بے بسی سے سرہلا کر زبردستی مسکرا اٹھے۔

باجی آپ کے کوفتے بنانے سیکھ بھی لیے کمال ہے مجھے اس انقلاب عظیم کی خبر بھی نہ ہوسکی۔عمر نے انہاک سے کھانا کھاتے ہوئی سنجیدگی سے کہا۔آمنہ نے اپنی ہنسی بہت مشکل سے ضبط کی تھی جبکہ ساجد بھائی کی چھوٹی بہنیں کھی کھی کرنے لگی تھیں۔اور مسکرا تو سبھی رہے تھے۔سعدیہ نے کھا جانے والی

نظروں سے عمر کو گھورا۔

تم گھر پر رہو تو پتہ ہو نا تمھیں۔وہ نا خوشگوار لہجے میں بولی۔

بیٹا تم نے دفتر کب سے جانا ہے؟ ابو نے بروقت مداخلت کی تھی آمنہ نے سکون کا سانس لیا۔

کل صبح سے انکل۔عمر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔پھر آمنہ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگا وہ بھی مسکرا کر رہ گئی۔عمر کی آنکھوں میں شرارت کی چمک چشمے کے پیچھے سے بھی واضح تھی۔

سعدیہ بیٹا یہ سویٹ ڈش بھی لو نا۔امی کو فورا میزبانی کے فرائض نبھانے کا خیال آیا تھا۔

نہیں شکریہ مجھے میٹھا پسند نہیں۔وہ خشک لہجے میں بولی۔

ارے آنٹی شادی کے بعد سویٹ ڈشز کھانے سے بھی احتراز کرنا چاہیے کیونکہ بہادرانسان وہی ہے جو مشکل وقت کا سامنا خندہ پیشانی سے کرے اور جھوٹے سہارے نہ تلاشے۔بقول شاعر

پی جا ایام کی تلخی کو بھی ہنس کے ناصر

غم کو سہنے میں بھی قدرت نے مزہ رکھا ہے۔عمر نہایت سنجیدگی سے بولا تھا۔

آمنہ اور شایان بے اختیار ہنس پڑے باقی سب بھی مسکرائے تھے مگر سعدیہ کا

پارہ چڑھ چکا تھا۔

بکواس مت کرو عمر۔وہ چڑچڑے پن سے بولی۔

سوری باجی۔وہ اسی موڈ میں بولا۔

سعدیہ کرسی کھسکا کر اٹھی اور پھر سب کے روکنے کے باوجود وہاں سے واک آؤٹ کرگئی تھی امی نے عمر کو ہلکی سی ڈانٹ پلا دی تھی جو اس نے تابعداری سے سن لی تھی۔

تو وہ نیو یارک میں نو وارد ہے اور۔سیٹل ہونا چاہتا ہے ادھر۔ریحان نے سر ہلایا۔وہ دونوں آج بھی سٹ اینڈ ونڈر میں ہی ملے تھے۔یہاں ملنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ جگہ کراون ہائٹس اپارٹمنٹس سے کچھ فاصلے پر تھی اور تانیہ کے ڈیڈی کے روٹ میں بھی نہ تھی لہذا وہ یہاں ریحان کے ساتھ آزادنہ طور پر مل سکتی تھی۔

ہاں۔اور غیر شادی شدہ بھی ہے۔تانیہ نے کہا۔

پھر تم نے کیا سوچا ہے؟

سمجھ نہیں آرہا کہ کیا سوچوں۔

خیر فی الحال تم اس کے لیے کسی نوکری کا بندوبست کرنے کی کوشش

کرو۔ریحان بولا۔

بھلا میں کیسے کرسکتی ہوں نوکری کا بندوبست۔

تمہارے ڈیڈی کے شوروم میں مینیجر کی پوسٹ خالی ہے نا تو اسکی سفارش کردو تمہارے ڈیڈی تمہاری بات نہیں ٹالتے۔

ڈیڈی نے مینیجر کی پوسٹ پر کبھی کسی جوان آدمی ہو ہائیر نہیں کیا ہمیشہ تجربہ کار ادھیڑ عمر آدمی کو ہی ہائیر کرتے ہیں اور پھر وہ کاروباری معاملات میں میری ماننے ہی کیوں لگے۔

تانیہ اگر تم کوشش کرو تو سب کچھ ہوسکتا ہے اگر وہ بندہ اتنا ہی شاندار اور ہائی لی پولشڈ اور کلچرڈ ہے جیسا تم بتا رہی ہو تو تمہارے ڈیڈی اسے نظر انداز نہ کرسکیں گے میں انہیں بخوبی سمجھتا ہوں وہ بہت ظاہر پرست انسان ہیں۔ ریحان نے کہا۔

تم ڈیڈی سے اتنے متنفر کیوں ہو۔۔ اس نے ناک چڑھا کر پوچھا

غیر ضروری باتیں مت کرو۔سنجیدگی سے سوچو۔وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

مجھے کچھ نہیں سوچنا تم ہی سوچو۔اس نے بیزاری سے کہا

تم کتنی بے درد ہو تانیہ کیا تمہیں میری محبت کا ذرا سا بھی احساس نہیں۔

تم نے کیا تھا میری محبت کا احساس جب مجھے طلاق دے رہے تھے۔

بھگت بھی تو رہا ہوں نا اپنی اس غلطی کو۔تمہیں کسی اور مرد کے ساتھ دیکھنا میرے لیے موت جیسا ہے مگر یہ میری سزا ہے اور میں اسے قبول کرتا ہوں۔ اسکی آنکھوں میں آنسو چھلک پڑے اور آواز بھرا گئی تھی تانیہ نرم پڑ گئی۔

مگر اسکے بغیر ہمارا پھر سے یکجا ہونا بھی تو ممکن نہیں ہے نا ریحان۔

جانتا ہوں۔۔اس نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا۔تانیہ کا دل کچھ اور گداز ہوا۔ وہ اس سے شدید محبت کرتی تھی۔

میں چلتی ہوں۔مجھے عثمان سے ملنا ہے۔اس نے گہری سانس لیکر کہا۔

ہمم جاؤ۔وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

تم اپنا خیال رکھنا۔وہ اپنا بیگ کاندھے پر ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

فکر مت کرو۔وہ غمگیں انداز میں ہنسا تھا۔تانیہ جانے کو پلٹ گئی۔

تم کہاں مقیم ہو؟ تانیہ نے عثمان سے پوچھا۔وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔

فی الحال تو ایک دوست کے پاس رکا ہوا ہوں مگر رہائش کا مسئلہ بہرحال ٹیڑھا ہے کیونکہ میرے پاس ابھی کوئی کام بھی نہیں۔اس نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

اوہو تم کام کے لیے فکر مند کیوں ہوتے ہو میں ڈیڈی سے بات کروں گی وہ ضرور تمہاری کوئی مدد کرسکیں گے اس سلسلے میں۔

اگر تم ایسا کرسکو تو مجھے خوشی ہو گی میں یہاں سیٹل ہونا چاہتا ہوں یار واپس نہیں جانا چاہتا۔

یہاں جو بھی آ جاتا ہے پھر وہ واپس نہیں جانا چاہتا۔تانیہ مسکرائی۔عثمان بھی جواباً خفیف سا مسکرایا تھا۔تانیہ کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ کھو جاتا تھا۔

ویسے اگر تمہیں رہائش کا ایشو ہے تو تم میرے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہوجاؤ میں ڈیڈی سے بات کرلوں گی کہ میرا ایک دوست رہنے کے لیے آرہا ہے۔ہمارے گھر تم بے فکر ہوکر رہ سکتے ہو جب تک رہنا چاہو۔وہ اپنی مترنم آواز میں بول رہی تھی۔

نہیں یہ مناسب نہ ہوگا۔میں رہائش کا مسئلہ حل کرلوں گا اور ویسے ابھی تو میرے دوست نے مجھے جانے کا کہا بھی نہیں۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

عثمان کیا تم مجھے غیر سمجھتے ہو۔وہ ناز بھرے انداز میں شکوہ کناں ہوئی۔عثمان اسے دیکھ کر رہ گیا۔اس لڑکی کے ہر ہر انداز میں عجیب طرح کی کشش تھی۔ اور پھر وہ حسین بھی بے اندازہ تھی۔وہ ہر وقت اسی کے سحر میں کھویا رہتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسی بات نہیں ہے تانیہ۔وہ آہستہ سے بولا۔

عثمان نجانے کیوں مجھے تم سے اتنی اپنائیت محسوس ہونے لگی ہے حالانکہ ہمیں ملے چند دن ہی تو ہوئے ہیں مگر مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں تمہیں صدیوں سے جانتی ہوں۔۔تمہاری آنکھیں تمہارا چہرہ۔۔۔مجھے لگتا ہے جیسے میں ہزاروں سالوں سے تمہیں دیکھتی آئی ہوں۔وہ خلاء میں دیکھتے ہوئے کھوئے کھوئے لہجے میں بڑبڑا رہی تھی۔اس لمحے اسکی نیلی آنکھوں میں خوابیدہ سا تاثر تھا اور ہونٹوں کی خفیف سی جنبش سے جھلکتے سفید دانتوں کی لکیر۔۔عثمان کے سارے وجود میں تھرتھری سی دوڑ گئی۔وہ کتنی حسین تھی کتنی دلکش۔۔۔وہ بے خود ہونے لگا۔تمہیں بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کیا؟ وہ یکدم اسکی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ بیٹھی۔عثمان اسکی آنکھوں کا سامنا کرتے ہوئی شدت سے گڑبڑا گیا۔دھڑکن بڑھ گئی حلق خشک ہونے لگا اس وقت وہ خود کو لڑکیوں کے معاملے میں سراسر بدھو تصور کررہا تھا۔

مم۔۔۔میں۔۔میں بھی یہی محسوس کرتا ہوں۔وہ بدقت تمام ہکلایا۔تانیہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

تم کتنے اچھے ہو سب سے اچھے۔وہ مسکرا کر بے حد لگاوٹ سے بولی۔اسکے ہاتھ بہت یخ تھے مگر عثمان کو تو جیسے ان سپید دلکش ہاتھوں سے اک آنچ سی نکلتی محسوس ہوئی تھی اور وہ اس آنچ میں قطرہ قطرہ پگھل رہا تھا۔

تم سے اچھا تو کوئی نہیں ہو سکتا تانیہ۔وہ اسکے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑتے ہوئے بولا۔

سچی۔۔تانیہ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

ہاں۔۔عثمان کی آنکھوں میں جیسے نشہ اترا تھا۔

تھینک یو۔وہ سر جھکا کر بولی۔اسکے چہرے پر حیا کی سرخی پھیلی تھی اور اسکی اس مشرقی ادا پر وہ جیسے فدا ہو گیا تھا۔

تم سگریٹ پینا ترک کر دو عمر۔

کیوں؟

مجھے اچھا نہیں لگتا۔

میں؟

نہیں بھئی سگریٹ۔

مگر میرا سگریٹ تو تمہیں ناپسند نہیں کرتا۔

کبھی تو آدمیت کے جامے میں رہ کر گفتگو کیا کرو۔وہ جھنجھلا گئی۔

آدمیت کا جامہ۔۔ہاہاہا۔۔۔وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

اسمیں ہنسنے کی کیا بات ہے۔وہ بگڑ کر بولی۔

کچھ نہیں بس اس اصطلاح پر مجھے ہنسی آجاتی ہے۔آدمیت کا جامہ۔۔پاجامہ۔۔ موم جامہ۔۔زیر جامہ۔۔

شٹ اپ۔وہ جھینپ گئی۔

کیا لفظ زیر جامہ سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے؟ اس نے سنجیدگی سے پوچھا جوابا وہ گردن موڑ کر بائیں جانب دیکھنے لگی۔وہ دونوں اس وقت ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے سعدیہ باجی انکے شوہر اور بقیہ تینوں سسرالیوں کا انتظار کررہے تھے وہ دونوں ایک قریبی مال میں شاپنگ کے لیے گھسے تھے تو جیسے پلٹنا ہی بھول گئے تھے۔

خفا کیوں ہوتی ہے۔میں سگریٹ کا عادی ضرور ہوں مگر جب چاہوں ترک بھی کرسکتا ہوں۔وہ کچھ دیر بعد سنجیدگی سے بولا۔

تو ترک کردو۔آمنہ نے اسکی طرف دیکھا۔

یار ترک تو کردوں مگر لڑکیوں کو وہی مرد بھاتے ہیں جو سگریٹ وغیرہ سے شغل کرتے ہوں، انہیں وہ مرد ہیرو لگتا ہے جس کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں سگریٹ دبا ہوا ہو بال پریشان ہوں اور چہرے پر غم اور اداسی کے بادل چھائے ہوئے ہوں اور اگر یہی اداس ہیرو شراب نوشی بھی کرتا ہو تو انہیں دیوداس کی یاد آجاتی ہے اور پھر وہ دل ہی دل میں ایسے ہیرو کو ایڈمائر کرنے

لگتی ہیں۔

بکواس۔۔حقیقی زندگی میں اگر دیوداس ٹائپ شوہر مل جائے تو چند ہی دنوں میں فینسٹی کا سارا بھوت اتر جاتا ہے جب محترم دیوداس کے منہ سے اٹھتے بدبو کے بھپکے ابکائیوں پر مجبور کرتے ہیں تو ہیرو ویرو سب بھول جاتا ہے۔وہ منہ بنا کر بولی۔

دور سے تو دیکھ کر محظوظ ہوا جا سکتا ہے نا۔وہ مسکرایا

دور سے تو پھر چڑیا گھر کے جانوروں کو بھی دیکھ کر محظوظ ہوا جاتا ہے مگر ان سب جانوروں کو گھر پر نہیں رکھا جاسکتا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انسان اور جانور میں بہت فرق ہوتا ہے۔

جو انسان اپنے مقام سے آگاہی نہ رکھتا ہو وہ جانور سے بھی بدتر ہے۔

ختم کرو میں کسی خشک سی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا میرا نظریہ یہ ہے کہ زندگی صرف چار دن کی ہے سو اسے جی بھر کر انجوائے کیا جائے، مر تو فلسفی سکالر اور عالم بھی جاتے ہیں تو پھر خوش رہ کر اور دکھوں سے نظریں بچا کر کیوں نہ جیا جائے۔کیا رکھا ہے خشک باتوں میں۔زندگی کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہو تاکہ دنیا سے جاتے وقت دل میں کوئی حسرت باقی نہ ہو۔بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔وہ لاپرواہی سے بولا۔

تم اگنورنٹ ہو۔وہ تنفر آمیز لہجے میں بولی

ٹھیک ہے میں ہوں مگر میں اپنی اس روش سے مطمئن ہوں۔مجھے خدائی فوجدار بن کر ساری دنیا کا درد اپنے دل میں محسوس کرنے کا کوئی شوق نہیں۔وہ اپنے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔آمنہ نے اکتاہٹ بھرے انداز میں منہ پھیر لیا۔

خوب۔۔۔ریحان نے سر کو خفیف سی جنبش دی۔تو وہ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔

ہاں۔تانیہ نے بہت برا سا منہ بنایا۔

تم بہت خوبصورت ہو تانیہ یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی کو تم سے محبت نہ ہو۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

بکو مت ریحان وہ ایک مخلص انسان ہے مجھے اسکو دھوکہ دینے کے خیال سے بھی کوفت ہورہی ہے۔وہ بیزاری سے بولی۔

اخلاقیات کا دورہ نہ پڑے تو بہتر ہوگا۔ریحان نے آنکھیں نکالیں۔

ریحان میں کوئی پیشہ ور عورت نہیں ہوں میری زندگی میں محبوب کی حیثیت سے تم واحد مرد رہے ہو بس۔

تو وہ تمہارا محبوب تو نہیں ہے اسکے ساتھ تو تمہیں صرف محبت کا ڈرامہ کرنا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے۔

اور یہ ڈرامہ مجھے اپنے ضمیر سے جنگ لڑ کر کرنا ہوگا۔

تو کرو جنگ اپنے ضمیر سے۔۔محبت اور ضمیر میں سے ہر حال میں محبت کو ہی چن لینا چاہیے۔

تم بہت کٹھور ہو ریحان۔

نہیں تانیہ میں کٹھور نہیں ہوں میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔میں تمہیں کھو کر زندہ نہیں رہ سکتا۔

ٹھیک ہے مجھے تمہاری محبت پہ شک نہیں مگر عثمان کو دھوکہ دینا میرے لیے ذہنی کوفت کا باعث ہے وہ ہر لحاظ سے ایک بہت اچھا انسان ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ختم کرو تانیہ۔برے تو ہم بھی نہیں اور پھر تم سے شادی کرکے اسے نیشنلٹی مل جائے گی اسکے لیے یہی بہت کافی ہے۔وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔تانیہ کے لب تھرتھرا کر رہ گئے شاید وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی تھی۔

آج آمنہ کی ایماء پر مہمانوں کو شکر پڑیاں گھمانے کے لیے لایا گیا تھا۔اتوار کا دن تھا اور موسم خاصا سرد تھا غنیمت تھا کہ دھوپ نکلی ہوئی تھی۔اگر مطلع ابر آلود ہوتا تو شاید مہمانوں میں سے کوئی بھی گھر سے نکلنے پر راضی نہ ہوتا۔

آج امی بھی ان سب کے ساتھ جانے پر رضا مند ہوگئ تھی۔ارشد اور رشیدہ بھی ہمراہ تھے اور شایان بھی خلاف معمول اتوار کا دن دوستوں کے ساتھ گزارنے کی بجائے ان کے ساتھ چلا آیا تھا۔

شکر پڑیاں پہنچ کر امی نے تو ایک جگہ گھاس پر ڈیرہ جما لیا جبکہ باقی سب ادھر ادھر تتر بتر ہوگئے۔نوبیاہتا جوڑا ہاتھوں میں ہاتھ دیئے چکر دار روش پر ٹہلنے لگا اور لڑکیاں تصویریں بنانے لگیں۔آمنہ ان سب سے قدرے الگ تھلگ ٹہلتی ہوئی ریلنگ پر ہاتھ ٹیک کر اونچے اونچے پہاڑوں کو تکنے لگی۔ریلنگ کے اس طرف کھائیاں تھیں۔وہ گہرائی میں دیکھتی رہی پھر سر اٹھا کر سرسبز پہاڑوں کو تکنے لگی۔تیز دھوپ میں چٹانیں جیسے اونگھ رہی تھیں۔اس نے گہری سانس لیکر جیسے اس منظر کی خوبصورتی کو دل تک محسوس کیا تھا۔

اے۔عمر کی آواز پر وہ بے ساختہ چونکی۔

یہاں کیا کررہی ہو؟ اس سے دو قدم کے فاصلے پر ریلنگ پہ ہاتھ جماتے ہوئے اس نے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں۔آمنہ نے سادگی سے جواب دیا۔

یہاں سے اگر چھلانگ لگائی جائے تو خاصا ایڈونچر رہے۔عمر نے آگے کی طرف جھک کر نیچے جھانکتے ہوئے کہا۔

گہرائی اتنی زیادہ نہیں ہے۔زیادہ سے زیادہ کچھ کھرونچیں ہی آئیں گی۔اس نے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہا۔

تم کچھ سنجیدہ نظر آرہی ہو۔

کچھ نہیں میں بہت زیادہ سنجیدہ ہوں۔

کیوں؟

بس یونہی۔میں سنجیدہ مزاج انسان ہوں۔

سنجیدہ مزاج ضرور ہو مگر انسان۔۔بھلا انسان کیوں ہونے لگیں۔۔وہ شوخی سے بولا۔

میں تمہارے جملوں کی دلچسپی کی داد دینے کے بھی موڈ میں نہیں ہوں۔

تم سے داد طلب کس نے کی ہے۔میں تو یہ کہنے آیا تھا کہ چلو کچھ تصویریں بناتے ہیں۔اس نے پتلون کی جیب سے اپنا فون نکالتے ہوئے کہا۔

شیور۔وہ بولی۔

آؤ اس طرف چلتے ہیں ادھر اتنا رش ہے۔وہ ہاتھ اٹھا کر تفریح گاہ کی عقبی جانب اشارہ کرکے بولا وہ دونوں چکر دار روش پر ٹہلتے ہوئے عقبی حصے تک پہنچے یہاں رش قدرے کم تھا۔ریلنگ ادھر نصف دائرے کی شکل اختیار کرگئی تھی اور ریلنگ کے اس طرف گہری کھائیاں تھی اور کھائیوں میں اونچے اونچے درخت تھے۔اور کھائیوں کے اس پار پانی نظر آرہا تھا۔

ارے آمنہ وہ کیا ہے؟ عمر نے پوچھا۔

ڈیم ہے غالباً۔آمنہ نے جواب دیا۔

یوں لگتا ہے جیسے بلکل قریب ہے۔

نہیں کافی دور ہے۔ہم اونچائی پر کھڑے ہیں اسلیے ایسا محسوس ہورہا ہے تمہیں۔

اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

ہوں۔۔عمر نے سر ہلایا۔پھر وہ آمنہ کی تصویریں لینے لگا۔کچھ سیلفیاں بھی لی گئیں اسکے بعد وہ دونوں اسی روش پر چلتے ہوئے واپسی کا سفر طے کررہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ ہم اب شادی کرلیں۔عمر نے یک بیک کہا۔

عمر ابھی نہیں۔میں ماسٹرز کرلوں پھر۔اس نے جواباً سنجیدگی سے کہا۔

میں تمہیں پڑھائی سے منع نہیں کروں گا یار اتنا قدامت پرست نہیں ہوں۔

میں جانتی ہوں مگر پھر بھی میں ماسٹرز کرنے سے قبل شادی نہیں کرنا چاہتی۔

چلو نکاح کرنے میں تو کوئی حرج نہیں نا۔

آئی ڈونٹ نو۔وہ شانے اچکا کر بولی۔

آمنہ میں نکاح کی بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں تمہارا میرا رشتہ جتنی جلدی

آفیشل حیثیت اختیار کرلے اتنا بہتر ہے۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

جیسے تمہاری مرضی عمر۔

تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں نا؟

نہیں مگر مجھے تمہاری اس جلد بازی پر کچھ تعجب ضرور ہے۔

ٹھیک ہے۔۔جلد بازی ہی سہی مگر امی کو میں نے بہت مشکل سے منایا ہے اس سے قبل کہ وہ کوئی نیا شوشہ چھوڑیں میں اس رشتے کو مضبوط کرلینا چاہتا ہوں۔

یعنی وہ مکر بھی سکتی ہیں؟اس نے رک کر سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ممکن ہے۔

عجیب بات کررہے ہو تم۔

سچ بات کررہا ہوں آمنہ۔ہمارا نکاح جلد از جلد ہوجانا بے حد ضروری ہے۔

اوکے۔۔اس نے شانے اچکا دیئے تھے۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ امی کی آواز کی ناگواری اس نے فون پر بھی محسوس کی

تھی۔

جلدی کہاں امی۔

ابھی ہم سعدیہ کی شادی سے فارغ ہوئے ہیں مزید خرچ کرنے کی استطاعت نہیں ہمارے پاس۔

اخراجات کی فکر نہ کریں بس آپ آجائیں باقی سب میں مینیج کرلوں گا۔اسنے رسان سے جواب دیا۔

میں تمہارے ابو سے بات کروں گی۔

ان سے بات میں کرچکا ہوں انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جب سب کچھ طے کر ہی لیا ہے تو مجھ سے بات کرنے کی زحمت بھی کیوں کی؟ وہ نروٹھے پن سے بولیں۔

کم آن امی۔۔آپ کی منشاء بھی بے حد ضروری ہے۔بس آپ جلدی سے آنے کی تیاری کریں۔اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا جواباً اس نے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سنی تھی۔

اور پھر ابو امی کو منا کر لے ہی آئے تھے۔عمر کے بقیہ بہن بھائی اور کچھ رشتے دار بھی ہمراہ آئے تھے۔نکاح کی تیاریاں کی گئیں اور پھر ایک سادہ سے فنکشن میں عمر اور آمنہ کو نکاح کے بندھن میں باندھ دیا گیا تھا۔

وہ حسب عادت رات کے دو بجے چائے بنانے کی غرض سے باورچی خانے میں آئی۔چولہے پر چائے کا پانی رکھا ہی تھا کہ باورچی خانے کے دروازے پر آہٹ ہوئی۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔عمر اپنی مخصوص مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے دروازے میں کھڑا تھا۔سیاہ ٹراؤزر پر سیاہ ہی پوری آستینوں والی ٹی شرٹ پہنے آنکھوں پر عینک لگائے وہ اسے بہت اپنا ، بہت اچھا لگا تھا۔وہ مسکرائی۔

تمہیں بھی ضرور چائے ہی کی طلب ہوگی؟

جناب۔۔وہ سینے پہ ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھکا۔آمنہ نے پلٹ کر دیگچی میں مزید پانی ڈالا اور کیبنٹ کھول کر اس میں سے پتی اور چینی کے ڈبے نکالنی لگی۔عمر نے فریج سے دودھ کی دیگچی نکال کر کاؤنٹر پہ رکھی اور کیبنٹ پر ہاتھ ٹیک کر آمنہ کی جانب رخ موڑ کر وہیں کھڑا ہوگیا۔آمنہ نے گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا پھر مسکرا دی۔

ویسے تم کتنے کنجوس انسان ہو، نکاح کے بعد کوئی تحفہ بھی نہیں دیا تم نے مجھے۔

تحفہ کس بات کا بھئی۔پورے کا پورا عمر فاروق مل گیا تمہیں یہ کم ہے کیا؟

تو۔۔تم کوئی گفٹ تو نہیں ہو ناں۔اس نے ابلتے ہوئے پانی میں پتی ڈالتے ہوئے کہا۔

تحفے سے کم بھی نہیں ہوں۔

بڑی غلط فہمی ہے تمہیں اپنے متعلق۔

تمہاری طرح خوش فہمی تو نہیں ہے ناں۔

بات مت اڑاؤ مجھے تحفہ چاہیے۔

کیا تحفہ چاہیے؟

ڈائمنڈ رنگ۔

شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں؟

NEW ERA MAGAZINE .com

تمہاری شکل سے بہتر ہے۔اس نے منہ بناتے ہوئے قہوے میں چینی ڈالی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہو تمہیں کیا پتہ کہ کس طرح لڑکیاں اس مکھڑے پر مرتی ہیں۔

اندھی ہوتی ہوں گی ساری۔اس نے برجستگی سے کہا۔

جی نہیں۔بہت خوبصورت طرحدار حسینائیں ہوتی ہیں۔

تو انہی میں سے کسی سے نکاح کرلیا ہوتا۔اس نے چائے میں دودھ ڈالتے ہوئے کہا۔

ہوں سوچا تو تھا میں نے مگر یہ دل بے قرار نہ مانا، اسکی تو ایک ہی ضد تھی کہ چاہیے تو بس یہ ڈریگن صفت تشدد پسند مولون ہی۔اس کی جانب جھکتے

ہوئے وہ شرارت آمیز لہجے میں بولا تھا، آمنہ نے اسکے سینے پر ہاتھ ٹیک کر اسے پیچھے کیا اور پلٹ کر ریک سے دو مگ اٹھائے۔

تم کبھی نارمل بھی ہوتے ہو عمر؟ اس نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا۔

ہائے او ربا جب سے آپ کو دیکھا ہے بس نہ دن میں چین ہے نہ راتوں کو سکون۔اس نے ٹھنڈی سانس بھری۔

ضرور تمھیں گیسٹرک کی شکایت ہے۔اس نے دیگچی کے نیچے آنچ دھیمی کرتے ہوئے جواب دیا۔

تم بہت نان رومینٹک ہو۔عمر نے ناک چڑھائی۔

فضول باتیں مت کرو۔یہ لو چائے اور جاؤ یہاں سے۔اسنے مگ میں چائے انڈیل کر کہا۔

کچھ دیر گفتگو کر لینے میں کیا حرج ہے جان تمنا۔

حرج یہ ہے کہ اوپری منزل پر تمہارے رشتے دار استراحت فرما رہے ہیں اگر کوئی جاگ گیا تو فسانے بن جائیں گے۔

مجھے ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اوہو کہہ کون رہا ہے۔۔اگر فرق نہیں پڑتا تو سعدیہ باجی کی شادی پر مجھے کیوں کچن سے بھگا دیا تھا؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تب کی بات اور تھی مگر اب تو ہم میاں بیوی ہیں اب ہمارے ملنے پر شرعی قانونی کوئی حد لاگو نہیں ہوتی۔

اب تم مجھے آدھی رات کے وقت میاں بیوی کے رشتے پر بور کرو گے؟ آمنہ نے بہت برا سا منہ بنایا۔

بھاڑ میں جاؤ تم۔وہ جھلا کر مگ سمیت جانے کو پلٹ گیا۔آمنہ کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی تھی۔

آسمان سفید بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور آج پھر برفباری کا امکان تھا۔وہ آج گاڑی لیکر نکلی تھی اور اسکے برابر والی سیٹ پر عثمان بیٹھا ہوا تھا۔وہ دونوں دوپہر کا کھانا کھانے کی غرض سے نکلے تھے۔تانیہ نے اسے اسکی عارضی رہائش گاہ سے پک کیا تھا۔وہ پچھلے ایک ہفتے سے اسے یقین دلا رہی تھی کہ وہ اس پر ہزار جان سے عاشق ہوچکی ہے اور عثمان بھی اسکی محبت میں پور پور ڈوب چکا تھا۔۔مگر اب تک تانیہ نے اس سے اسکے متعلق کچھ بھی نہ پوچھا تھا۔اپنے متعلق بھی کچھ خاص نہ بتایا تھا۔انکے درمیان گفتگو رومان بازی سے آگے نہ بڑھی تھی مگر اب تانیہ کو لگتا تھا کہ اسے عثمان سے کھل کر شادی کی بات کرنی چاہیے۔اس نے عثمان کو ایک اچھا انسان پایا تھا اور آج وہ یہ سوچ کر آئی تھی کہ اسے اپنی طلاق کے متعلق سب کچھ بتادے گی ، ساری پلاننگ کے

باوجود اسکے دل میں کہیں یہ گلٹ تھا کہ وہ عثمان جیسے اچھے انسان کو دھوکہ دینے جارہی ہے اسے اپنی طلاق کے متعلق بتا کر وہ گویا غیر شعوری طور پر دھوکے کی شدت میں تھوڑی سی کمی کرنا چاہتی تھی۔

کیا سوچ رہی ہو؟ عثمان نے اسے مخاطب کیا تو وہ چونکی۔

کچھ نہیں۔وہ مسکرائی۔اسکے دونوں ہاتھ اسٹیرنگ پر تھے اور نظریں ونڈ اسکرین پر۔

لگ رہا پھر برفباری ہوگی۔عثمان بڑبڑایا۔

ہاں لگتا تو ہے۔

تو پھر کہیں چل کر بیٹھتے ہیں نا یار۔

ہوں۔۔۔کیا کھانے کا موڈ ہے؟

کچھ بھی ہو جائے۔عثمان نے شانے اچکائے۔

پورک کھاؤ گے؟ وہ استہزائیہ انداز میں بولی

توبہ کرو۔عثمان نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

تم نے آج تک مجھے اپنی فیملی کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔چند لمحوں بعد تانیہ نے پوچھا۔

فیملی اسلام آباد میں ہے، امی ابو اور دو بہنیں۔چھوٹی سی فیملی ہے۔عثمان نے جواب دیا۔

ہوں۔۔۔اور تمہاری کوئی منگنی وغیرہ نہیں ہوئی کیا؟ تم لوگ تو زیادہ تر ارینجڈ میرج ہی کرتے ہو۔تانیہ نے اپنے لہجے سے لاپرواہی ظاہر ہونے دی۔

ارینج میرج سے ہی بھاگ کر آیا ہوں یہاں۔وہ تنفر سے ہونٹ سکوڑ کر بولا۔

اچھا وہ کیسے؟ تانیہ نے گاڑی کو ایک پاکستانی ریستوران کے سامنے روکتے ہوئے پوچھا۔عثمان نے کوئی جواب نہ دیا وہ دونوں گاڑی سے اترے۔فضا میں برف کی ذرات اڑنے لگے تھے ہوا بلکہ ساکت تھی۔وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ریستوران میں داخل ہوگئے۔چھوٹے سے گرم ہال میں چند ہی میزیں آباد تھی۔ وہ دونوں گلاس وال کے قریب ایک میز پر جا بیٹھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کھاؤ گی؟ عثمان نے مینیو پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا۔

کچھ بھی منگوا لو۔اس نے شیشے کی شفاف دیوار کے اس پار اڑتے برف کے ذرات کو دیکھتے ہوئے کہا۔عثمان نے بیرے کو طلب کرکے چند چیزوں کا آرڈر دیا اور پھر تانیہ کی طرف متوجہ ہوگیا۔

میرے ابو کے ایک دوست تھے عظیم انکل۔انکی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھے۔ دو بڑی بیٹیاں شادی شدہ تھیں جبکہ تیسری بیٹی آمنہ کو ابو اپنی بہو بنانا چاہتے تھے۔وہ مجھ سے چند سال ہی چھوٹی تھی۔اچھی لڑکی تھی کافی خوش شکل بھی

تھی مگر نجانے کیوں مجھے وہ کبھی بھی کچھ خاص نہ بھائی تھی ویسے وہ مجھ پر بہت مرتی تھی جب جب میں اسکے گھر جاتا تو دروازوں یا کھڑکیوں سے جھانک جھانک کر مجھے دیکھا کرتی تھی اور سامنا ہونے پر گھبرا جاتی شرما جاتی۔۔ٹپیکل مشرقی انداز۔اس نے بولتے بولتے تنفر آمیز انداز میں ہونٹ سکوڑ لیے۔تانیہ کی نظریں اب بھی شیشے کے اس پار ہی برف کی موٹی سی چادر میں نجانے کیا کھوج رہی تھیں۔

امی ابو ہمیشہ سے ہی کہتے تھے کہ وہ آمنہ کو اپنی بہو بنائیں گے مگر میں نے کبھی انہیں مثبت ریسپانس نہیں دیا تھا۔بس خاموشی سے انکے ہوائی قلعوں کے متعلق سن لیتا تھا۔میری ہمیشہ سے خواہش تھی کہ میں امریکہ یا برطانیہ میں سیٹلڈ ہوں۔مگر ہوا یہ کہ ادھر میں نے ماسٹرز کیا اور جاب تلاش کرنا شروع کی اور ادھر امی ابو نے میری اور آمنہ کی شادی کا شوشہ چھوڑ دیا۔وہ پھر رکا ، تانیہ اب بھی اسکی طرف نہ دیکھ رہی تھی۔

آمنہ بی اے کے امتحانات دے رہی تھی اسکے آخری پرچے کے دن ہی امی ابو جا کر اسکی اور میری شادی کی بات پکی کر آئے۔میں نے دبے لفظوں میں احتجاج تو کیا مگر کون سنتا فعان درویش۔۔۔ایک مہینے کے شارٹ نوٹس پر شادی ہونا قرار پائی اب میں سمجھ گیا تھاکہ میرا احتجاج کسی کام نہ آئے گا لہذا میں چپ چاپ شادی کی تیاریوں میں حصہ لینے لگا۔کیونکہ پلان میرے ذہن میں پہلے سے ہی تھا اسلیے میں نے شادی ہوجانے دی۔بیرا آکر انکا آرڈر میز پر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سجانے لگا۔عثمان خاموش ہوگیا۔بھاپ اڑاتے مرغن کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو تانیہ کے نتھنوں سے ٹکرائی اور اسنے گہری سانس بھری۔

میں سار انتظام کرچکا تھا میری فلائٹ اسی رات کی تھی جس دن میری شادی ہوئی۔میں نے آمنہ کے لیے طلاق کے کاغذات بھی بنوالیے تھے لہذا میں نے اسے طلاق دی اور چپ چاپ گھر سے نکل آیا۔میں جانتا تھا کہ صبح سے پہلے تو کسی کو یہ بات معلوم نہ ہوسکے گی۔آمنہ جیسی ٹپیکل لڑکی سے مجھے یہی امید تھی کہ وہ رات بھر سوگ منائے گی اور عین ممکن ہے کہ وہ رات بھر اسی امید میں رہی ہو کہ میں لوٹ آؤں گا۔وہ استہزائیہ ہنسا۔تانیہ کی نظریں اب اسکے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

تو تم نے اس سے شادی کرکے طلاق دے دی۔وہ ہموار لہجے میں بولی۔

نکاح۔۔میں نے اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔اسکی زندگی برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ پلیٹ اپنی جانب کھسکاتے ہوئے بولا۔

خوب۔۔تانیہ نے معنی خیز انداز میں سر کو جنبش دی۔اب وہ بھی کھانے کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔

پاکستان اسلیے چھوڑا کہ والدین اور خاندان بھر کی جذباتی تقریریں سننے کا بالکل موڈ نہ تھا۔کتنی بھی ترقی کرجائیں یہ مشرقی مگر اولاد کی شادی انکے لیے ہمیشہ انا کا مسئلہ ہی بنی رہتی ہے۔وہ تنفر آمیز انداز میں بول رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک کہتے ہو تم۔وہ سنجیدگی سے بولی۔خیر اب تم نے کیا سوچا ہے؟

سوچنا کیا ہے۔نوکری کروں گا اور ادھر ہی سیٹل ہونے کی کوشش کروں گا۔

اور شادی؟

شادی بھی کروں گا مگر اپنی پسند کی لڑکی سے۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔۔مسکراہٹ میں شرارت تھی۔

ہونا بھی یہی چاہیے۔۔ تانیہ بولی۔"

تم نے مجھے اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا۔

بتا تو چکی ہوں سب کچھ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہو میرا مطلب ہے کہ تم نے اپنی نجی زندگی کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔انگیجڈ ہو یا کمٹڈ ہو کسی کے ساتھ۔۔۔عثمان نے قصداً جملہ ادھورا چھوڑا۔

ایسا کوئی سین نہیں۔وہ پر اطمینان لہجے میں بولی اس نے اچانک سے اپنا سارا پلان بدل دیا تھا۔

کسی کو پسند بھی نہیں کرتیں؟ اس نے پھر شرارتی لہجے میں پوچھا جواباً پہلے تو تانیہ نے اسے گھور کر دیکھا پھر بولی۔

پہلے نہیں کرتی تھی مگر اب کرتی ہوں۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔عثمان کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ ابھری تھی۔

جسے پسند کرتی ہو شادی بھی اسی سے کرو گی؟

آف کورس۔۔۔

مجھ سے شادی کرو گی؟ وہ اس کے رخسار کو چھوتی شریر لٹ انگلی سے ہٹاتا ہوا بولا۔

ضرور کروں گی۔وہ مسکرائی تھی۔۔عثمان نے اسکا مسئلہ گویا خود ہی حل کردیا تھا۔

مگر۔۔میں جاب لیس ہوں۔وہ مایوسانہ لہجے میں بولا۔

فکر مت کرو۔میرے ڈیڈی کا بہت بڑا بزنس ہے۔وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر لگاوٹ سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گویا میں انکا احسان لوں گا؟ عثمان نے برا مان جانے والے انداز میں کہا۔

نہیں مگر میں انکی اکلوتی اولاد ہوں لہذا میرے شوہر کو انکے بزنس میں شریک ہی ہونا پڑے گا۔

ہوں۔۔۔عثمان کسی سوچ میں پڑ گیا۔

کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے؟ تانیہ نے پوچھا۔

تانیہ میں تم سے بے اندازہ محبت کرتا ہوں جب سے تم کو دیکھا ہے بس حواسوں پر تمہی سوار ہو۔وہ جذب کے عالم میں بولا تھا۔

بس پھر بے فکر ہوجاؤ۔اس نے کہا اور کھانے کی طرف متوجہ ہوگئی۔

ہوں۔۔تو وہ ایک دھوکے باز انسان ہے۔ریحان نے سر ہلایا۔

ہاں اور اب میرا گلٹ بالکل ختم ہوگیا ہے۔پہلے لگ رہا تھا اسے بے وقوف بنا رہی ہوں مگر اب ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔وہ خود ہی دھوکے باز انسان ہے جھوٹا ہے ایک معصوم لڑکی کی زندگی برباد کرکے آیا ہے۔لہذا اسکے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے۔وہ پر اطمینان لہجے میں بولی۔

قطعی۔۔ریحان نے سر ہلایا۔پھر اب تم نے کیا سوچا ہے؟

ڈیڈی اور پھپھو سے بات کروں گی اور انہیں اچھی طرح سمجھا دوں گی کہ عثمان کو میری پہلی شادی اور طلاق کے متعلق معلوم نہ ہونے پائے۔میں اب ایسا کوئی رسک نہیں لینا چاہتی جس کے باعث عثمان کا شادی سے مکر جانے کا احتمال ہو۔جتنی جلدی شادی ہوگی اتنی ہی جلدی طلاق ہوگی اور اتنی ہی جلدی ہم پھر سے ایک ہوسکیں گے۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

بالکل۔تانیہ تم بہت اچھی ہو۔آئی لو یو۔وہ مسکرایا تھا۔تانیہ بھی جوابا مسکرا دی۔

سعدیہ باجی کا ہنی مون ٹرپ کچھ زیادہ ہی لمبا ہوگیا تھا اور اب تو آمنہ کو اکتاہٹ ہونے لگی تھی۔کوئی تک بھی تو ہوتی آخر کسی کے گھر اتنا لمبا قیام کہ

جیسے اپنا ہی گھر ہو۔۔کیسے ال مینرڈ ہیں یہ عمر کے گھر والے بھی۔۔وہ دن میں کئی بار یہ بات سوچتی۔

اسکی یونیورسٹی کی کلاسز شروع ہوچکی تھیں اور وہ بہت خوش تھی۔یونیورسٹی کی الگ ہی دنیا تھی۔اسکی زندگی کو جیسے اک نیا موڑ مل گیا تھا۔دن بھر یونیورسٹی میں گزرتا اور شام میں عمر اور سعدیہ باجی لوگوں کے ہمراہ کہیں نہ کہیں گھومنے نکل جاتے۔وقت اچھا ہی کٹ رہا تھا مگر اس سب کے باوجود وہ بارہا سعدیہ باجی انکے شوہر اور سسرالیوں کے پینڈو پنے کے مظاہرے پر اکتاتی اور عمر کی عادات و اطوار اور اسکے انداز کی لاپرواہی اور شوخی اسے جھنجھلا جانے پر مجبور کرتی رہتی تھی۔وہ فطرتا سنجیدہ اور نفاست پسند لڑکی تھی اور اسے ایسے ہی لوگ بھاتے تھے۔عمر سے محبت کے باوجود وہ اسکے مزاج سے چڑتی تھی۔اور اسکے گھر والے تو اسکی برداشت سے باہر تھے۔وہ اکثر عمر کے سامنے اپنی ناگوری کا اظہار بھی کرتی مگر وہ ہنس کر ٹال جاتا۔

وہ اکثر سوچتی کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر عمر ایک سنجیدہ مزاج ، ڈیسنٹ اور سوبر مرد ہوتا بالکل عثمان جیسا۔۔۔عثمان جیسا۔۔اور اس نقطے پر آکر وہ رک جاتی۔۔ اور پھر شدت سے اس خیال کو اپنے ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کرنے لگتی۔وہ گاہے بگاہے عمر کو سنجیدہ مزاج بننے کے مشورے دیتی رہتی تھی جسے وہ اپنے برجستہ جملوں میں اڑا جاتا تھا۔

آج چھٹی کا دن تھا اور وہ شام کے وقت چائے کا مگ ہاتھ میں لیے آنگن میں آکر جھولے پہ بیٹھ گئی۔سردی کی شدت میں سب کافی کمی واقع ہوگئی تھی اور شام کے وقت موسم خاصا خوشگوار تھا۔وہ چائے کا ایک ایک گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے دریچوں میں بنے طاقچوں میں جلتے بجلی کے ننھے ننھے گلوبوں پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔اوپری منزل پر سناٹا تھا۔سعدیہ باجی اپنے لشکر سمیت کہیں باہر نکلی تھی، شایان اور ارشد بھی کہیں باہر ہی تھے رشیدہ اپنے کمرے میں سورہی تھی اور امی اپنے کمرے میں آرام کررہی تھیں۔ابو بھی کسی دوست سے ملنے گئے ہوئے تھے اور عمر کے متعلق اسکو علم نہ تھا۔وہ اٹھ کر زینے طے کرتی اوپری منزل پر آئی۔راہداریاں نیم تاریک تھیں اس نے عمر کے کمرے میں روشنی دیکھی اور بلا ارادہ ہی اس طرف چلی آئی۔کمرے کا دروازہ نیم وا تھا اس نے ہولے سے دستک دی۔

آجاؤ۔اندر سے عمر کی آواز سنائی دی۔وہ اندر داخل ہوئی۔وہ لکھنے کی میز کے پاس بیٹھا ایک نوٹ بک پر کچھ لکھ رہا تھا۔میز پر اسکا لیپ ٹاپ بھی کھلا پڑا تھا اور کچھ فائلیں بھی بکھری پڑی تھیں۔

مصروف ہو؟ اس نے پوچھا تو عمر نے گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا پھر مسکرا دیا۔چشمے کے پیچھے چھپی اسکی آنکھوں میں بھی چمک لہرائی تھی۔

اتنا بھی نہیں بیٹھو۔وہ کرسی کی طرف اشارہ کرکے بولا۔وہ بیٹھ گئی۔

گھر میں غیر معمولی سناٹا ہے۔وہ چند لمحوں بعد بولا۔

ہاں بس میں تم امی اور رشیدہ ہی ہیں گھر پر۔امی اپنے کمرے میں ہیں رشیدہ اپنے کمرے میں اور میں بور ہورہی ہوں۔

بور کیوں ہورہی تھیں جان من میرے ہوتے ہوئے۔وہ کرسی کا رخ پھیرتے ہوئے بولا۔

اس طرح کے لفظ مت بولا کرو۔آمنہ نے ناگواری سے کہا۔

کیوں کیا جان من گالی ہے۔

مجھے پسند نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر مجھے تو پسند ہے اور میرا دل چاہتا ہے میں تمہیں جان من ہی پکارا کروں۔

پلیز۔۔۔مجھے اری ٹیٹ مت کرو۔

اتنا اری ٹیٹ کیوں ہوتی رہتی ہو ہر وقت۔

کیونکہ مجھے ہر وقت کا مذاق پسند نہیں ہے مجھے سنجیدہ مزاج لوگ پسند آتے ہیں۔

مگر میں تو سنجید مزاج نہیں ہوں۔

نہیں ہو تو بن جاؤ۔ورنہ ہمارا ساتھ زندگی گزارنا بہت مشکل ہو جائے گا۔وہ

سخت لہجے میں بولی۔

میں بھی تو کہہ سکتا ہوں کہ تم سنجیدگی ترک کردو ورنہ ہمارا ساتھ رہنا مشکل ہو جائے گا۔عمر سنجیدگی سی بولا۔

عمر سنجیدگی ناقابل برداشت نہیں ہوتی مگر ہر وقت کا مذاق اور غیر سنجیدگی ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

اگر ایسا ہے تو تم نے مجھ سے نکاح کیوں کیا ہے؟

یہ فضول سوال ہے۔

ہر گز بھی فضول نہیں ہے۔اگر میں تمہارے لیے ناقابل برداشت ہوں تو تمہیں مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہیے تھا۔

بھئی تم بدلو خود کو۔

میں نہیں بدل سکتا خود کو۔

یار ہر وقت کی غیر سنجیدگی بہت بری طرح کھل جاتی ہے اور مرد تو ڈیسنٹ اور سنجیدہ مزاج ہی اچھے لگتے ہیں عثمان جیسے۔۔وہ روانی میں بول گئی اور پھر غلطی کا احساس ہوتے ہی اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔

واٹ۔۔۔عمر کے چہرے کے زاویے بگڑے۔تم مجھے اس الو کے پٹھے جیسا بن جانے کا مشورہ دے رہی ہو جس نے تمہارے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ کیا۔اگر

ڈیسنٹ اور سنجیدہ مرد ایسے بے غیرت ہوتے ہیں تو میں غیر سنجیدہ ہی بھلا ہوں اور تم اٹھو نکلو یہاں سے اب مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔اگر تم کہیں کی بہت بڑی شہزادی ہو تو میں بھی کوئی گرا پڑا نہیں ہوں۔وہ یکدم بہت غصے میں آکر بولا۔آمنہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

آآ۔۔آئم سوری عمر۔وہ ہکلائی۔

شٹ اپ۔جاؤ یہاں سے۔عمر کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔

ددد۔دیکھو وہ۔۔غغ۔۔غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا تھا۔پلیز خفا مت ہو۔وہ اٹھ کر اسکے پاس آکھڑی ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تم سے اب کوئی بات نہیں کرنی۔

عمر پلیز۔خفا مت ہو۔اسنے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا جو عمر نے جھٹک دیا۔

اگر تم نہیں جاؤ گی تو میں خود چلا جاؤں گا۔وہ کرسی سے اٹھتا ہوا بولا۔

نہ میں کہیں جاؤں گی نہ تم۔آمنہ نے اسکا بازو تھام لیا۔

آمنہ پلیز۔بہت ہوگیا۔میں مزید کوئی بات نہیں سننا چاہتا۔تم جاؤ جاکر عثمان کا سوگ مناؤ۔میں بہت قدامت پرست مرد ہوں میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میری بیوی میرے پاس بیٹھ کر اپنے پچھلے شوہر کی شان میں قصیدہ خوانی کرے۔وہ اپنا بازو ایک جھٹکے سے چھڑوا کر بولا۔

ایسا کچھ نہیں ہے عمر۔

ایسا ہی ہے۔۔ہر وقت تمہیں مجھ میں کیڑے نظر آتے رہتے ہیں۔۔کبھی میرے مزاج پر اعتراض ہے تو کبھی مجھ میں مینرز کی کمی دکھائی دیتی ہے تمہیں کبھی میرا خاندان تمہیں پینڈو لگتا ہے تو کبھی میں خود ہی جاہل گنوار لگتا ہوں۔بہتر ہوگا تم اچھی طرح سوچ سمجھ کر فیصلہ کرلو کہ تمہیں میرا ساتھ قبول ہے یا نہیں۔وہ سخت لہجے میں بولتا چلا گیا۔

عمر پلیز بات مت بڑھاؤ۔

بات تو بڑھے گی آمنہ۔بات تو ہر صورت بڑھے گی۔

میں سوری کررہی ہوں نا بس ختم کرو اس بات کو پلیز۔

آمنہ تم اس وقت یہاں سے جاؤ میں اب کچھ دیر بعد ہی تم سے بات کرنے کے قابل ہوسکوں گا۔

جہنم میں جاؤ۔وہ غصے سے کہتے ہوئے جانے کے لیے پلٹ گئی۔عمر کے چہرے پر گہری سوچوں کا جال بچھ گیا تھا۔

اور پھر بس کچھ تانیہ کی پلاننگ کے مطابق ہوتا چلا گیا۔ڈیڈی اور پھپھو نے اسکی تاکید کے مطابق اسکی پہلی شادی کا تذکرہ عثمان سے نہ کیا تھا۔ڈیڈی نے

عثمان کو پسند کیا تھا اور پھر جلد ہی سادگی سے شادی ہوگئی جس میں صرف گھر کے افراد شامل ہوئے تھے۔

تانیہ نے اپنے قریبی دوستوں کو بھی مدعو نہ کیا تھا۔دوسری طرف عثمان مسرور و شاداں تھا۔تانیہ سے شادی کرکے اسے گویا خوشحال زندگی کی ضمانت مل گئی تھی۔تانیہ کے ڈیڈی نے انہیں شادی کے تحفے کے طور پر ایک ویل فرنشڈ اپارٹمنٹ تحفتاً دیا تھا۔وہ اس میں ہی منتقل ہوگئے تھے۔

تانیہ کے ڈیڈی نے اسے بھی اپنےساتھ اپنے بزنس میں شریک کرلیا تھا اور عثمان ان دنوں ساتویں آسمان پر تھا۔مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اسکی یہ خوشی بس چند دن کی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سعدیہ باجی اگلے روز ہی واپس چلی گئی تھی اور انکے ہمراہ عمر بھی چلا گیا تھا۔ آمنہ کو اس سے دوبارہ بات کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔وہ جاتے وقت کافی اکھڑے اکھڑے سے موڈ میں تھا اور اسکے موڈ کو امی ابو نے بھی محسوس کیا تھا۔آمنہ اب دل ہی دل میں جھنجھلانے لگی تھی۔وہ عمر سے اتنے غصے کی توقع نہ کرتی تھی۔اور اب اسکا یوں چلے جانا اسے مزید الجھنیں عطا کر گیا تھا وہ اس مقام پر عمر سے زیادہ سے زیادہ گفتگو کرکے مسائل حل کرنا چاہتی تھی مگر وہ اجنبی بن گیا تھا۔اس نے اسے کئی بار کال اور میسیجز بھی کیے مگر جواب

ندارد۔۔پھر ایک ہفتے بعد وہ لوٹ آیا تھا۔خلاف توقع اسکا موڈ پہلے سے بھی ابتر تھا اور آتے ہی اسنے سب کو یہ مژدہ سنایا تھا کہ اب سے وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ فلیٹ شئیر کرے گا۔اور پھر وہ اگلے ہی روز اپنے دوست کے فلیٹ میں منتقل ہوگیا تھا۔آمنہ اور اسکے گھر والے کافی حیران تھے اور امی تو دبی زبان سے کئی بار اس بات کا اظہار بھی کرچکی تھیں۔۔آمنہ نے عمر سے ایک بار پھر بات کرنے کا سوچا اور اگلے روز وہ یونیورسٹی سے جلدی نکل آئی اسکا رخ عمر کے دفتر کی جانب تھا۔اسکے دفتر میں آکر اسنے ریسپشن سے عمر کے متعلق دریافت کیا پھر یہ معلوم ہونے پر کہ وہ اپنے کیبن میں موجود ہے ، وہاں چلی آئی۔وہ کمپیوٹر پر نظریں جمائے کسی کام میں مصروف تھا۔آہٹ پر چونکا اور پھر اسے دیکھ کر اسکے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات بہت گہرے ہوگئے۔وہ ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

تم ادھر۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ سکا۔

ہاں میں ادھر۔۔وہ مدھم آواز میں بولی۔تم نے تو آنا نہیں تھا کیونکہ تم مرد ہو اور تمہاری ناک بہت اونچی ہے مگر میں عورت ہوں، کمزور ہوں ہر حال میں تم سے کمتر ہوں اور رشتوں کو بچانے کی خاطر اگر مجھے اپنی ناک نالی میں بھی رگڑنی پڑے تو کوئی بات نہیں۔۔بس مرد کی ناک اونچی رہنی چاہیے۔وہ بے تاثر لہجے میں بولتی گئی۔عمر نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا لیا۔

اور وہ بھی میرے جیسی لڑکی۔۔طلاق یافتہ۔۔۔مجھے تو ہر وقت ہر لمحہ تمہارا شکرگزار رہنا چاہیے کہ تم نے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا مجھ سے نکاح کر کے۔

ایسی بات نہیں ہے۔وہ نارمل لہجے میں بولا۔

ایسی ہی بات ہے عمر۔۔تم میری سوچوں پر بھی اپنی حکمرانی چاہتے ہو۔

نہیں آمنہ۔میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ میں جیسا ہوں تم مجھے ویسا ہی قبول کرلو۔مجھے بدلنے کا خیال دل سے نکال دو کیونکہ تم جو ہو جیسی ہو میں نے تمہیں ویسے ہی قبول کیا ہے۔وہ ہموار لہجے میں بولا۔

مجھے تم قبول ہو عمر۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں آمنہ۔۔عمر نے اسکی بات کاٹی۔تم ہر وقت تقابل کرتی ہوں موازنہ کرتی ہو۔میرا اور عثمان کا۔

نہیں عمر۔۔

مجھ سے جھوٹ مت بولو آمنہ۔اگر تمہارے ذہن پر اس شخص نے گہرے نقوش چھوڑے ہیں تو بھی یہ تمہارا قصور نہیں کیونکہ تم نے اسے بچپن سے ایڈمائر کیا تھا۔تمہارا قصور یہ ہے کہ تم اسکے علاوہ کسی اور کو انسان ماننے پر ہی تیار نہیں ہو۔جو مرد اس جیسا نہیں وہ گنوار ہے۔وہ اسے کتنا سمجھتا تھا۔آمنہ کے لب کپکپانے لگے آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔

آمنہ اس سوچ کو ذہن سے نکالے بغیر تم کبھی زندگی میں آگے نہ بڑھ سکو گی۔دنیا میں ہر طرح کے انسان بستے ہیں۔سب کی اپنی جگہ ہے اہمیت ہے۔

آمنہ نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔اسکے جسم کی لرزشیں بتا رہی تھیں کہ وہ بری طرح رو رہی ہے۔عمر خاموش ہوگیا۔آمنہ جب اچھی طرح رو چکی تو عمر نے انٹر کام پر دو کپ چائے منگوائی اور ٹشو پیپر آمنہ کی طرف بڑھائے۔آمنہ نے اپنا چہرہ صاف کیا۔

گھر پر سب کیسے ہیں؟ عمر نے پوچھا۔

ٹھیک ہیں۔اسکی آواز رونے سے بھاری ہورہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی کچھ دیر ادھر ہی رکنا اکٹھے چلیں گے۔میں بس تقریبا فارغ ہی ہوں۔

تم گھر چلو گے؟

ہاں۔

تھینک یو۔

شٹ اپ۔وہ سر جھٹک کر بولا اسی وقت چائے آگئی۔

رونے کے بعد زیادہ حسین لگتی ہو۔وہ اپنی پیالی سیدھی کرتے ہوئے بولا۔

تبھی تم نے مجھے چپ کروانے کی کوشش نہیں کی۔اس نے خفگی سے پوچھا۔

نہیں وہ تو اسلیے کیونکہ اگر میں تمہیں چپ کروانے کی کوشش کرتا تو تم اور شدت سے رونے لگتیں اور پھر مجھے بھی رونا آجاتا۔

تم صرف ڈرامے کرتے ہو۔

میں دوسروں کو روتا دیکھ کر واقعی رو پڑتا ہوں اور پھر مجھے چپ کروانا کسی ایک آدمی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔

اچھا سنو تم دوست کے فلیٹ میں کیوں شفٹ ہوگئے ہو؟

بس یونہی یار میرے خیال میں اب میرا وہاں رہنا مناسب نہیں۔

مگر کیوں۔آمنہ نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

بھئی اگر تم نے مجھے بہکا لیا تو پھر میں کیا کروں گا۔

میں کیوں بہکانے لگی تمہیں۔اس نے اسے گھورا۔

بہکاتی تو ہو۔جب گھر میں کوئی نہ ہو تو میرے کمرے میں آجاتی تھیں۔وہ تو کہو میں شریف آدمی ہوں ورنہ گھر آئی نعمت کو کون ٹھکرا ہے۔وہ بائیں آنکھ دبا کر بولا

بکو مت۔وہ برا سامنہ بنا کر رہ گئی۔

مجھے حق بات کہنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

چپ کر جاؤ۔وہ جھنجھلا گئی۔

اچھا سنو آج رات کو مووی دیکھنے چلو گی؟

نہیں۔

چلو اگر تم مووی نہیں دیکھنا چاہتیں تو پھر کسی ہوٹل میں روم بک کروالیتے ہیں۔وہ شوخ لہجے میں بولا۔

اب میں تمہارے سر پر کچھ دے ماروں گی۔

اچھا خفا مت ہو۔اپنی یونی ورسٹی کی سناؤ۔اس نے مسکراتے ہوئے بات بدل لی اور یہ وہ موضوع تھا جس پر آمنہ آج کل بلا تکان بول سکتی تھی سو وہ نان اسٹاپ شروع ہوگئی۔عمر خاموشی سے اسے سنتا رہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صدیق اور بھابھی اگلے مہینے پاکستان آرہے ہیں عمران اور شازمین بھی انکے ہمراہ ہوں گے اس بار وہ نادیہ کو رخصت کروا کے ساتھ ہی لیجائیں گے۔امی نے عمر کو فون پر بتایا۔عمر اپنے سر کو جنبش دی۔

مگر اتنی جلدی نادیہ باجی کے کاغذات کیسے بنیں گے؟

یہ تو پتہ نہیں مگر بھابھی یہی کہہ رہی تھیں کہ اب کی بار وہ نادیہ اور عمران کی شادی کرنے آرہی ہیں۔

چلیں یہ تو اچھی بات ہے۔آپ بس شادی کی شاپنگ شروع کردیں۔

ہاں وہ تو میں کردوں گی مگر بیٹا نادیہ نے کونسا یہاں رہنا ہے اسلیے جہیز کی بجائے اسے کیش ہی دینا مناسب ہوگا۔

جی یہ بھی درست ہے چلیں آپ فکر مت کریں سب ہوجائے گا۔اس نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

تو کیسا ہے؟

ٹھیک ہوں امی۔

تیری بیوی جاتی ہے یونیورسٹی؟

اسکا نام آمنہ ہے امی۔وہ ہولے سے مسکرایا۔

ہوگا۔۔تو اس پر ذرا نظر رکھا کر یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتیں۔

بیکار وہم پالتی ہیں آپ امی۔آمنہ بہت اچھی لڑکی ہے۔

تجھے تو اس نے الو کا گوشت کھلایا ہے۔

ہاہاہ چلیں امی میں بعد میں بات کرتا ہوں ابھی کچھ کام ہے۔اس نے ہنستے ہوئے سلسلہ منقطع کردیا اور آمنہ کو کال ملائی۔

جی سرتاج۔اسکی فریش سی آواز سنائی دی تھی۔

کہاں ہو؟

یونیورسٹی میں۔

کب فری ہو گی؟

دو بجے۔

میں ڈھائی بجے آؤں گا۔لنچ ساتھ کریں گے۔

ٹھیک ہے پلیز کیمپس تک آنا میں نے اپنے گروپ سے ملوانا ہے تمہیں۔

اوکے آجاؤں گا۔

اور کھلاؤ گے کیا مجھے؟

الو کا گوشت۔۔وہ بولا اور پھر بے ساختہ ہی ہنس پڑا۔

کیا بات ہوئی گندے کہیں کے۔

امی کا خیال ہے کہ تم نے مجھے الو کا گوشت کھلایا ہے تبھی تو تمہارے پیچھے دم دبائے پھرتا ہوں۔اور انکا یہ بھی خیال ہے کہ یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی لڑکیاں اچھی نہیں ہوتیں۔

اور یونیورسٹی میں پڑھنے والے لڑکوں کے متعلق انکا کیا خیال ہے؟ آمنہ کے

لہجے کی ناگواری اسنے فون پر بھی محسوس کی تھی۔

انکے متعلق وہ اپنے منہ سے کیا کہیں بیچاری۔۔۔وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

میں نہیں جاؤں گی تمہارے ساتھ لنچ کے لیے۔

میں کھینچ کر لے جاؤں گا اور تمہیں الو کا گوشت کھلا کر حساب برابر کردوں گا۔پھر تم بھی میرے پیچھے دم دبائے پھرتی رہو گی۔

میں تمہیں کسی دن قتل کردوں گی عمر۔آمنہ نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

زہے نصیب۔۔چلو اب بھاگو۔بلاوجہ وقت ضائع کروا رہی ہو میرا۔

کال تم نے کی تھی میں نے نہیں۔وہ جھلا گئی۔

تو ایک ہی بات ہے نا۔۔میں تم الگ تھوڑی ہیں۔وہ مزے سے بولا دوسری جانب سلسلہ منقطع ہوگیا تھا عمر کے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی تھی۔

کتنی پیاری ہوگئی ہے شامین بالکل کسی فلم کی ہیروئن لگتی ہے۔نادیہ اپنی ہونے والی نند اور چچا زاد بہن شازمین کی تعریفیں کیے جارہی تھی اور مخاطب تھی سمیعہ۔۔چچا چچی بمع فیملی آج ہی امریکہ سے آئے تھے۔اور تب سے نادیہ کی زبان پر شازمین کے قصیدے تھے۔

ہاں پیاری تو وہ بہت ہیں۔سمیعہ نے بھی اسکی تائید کی۔

ہائے کتنا اچھا ہوتا اگر عمر کی شادی شازمین سے ہوجاتی۔نادیہ نے ٹھنڈی سانس بھری۔

کس کی شادی کی بات ہورہی ہے؟ امی نے باورچی خانے میں قدم رکھتے ہوئے پوچھا۔

شازمین اور عمر کی شادی امی۔۔اگر آپ لوگ جلد بازی نہ کرتے تو عمر کو کیسی خوبصورت اور امریکن نیشنلٹی ہولڈر لڑکی مل جاتی۔نادیہ جلدی سے بولی۔

ہاہ۔۔ہماری ایسی قسمت کہاں۔ہمیں تو وہ طلاقن مل گئی۔امی نے بھی ٹھنڈی سانس بھری۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر تو نا سمجھ ہے مگر آپکو سوچنا چاہیے تھا امی اتنی جلدی نکاح نہ کرنا چاہیے تھا۔

ٹھیک کہتی ہے تو مگر تیرے باپ نے مجھ سے پوچھا ہی کب بس فیصلے صادر کیے۔امی ناگواری سے بولیں۔

خیر امی یہ بتائیں کہ عمر کب آئے گا ؟ چچی تو جلد شادی کا کہہ رہی ہیں۔نادیہ نے بات بدل دی۔

بات کروں گی میں عمر سے۔انہوں نے کہا نادیہ سر ہلا کر رہ گئی۔

امی اتنی جلدی جلدی چھٹیاں لینا میری نوکری کے لیے برا ثابت ہوگا۔عمر نے کہا۔وہ اور آمنہ اتوار کے روز ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے لنچ کررہے تھے۔جب امی کا فون آگیا۔

بیٹا یہ تمہاری بہن کی شادی کا معاملہ ہے۔امی نے کہا۔

چچا چچی کتنے دنوں کے لیے آئے ہیں پاکستان؟

چھ ماہ کے لیے۔

تو پھر آپ ان سے کہیں کہ شادی چار ماہ بعد ہی ہوگی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر بیٹا۔۔۔

امی پلیز سمجھنے کی کوشش کریں میری نئ نوکری ہے میں رسک نہیں لے سکتا اور پھر تیاری میں اتنا وقت تو لگ ہی جاتا ہے۔

بیٹا تیاری کچھ بھی نہیں کرنی تمہارے چچا چچی کہہ رہے ہیں کہ بس کپڑے خریدنے ہیں اور دس پندرہ لاکھ کیش۔

امی ابھی اتنا تو نہیں میرے پاس۔

تمہارے ابو بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ یکمشت اتنی رقم نہیں نکال سکیں گے مگر صدیق اور بھابھی نے کہاہے کہ رقم ہماری بچی کے ہی کام آئے گی۔

امی تھوڑا ٹائم دیں مجھے میں کرلوں گا۔

تم آمنہ سے کہو اپنا وہ پلاٹ بیچ کر رقم دے دے۔

کونسا پلاٹ؟

وہی جو اسکے ابو نے اسکے لیے لے رکھا ہے۔

امی کیا بات کررہی ہیں آپ۔۔۔وہ یکدم کرسی کھسکا کر اٹھا اور چند قدم دور ہٹ کر کھڑا ہوگیا تاکہ اسکی آواز آمنہ کے کانوں تک نہ پہنچ سکے۔آمنہ کولڈ ڈرنک کے سپ لیتے ہوئے اپنے فون کی طرف متوجہ ہوگئی۔

وہ تمہاری بیوی ہے اسکا فرض بنتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکا فرض نہیں بنتا امی اور میں اس سے کسی قیمت پر کچھ نہیں لوں گا نادیہ باجی میری بہن ہیں اور انکی شادی کا خرچہ میں خود اٹھاؤں گا۔اس نے حتمی لہجے میں کہا۔

مگر۔۔

امی پلیز۔آپ چچا چچی سے کہیں کہ چار ماہ بعد شادی ہوگی۔دیٹس اٹ۔اس نے سخت لہجے میں کہہ کر سلسلہ منقطع کیا اور پھر سے آکر آمنہ کے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

کیا ہوا خیریت؟ آمنہ نے پوچھا۔

آہاں۔۔نادیہ باجی کے سسرال والے آگئے ہیں امریکہ سے اور اب شادی کی جلدی مچا رہے ہیں۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے نادیہ باجی کے سسرال والے تو تمہارے چچا لوگ ہیں شاید؟

ہاں۔

تمہارا موڈ کیوں خراب ہے؟ آمنہ نے بغور اسکے چہرے پر پھیلی ناگواری کو دیکھا۔

نہیں ٹھیک ہوں۔۔وہ بمشکل مسکرایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بتاؤ نا۔اس نے پیار سے اسکا ہاتھ تھپتھپایا۔

کوئی خاص بات نہیں ہے۔بس پیسوں کا بندوبست کرنا ہے کیونکہ نادیہ باجی کو جہیز تو دینا نہیں کیش ہی دینا ہوگا۔

کتنا کیش دینا ہے؟

چچا چچی نے پندرہ بیس لاکھ کہا ہے۔

یہ تو بہت زیادہ ہے۔آمنہ پرسوچ انداز میں بولی۔

ہوں۔۔مگر ہوجائے گا۔تم کھانا کھاؤ۔کچھ اور منگواؤں تمہارے لیے ؟ اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔

نہیں نہیں یہ بہت ہے۔آمنہ جلدی سے بولی اور کھانے کی طرف متوجہ ہوگئی وہ عمر کی آنکھوں میں پھیلتی تشویش اور پریشانی کو سمجھ نہ سکی تھی۔

ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ ﻵ

امی شادی کی شاپنگ کہاں تک پہنچی؟ اس نے دفتر میں فارغ وقت ملتے ہی امی کو کال ملائی تھی۔

کپڑوں جوتوں کی شاپنگ تو تقریبا مکمل ہوگئی ہے جیولری کا آرڈر دے دیا ہے۔ شادی کے فنکشنز کے لیے نادیہ نے رٹ لگا رکھی ہے کہ مارکی بک کروائیں۔ امی نے اسے بتایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مارکی پر تو کافی زیادہ اخراجات آئیں گے۔اس نے پر سوچ لہجے میں کہا۔

بیٹا اخراجات تو آئیں گے مگر خاندان میں ہماری عزت کا سوال ہے۔تمہارے چچا چچی اونچے لوگ ہیں ہمارے سب انتظامات انکے شایان شان ہونے چاہئیں۔وہ لوگ بھی ولیمہ مارکی میں ہی کریں گے۔

ہوں۔۔اچھا۔اسکی پیشانی پر شکنیں پڑ گئیں۔

زیورات پر ہی دس لاکھ لگ گئے ہیں۔ابھی تو میں نے صرف ایک سیٹ اور چھ چوڑیاں ہی بنوائی ہیں۔امی نے اسے بتایا۔

امی اس قدر خرچہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔چچا چچی لوگ اتنے امیر ہیں انہیں

کیا ضرورت ان سب چیزوں کی۔وہ تھوڑا جھنجھلا گیا۔

ہم لڑکی والے ہیں جتنا دیں کم ہے۔تمہارے چچا چچی نے اتنے برسوں امریکہ میں رہنے کے باوجود یہ رشتہ نہیں توڑا انکا لڑکا نہیں مکرا انکا یہی احسان بہت ہے ورنہ کہاں وہ کہاں ہم۔

رشتہ کرنے کا یہ مطلب ہے کیا کہ ہماری کھال بھی کھینچ لے جائیں یہ لوگ۔ اس نے ناگواری سے کہا۔

تجھے بہن کی شادی کی کوئی فکر ہے ہی نہیں کیونکہ تیرا تو نکاح ہوچکا ہے اب گھر والے بھلے بھاڑ میں جائیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Arsdnd|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی ایسی بات نہیں ہے۔آپ خود سوچیں میں کیا کیا کروں؟ زیورات پر ہی اتنے پیسے خرچ کر ڈالے آپ نے اور ابھی شادی کے لیے بھی اتنا کچھ بتا رہی ہیں پھر چچا چچی کے حکم کے مطابق پندرہ بیس لاکھ کیش بھی دینا ہے نادیہ باجی کو یہ سب کیسے ہوگا؟ اس نے متفکرانہ انداز میں پوچھا۔

اب کرنا تو ہے ہی نا بیٹا۔شادی کی تاریخ رکھی جاچکی ہے۔

ہوں۔۔اچھا میں بعد میں بات کرتا ہوں۔۔اسنے کہہ کر سلسلہ منقطع کردیا۔اسکی آنکھیں گہری سوچ کا پتہ دے رہی تھیں۔

اتنے دنوں بعد شکل دکھائی ہے تم نے اپنی۔ریحان نے شکوہ کناں لہجے میں کہا۔

کیا کروں میں۔شادی کے بعد گھر سے نکلنا ناممکن ہی لگ رہا تھا۔عثمان ہر وقت سر پر سوار رہتا ہے میرے۔اب تو شکر ہے کہ اس نے ڈیڈی کے ساتھ دفتر جانا شروع کیا ہے تو مجھے آزادی نصیب ہوئی۔تانیہ شدید اکتائی ہوئی تھی۔

تانیہ۔۔۔ریحان کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

ہاں کہو رک کیوں گئے۔۔تانیہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تم نے عثمان کو۔۔۔آئی ہوپ یو کین انڈر اسٹینڈ۔۔۔اس نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔تانیہ نے ایک گہری سانس لی۔

ہماری شادی ہوئی ہے ریحان لہذا تمہارا یہ سوال قطعی فضول ہے۔

ہوں۔۔ریحان کا چہرہ اتر گیا۔

میں ان چند دنوں میں ہی بہت شدت سے اکتا گئی ہوں ریحان۔عثمان کا ساتھ مجھے کسی عذاب کی مانند لگتا ہے۔

تانیہ میں بھی کم عذاب میں نہیں ہوں۔۔۔بس اب تم جلد از جلد اس ذلیل انسان سے جان چھڑواؤ۔

اتنی جلدی کیسے ممکن ہے ریحان۔۔کچھ وقت تو لگے گا نا۔

کیسے کٹے گا یہ وقت۔۔ریحان ہاتھ ملتا ہوا بولا۔

ہاہ۔۔۔صبر کرو اور انتظار کرو۔تانیہ کے چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری۔

آئم سوری تانیہ میری سب سے بڑی غلطی تھی تمہیں طلاق دینا۔ریحان کے لہجے میں پشیمانی تھی۔

اب پچھتانے سے کیا حاصل ریحان۔۔تانیہ کی آنکھوں میں بھی یاسیت اتر آئی۔

اسکے بعد وہ دونوں ہی کچھ نہ بولے تھے۔

کچھ بندوبست ہوا پیسوں کا؟ دو دن بعد امی کا پھر فون آیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابھی تک تو نہیں امی۔اسنے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

ہوں۔۔میں سوچ رہی ہوں کیوں نہ دکان بیچ دی جائے۔

ہرگز نہیں امی۔کبھی نہیں۔وہ بدک گیا۔

تمہارے ابو بھی یہی کہہ رہے تھے بیٹا اور اسکے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہیں ہمارے پاس۔بیٹی تو بیاہنی ہی ہے۔

ایک بیٹی کی شادی کے لیے باقی بچوں کی حق تلفی کرنا بھی ناانصافی میں شمار ہوگا امی۔

تجھے بس ہر بات میں اپنی ہی فکر پڑی رہتی ہے۔امی ناگواری سے پر لہجے میں بولیں۔

امی مجھے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی فکر ہے میری تو زندگی سیٹل ہے۔مجھے دکان سے کوئی غرض نہیں۔عمر کا لہجہ بھی اچھا نہیں تھا۔

تو ہم کیا کریں ترے چچا چچی کا مطالبہ اٹل ہے۔

امی آپ چچا چچی سے بات کریں۔انکو ہمارا خیال کرنا چاہیے۔

نہیں ان سے بات کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ہمیں بہر حال پندرہ لاکھ کا بندوبست کرنا ہی ہوگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی یہ رقم بہت زیادہ ہے۔

بیٹا تم آمنہ سے بات کرکے دیکھو۔

امی میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں اس سے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کروں گا۔ اس نے دو ٹوک انداز میں جواب دیا

تو پھر دکان بیچنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں میں کہتی ہوں تیرے ابو کہ وہ تیری طرف سے کوئی امید مت لگائیں اور بیچ دیں دکان ویسے بھی تیری تو زندگی سیٹ ہے تجھے کیا لگے ہم سب سے۔غصے سے کہہ کر امی نے سلسلہ منقطع کردیا تھا عمر نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔

تم اتنے چپ کیوں ہو؟ آمنہ نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تو وہ چونکا۔

کچھ بھی نہیں۔وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

کچھ تو ہے۔وہ اسکے عین سامنے کھڑی تھی۔

کچھ بھی نہیں ہے۔عمر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تمہاری آنکھیں سب کہہ دیتی ہیں۔

اچھا۔ابھی کیا کہہ رہی ہیں میری آنکھیں؟

یہی کہ تم کسی بات کو لیکر بہت پریشان ہو۔

آمنہ میں پریشان ہوں مگر اس پریشانی کا تم سے کوئی تعلق نہیں۔

بتانے میں کیا حرج ہے؟

کوئی حرج نہیں۔

تو پھر بتاؤ۔اس نے شانے اچکا کر کہا ، عمر نے اسے سب کچھ بتادیا۔

ہوں۔۔آمنہ کے ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں۔تو تمہارے امی ابو دکان بیچنے کا سوچ رہے ہیں۔

ہاں یار۔۔اور یہ نہیں ہونا چاہیے۔عمر نے فکر مندی سے جواب دیا۔

ہاں یہ تو ہر گز نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اگر دکان بک گئی تو نادیہ باجی کی شادی کے بعد مسائل کا سامنا تمہاری فیملی کو کرنا پڑے گا۔

ہاں لیکن اگر نادیہ باجی کی شادی نہ ہوئی تو وہ ہم سب کا جینا حرام۔کردیں گی۔

اچھا خیر تم اتنے پریشان مت ہو۔۔ وہ اسکا ہاتھ تھام کر بولی۔عمر ہولے سے مسکرا دیا۔

اگلے روز دفتر کا وقت ختم ہونے سے کچھ لمحے قبل ہی امی کا فون آگیا۔عمر نے فائلیں سمیٹتے ہوئے کال ریسیو کرکے فون کان سے لگایا۔

جی امی السلام علیکم!

وعلیکم السلام! کیسا ہے تو؟

ٹھیک ہوں امی آپ سنائیں۔

میں کیا سناؤں۔دکان کے سودے کی بات چل رہی ہے ایک پارٹی سے جلد ہی معاملات طے ہوجائیں گے اور دکان بک جائے گی۔امی نے بتایا۔

امی۔۔۔یہ کیا کرنے جارہے ہیں آپ لوگ۔۔ابو کی عمر بھی کی محنت ہے وہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دکان۔۔اسے ایسے کیسے بیچ سکتے ہیں آپ اور اسکے بعد کیسے گزارا کریں گے آپ لوگ ، میری تنخواہ اتنی زیادہ تو نہیں کہ پورے گھر اور چھوٹوں کی تعلیم کا خرچہ اٹھا سکوں۔وہ پریشانی کے عالم میں بولا۔

تو ہم کیا کریں۔۔ہمارے پاس اور کوئی راہ نہیں ہے۔تم نے بھی ہری جھنڈی دکھا دی تھی۔اگر تم اپنی بیوی سے پیسے مانگ لیتے تو کم از کم ہمیں دکان تو نہ بیچنی پڑتی مگر تمہیں تو ہماری فکر ہی نہیں ہے۔امی اکھڑے ہوئے لہجے میں بولیں۔

میں کل آرہا ہوں گجرانوالہ۔اس نے کہہ کر سلسلہ منقطع کرلیا اور پھر تین دن کی چھٹی کی درخواست لکھنے بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں۔وہ اپنی پیشانی مسلتا ہوا بولا۔دفتر سے وہ سیدھا آمنہ کی طرف آیا تھا اس وقت آمنہ گھر پر اکیلی ہی تھی۔

تم فکر مت کرو میں کچھ سوچتی ہوں۔اسنے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔

یار اگر نادیہ باجی کی عمران بھائی سے شادی نہ ہوئی تو وہ بہت فساد کھڑا کردیں گی اور سارا الزام مجھ پر آئے گا۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہوگا۔نادیہ باجی کی شادی ضرور ہوگی تم ایسا نہ سوچو۔

مگر اتنی بڑی رقم۔۔آمنہ امی نے میری تنخواہ میری سیونگز اور حتی کہ اپنی سونگز کی بھی ایک ایک پائی شاپنگ پر خرچ کردی ہے سعدیہ باجی کی شادی پر بھی اتنی مہنگی خریداری کی گئی اور نادیہ باجی کے لیے بھی بہت مہنگے جوڑے لیے ہیں۔۔اب میرے پاس کوئی حل ہی نہیں۔میں نے ایک دوست سے ادھار کی بات کر رکھی ہے شادی کے اخراجات تو اس سے نکل آئیں گے مگر جو پندرہ بیس لاکھ کی رقم نادیہ باجی کو دینی ہے وہ میرے بس سے باہر ہے۔اور اس سب سے بھی بڑی پریشانی یہ ہے کہ ابو دکان بیچنے جارہے ہیں جو بہت ہی غلط ہے۔وہ بہت پریشان تھا۔آمنہ نے ایک گہری سانس لی۔

تم منہ ہاتھ دھولو میں کھانا لاتی ہوں تمہارے لیے۔کچھ دیر بعد اسنے کہا۔

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔

کم آن عمر۔۔ہم مل کر کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے اس مسئلے کا۔فی الحال تم اٹھو فریش ہوجاؤ میں روٹی ڈالتی ہوں۔وہ کہتے ہوئے اٹھ کر باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔عمر کے چہرے پر گہری تشویش کی آثار تھے۔

میں کل گجرانوالہ جارہا ہوں ہر قیمت پر چچا چچی سے بات کروں گا اور ابو کو دکان بیچنے سے بھی روکوں گا۔کھانا کھاتے ہوئے عمر نے کہا

چچا چچی سے کیا بات کرو گے؟

دو ٹوک بات کروں گا یار۔۔کہہ دوں گا کہ ہمارے پاس تو نہیں اتنا پیسہ اگر

کرنی ہے شادی تو کریں ورنہ نہ سہی۔

نہیں ایسا مت کہو۔۔میں۔۔میں ابو سے بات کرتی ہوں۔آمنہ جلدی سے بولی۔

نہیں۔۔تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔میں نے تمہیں اپنی پریشانی بتائی ہے مدد نہیں مانگی۔وہ سخت لہجے میں بولا

عمر میں بیوی ہوں تمہاری، میرا سب کچھ تمہارا ہی تو ہے۔وہ ہر خلوص لہجے میں بولی۔

نہیں۔۔عمر نے سر ہلایا۔

تم مجھے اپنا نہیں سمجھتے؟ اس نے پوچھا۔

ایسا نہیں ہے آمنہ مگر میں اپنی بہن کی شادی کے لیے تمہارا کوئی احسان نہیں لینا چاہتا۔اس نے نرمی سے جواب دیا۔

تم اتنے پریشان ہو عمر میں یہ بھی تو نہیں دیکھ سکتی۔

میں کسی سے ادھار پکڑ لوں گا۔

تو ابو سے ادھار لے لو بعد میں اپنی سہولت سے لوٹا دینا۔

ہرگز بھی نہیں۔

اچھا مجھ سے لے لو ادھار۔

تم سے؟

ہاں میرے پاس کافی زیورات ہیں اور اسکے علاوہ ایک پلاٹ بھی ہے جو ابو نے میرے نام پر لیا تھا۔

شٹ اپ۔

عمر بعد میں واپس کردینا نا۔

کوئی اور بات ہے کرنے کو تو ٹھیک ورنہ میں واپس جا رہا ہوں۔وہ کھانے سے ہاتھ کھینچ کر بولا۔

تم مجھے اس طرح پرایا کیوں کررہے ہو۔

نہیں کررہا پرایا۔۔تم پلیز اب کوئی اور بات کرو۔

آمنہ نے گہری سانس لی۔اچھا کھانا تو کھاؤ میں تمہارے لیے چائے بناتی ہوں۔ وہ اٹھتے ہوئے بولی۔عمر کچھ نہ بولا۔

یہ کیسے ممکن ہے آمنہ۔امی نے اسے گھور کر دیکھا۔

امی زیور اور پلاٹ میرے ہیں میں انہیں عمر کو دینا چاہتی ہوں کیونکہ اسے ضرورت ہے۔اور عمر میرا شوہر ہے اسلیے آپ لوگوں کو کوئی اعتراض نہ ہونا چاہیے۔

فضول باتیں مت کرو۔میں تمہیں ایسی کوئی غیر دانشمندانہ حرکت نہیں کرنے دوں گا۔تم اس سے قبل بھی دھوکا کھا چکی ہو۔عمر کے خاندان پر بھی یوں آنکھیں بند کرکے اندھا اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ابو نے حتمی لہجے میں کہا۔

ابو عمر ایسے نہیں ہیں وہ بہت اچھے ہیں اور وہ تو مسلسل منع کررہے تھے۔

یہ بھی ایک طریقہ ہوتا ہے اگلے بندے کو کنونس کرنے کا۔ابو ناگواری سے بڑبڑائے۔

امی آپ ابو کو سمجھائیں نا۔آمنہ نے ماں کی طرف دیکھا۔

تمہارے ابو بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ابھی تمہارا صرف نکاح ہوا ہے شادی نہیں جو تم یوں سب کچھ سسرال کے حوالے کردو۔اور پھر نادیہ انکی بیٹی ہے وہ کریں اسکی شادی کے انتظامات۔ہم نے کوئی ٹھیکا لیا ہے انکی بیٹی کی شادی کا۔امی نے ناگواری سے کہا۔

امی عمر اتنے پیسے کا انتظام کیسے کرے گا۔اور انکل اپنی دکان بیچنے جارہے ہیں اسکے بعد انکی فیملی کو بہت فنانشل کرائسس کا سامنا کرنا پڑے گا۔وہ پریشانی سے بولی۔

یہ انکا مسئلہ ہے ہمارا نہیں، بیٹی انکی ہے وہ اسکی شادی کے لیے دکان بیچیں یا گھر تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ابو بولے۔

ابو عمر بہت پریشان ہیں۔

وہ پریشان ہے تو کیا اب اسکی بہن کی شادی کے لیے ہم اپنی بچی کی ایک ایک چیز دے دیں یہ تو دانشمندی سے بعید ہی ہے کل کو جب تمہاری شادی ہو گی تب بھی یہ لوگ منہ کھول کر جہیز مانگیں گے۔امی نے کہا۔

امی وہ لوگ غیر تو نہیں ہیں اگر ہم اس مشکل وقت میں انکی مدد کردیں گے تو کیا ہوجائے گا۔

آمنہ امی ابو ٹھیک کہہ رہے ہیں۔نادیہ باجی کی شادی عمر اور اسکے گھر والوں کا مسئلہ ہے ہمارا نہیں تم زیادہ سگی بننے کی کوشش مت کرو تمہیں ان قربانیوں کے عیوض کچھ حاصل نہیں ہونے والا دوسری بات یہ کہ ابھی تمہارا صرف نکاح ہوا ہے شادی نہیں جو تم انکے گھر کے معاملات میں اتنی دلچسپی لو۔شایان نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔آمنہ بے بسی سے سر ہلا کر رہ گئی۔

دکان کسی قیمت پر نہیں بکے گی ابو۔عمر نے ابو کو مخاطب کرکے دو ٹوک لہجے میں کہا۔وہ ابھی گھر پہنچا تھا اور بڑے کمرے میں گھر کے سب افراد جمع تھے۔

تو پھر اتنی بڑی رقم کا بندوبست کیسے ہوگا۔ابو بولے۔

آپ چچا چچی سے کھل کر بات کریں انکو بتائیں کہ اتنی بڑی رقم ہمارے بس کا روگ نہیں ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے واہ یہ سب کہلوا کر گویا میری شادی رکوانا چاہتے ہو تم۔نادیہ ہاتھ نچا کر بولی۔

اور اگر وہ مان بھی گئے تو بھی کیا عزت رہ جائے گی نادیہ کی سسرال میں؟ امی نے کہا۔

صرف ایک بیٹی کے لیے اپنا کاروبار داؤ پر لگا دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔آپ چچا چچی سے کہیں کہ دس لاکھ کی مالیت کا زیور دے رہے ہیں ہم لہذا کیش کی ضرورت ہی نہیں۔وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

سعدیہ کو تو زیور کپڑوں کے ساتھ گھر بھر کر جہیز دیا تھا۔مجھے کیش دیتے ہوئے جان جا رہی ہے۔نادیہ چمک کر بولی۔

تو آپ چاہتی ہیں کہ ایک آپکی شادی کی خاطر یہ سب سڑک پر آجائیں چھوٹے بہن بھائی رل جائیں۔عمر نے تیوری پر بل ڈالے۔

اسی لیے تم سے کہا تھا کہ آمنہ سے بات کرو۔نادیہ نے کہا

میں اس سے ایسی کوئی فرمائش نہیں کروں گا۔اس نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔پہلے بھی بتا چکا ہوں۔

تم خود غرض ہو عمر۔نادیہ نے بہت برا سا منہ بنایا۔مگر میں بھی بتائے دے رہی ہوں امی اگر میری شادی عمران سے نہ ہوئی تو آمنہ بھی اس گھر میں بہو

بن کر نہیں آئے گی۔

میری شادی کا آپکی شادی سے کوئی لنک نہیں ہے باجی۔اسلیے فضول باتیں مت کریں۔

تم دونوں آپس میں جھگڑا مت کرو۔ابو نے کہا۔

میں بہت تھکا ہوا ہوں، اپنے کمرے میں جارہا ہوں۔وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا کمرے سے چلا گیا تھا۔

ابو آپ خود بات کریں آمنہ کے ابو سے۔عمر کے جاتے ہی نادیہ نے ابو سے کہا۔

ہاں آپ کریں بات آمنہ کے والد سے۔وہ بھی بیٹیوں والے ہیں سمجھ جائیں گے ہماری مجبوری کو۔امی نے ابو کو مخاطب کیا۔

مگر۔۔۔ابو کے انداز میں ہچکچاہٹ تھی۔

ارے بھئی وہ ہر صورت مدد کریں گے ہماری کیونکہ انکی بیٹی کو ہماری بہو بننا ہے۔انکی بھی مجبوری ہے۔امی انکی بات کاٹ کر بولیں۔

امی بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں ابو۔دکان بیچ دینے میں سراسر ہمارا ہی نقصان ہے اچھا ہے کہ آمنہ کے والد سے پیسے لے لیے جائیں ، یہ ادھار بھی نہیں ہوگا۔ نادیہ بولی۔

آپ آج ہی آمنہ کے ابو کو فون کریں اور انہیں صاف صاف کہہ دیں کہ اگر انہیں اپنی بیٹی کو دوبارہ طلاق سے بچانا ہے تو ہماری نادیہ کی شادی کے اخراجات میں ہمارا ساتھ دیں۔اور انکو یہ بھی کہہ دینا کہ عمر تک یہ بات نہ پہنچنے پائے ورنہ نتیجے کے ذمےدار وہ خود ہوں گے۔امی نے سفاکی سے کہا۔ابو نے پر خیال انداز میں سر ہلا دیا۔نادیہ کے ہونٹوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔

یہ تو حد ہی کردی فاروق صاحب نے۔۔ابو نے غصیلے لہجے میں کہا۔آمنہ نے انکے چہرے کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔اسکے دل کو عجیب سی پریشانی لاحق ہوتی جارہی تھی۔

میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ ان لوگوں کی اتنی گھٹیا سوچ ہے، اور تو اور عمر بھی انکا ہم خیال ہوگیا۔ابو بولے۔

عمر نے بھی ایسا کہا ہے کیا؟ آمنہ نے بے تابی سے پوچھا۔

اسکے کچھ کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے قرینے سے ہی ظاہر ہے سب کچھ، ادھر وہ گجرانوالہ پہنچا اور ادھر اسکے والد نے اتنا بڑا مطالبہ کردیا۔اسکی ایماء پر ہی ہوا ہوگا نا سب کچھ وہ وہیں موجود ہے اس کے علم میں ہی ہوں گی یہ سب باتیں۔ابو سخت غصے میں تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر کے روپے سے تو میں تبھی کھٹک گئی تھی جب وہ یہاں سے اپنے دوست کے گھر شفٹ ہوا تھا۔امی نے بھی اظہار خیال کیا۔

میں عمر سے بات کرتی ہوں۔وہ جلدی سے بول اٹھی۔

ہرگز نہیں تم اس سے بات نہیں کرو گی۔وہ لوگ کیا سمجھتے ہیں کہ ہم کوئی گرے پڑے ہیں۔عمر اگر کنوارا ہے تو پھر کیا ہم نے اسکی منتیں کی تھیں کہ تم سے نکاح کرلے۔امی بولیں۔

بالکل۔فاروق صاحب فرما رہے تھے کہ اگر اپنی طلاقن بیٹی کو دوسری بار بھی طلاق سے بچانا چاہتے ہیں تو نادیہ کی شادی کے اخراجات میں ہمارا ساتھ دیں۔ ارے ایسے کوئی مدد مانگتا ہے۔انہیں پیسہ ہی چاہیے تھا تو آرام سے مانگ لیتے یہ دھمکیاں دینے کی کیا ضرورت تھی۔۔سارے خبیث النسل لوگ ہمارے ہی مقدر میں لکھے ہوئے ہیں۔پہلے اپنے جگری دوست کے گھر بیٹی دی تھی وہ بھی گھٹیا پن کی حد کرگئے تھے اور اب یہ لوگ ہیں۔۔غصے کی شدت سے ابو کی آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔آمنہ سر جھکائے شدت سے اپنے لب کچل رہی تھی۔اسکے چہرے سے اندرونی ہیجان ظاہر ہورہا تھا۔

آپ نے انکو جواب کیا دیا؟ امی نے ابو سے پوچھا۔

جواب۔۔ارے میں نے تو انہیں صاف بولا کہ میری بیٹی کوئی راہ میں نہیں پڑی ہوئی آپ اپنا ہیرا بیٹا اپنے پاس رکھیں۔میں نے بیٹی کا سودا نہیں کرنا۔ابو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بولے۔آمنہ نے ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ یہ الفاظ سنے اور پھر سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔

وہ سب اب بھی کچھ کہہ رہے تھے مگر وہ سن کہاں رہی تھی۔

اتنی بے عزتی کی ہے تیرے سسر نے ہماری کہ بتا نہیں سکتے۔امی گلوگیر لہجے میں کہہ رہے تھے۔اور سامنے بیٹھے عمر کی آنکھوں سے حیرت ظاہر ہورہی تھی۔

بے عزتی مگر کیوں اور کیسے؟

تیرے ابو نے فون کیا تھا انکو منت کی تھی کہ وہ اس مشکل وقت میں ہماری کچھ مدد کردیں مگر انہوں نے تو الٹا ہمیں ہی سنا کر رکھ دیں۔امی بولیں۔عمر نے ابو کیطرف دیکھا جو ایک طرف سر جھکائے بیٹھے تھے۔

مگر آپ نے انکو فون کیا ہی کیوں تھا ابو اور پھر پیسے مانگنے کے لیے۔۔اس نے کبیدگی سے کہا۔

اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں بیٹا میں نے تو اپنا سمجھ کر انہیں فون کیا تھا۔ ابو بولے۔

باپ سے جواب طلب کررہا ہے بے غیرت۔جاکر اپنی بیوی سے کیوں نہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پوچھتا کہ اسکے باپ نے تیرے باپ کی بے عزتی کیوں کی۔امی یکدم گرج کر بولیں۔

میں نے جب کہہ دیا تھا کہ آمنہ سے پیسے نہیں لینے پھر کیوں آپ نے انکو کال کی۔میری دو ٹکے کی عزت نہیں رہنے دی انکے سامنے۔وہ غصے سے بولا۔

تیری ویسے بھی کوئی عزت نہیں ہے انکے سامنے تجھے وہ پینڈو جاہل ہی سمجھتے ہیں۔امی چمک کر بولیں۔

پلیز امی۔۔وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

ان لوگوں کی ذمے داری نہیں ہے یہ۔آمنہ ابھی بیاہ کر اس گھر میں نہیں آئی ہے۔

اور اب کبھی آئے گی بھی نہیں۔امی پرسکون لہجے میں بولیں۔

وہ میری بیوی ہے۔اس نے از حد سنجیدہ لہجے میں جیسے انہیں یاد دلایا تھا۔

جو بھی ہے مگر اب وہ اس گھر میں بہو بن کر نہیں آ سکتی۔اسکے اس گھر میں بہو بن کر آنے کی ایک ہی صورت تھی کہ اسکا باپ نادیہ کے لیے بیس لاکھ دیتا۔امی نے کہا۔

انہوں نے ہمارا قرضہ تو نہیں دینا تھا۔وہ جھنجھلا گیا۔اور ابو آپ نے انہیں فون کیا ہی کیوں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تمہاری ماں نے کہا تھا سو میں نے کردیا۔ابو کا جواب تھا

امی۔۔آپ نے کیوں ابو کو یہ مشورہ دیا تھا؟

میں نے جو کچھ بھی کہا تھا سوچ سمجھ کر کہا تھا میری بچی کی شادی میری مرضی کے مطابق ہوگی تو ہی آمنہ دلہن بن کر اس گھر میں آئے گی ورنہ نہیں۔امی نے ہاتھ ہلا کر حتمی لہجے میں کہا۔

آپکی مرضی۔۔۔اسنے بھنویں اچکائیں۔میں ابھی چچا چچی سے بات کرتا ہوں ہمارے پاس تو نہیں ہیں اتنے پیسے باقی فیصلہ انکا۔وہ کرسی سے اٹھتا ہوا بولا اور پھر امی اسے آوازیں ہی دیتی رہی گئیں اور وہ راہداری پار کرکے دروازہ کھول کر گلی میں نکل آیا۔چچا چچی اپنی فیملی سمیت بڑے تایا کے گھر مقیم تھے جو اسی گلی میں تھا وہ تیر کی طرح رستہ طے کرکے تایا کے گھر چلا آیا۔سب ہی آنگن میں بیٹھے ہوئے تھے اسے آتا دیکھ کر مسکرادیئے۔

آؤ آؤ عمر تم نے تو شکل بھی نہ دکھائی۔چچا اٹھتے ہوئے بولے۔

چچا آپ نے نادیہ باجی کو اپنی بہو بنانا ہے یا نہیں؟ اس نے ضبط کی کڑی منزلوں سے گزرتے ہوئے کہا۔چچا کے مسکراتے چہرے پر حیرت کے آثار ابھرے۔

یہ کیسا سوال ہے بیٹا ہم تو پاکستان آئے ہی اس لیے ہیں کہ نادیہ اور عمران کی شادی کردی جائے۔انہوں نے عمر کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے پاس جو کچھ تھا اسکی ایک ایک پائی تیاریوں میں خرچ ہوچکی ہے۔۔ہمارے پاس نادیہ باجی کو دینے کے لیے وہ پندرہ لاکھ نہیں ہے جو آپ نے ابو سے انہیں دینے کو کہے ہیں۔اسکی آنکھوں میں نجانے کیوں نمی ابھر آئی تھی۔

پندرہ لاکھ۔۔کونسے پندرہ لاکھ۔۔چچا نے حیرت سے دہرایا سب حاضرین کے چہروں پر بھی حیرت تھی۔

آپ نے ابو امی سے نہیں کہا کہ نادیہ باجی کو جہیز کی بجائے پندرہ بیس لاکھ کیش دیں ہم۔

ارے بیٹا وہ تو میں نے یہ کہا تھا کہ جہیز کا جھنجھٹ مت کریں اگر کچھ دینا ہی ہو تو اپنی بیٹی کو کیش دیں جو اسکے کام آ سکے۔۔ چچا نارمل لہجے میں بولا۔ عمر کے اعصاب تن گئے۔

وہ اسکو شرط سمجھے۔۔اور ابو تو دکان فروخت کرنے جارہے ہیں۔وہ بولا۔

اوہو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔تم بیٹھو تو سہی آرام سے۔ارم جاؤ بیٹا بھائی کے لیے پانی لیکر آؤ۔انہوں نے اسکے شانوں پر دباؤ دے کر اسے کرسی پر بٹھایا۔ ارم دوڑ کر پانی لے آئی۔

فاروق بھائی اور بھابھی میری بات کا غلط مطلب لے گئے۔مجھے پندرہ بیس لاکھ سے کیا لینا دینا ہے میرے پاس بہت دولت ہے الحمد للہ۔نادیہ میری بچی ہے

اور ہمیں تو بس دو کپڑوں میں لڑکی چاہیے۔چچا نرم لہجے میں بول رہے تھے۔

ہاں بیٹا۔تمہارے چچا بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے۔اور بھائی صاحب دکان کیوں بیچ رہے ہیں ہم تو تم لوگوں پر بارات کے فنکشن کا بار بھی نہیں ڈالنا چاہتے۔بھابھی خود ہی کہہ رہی تھیں کہ بارات مارکی میں جائے گی ورنہ ہمیں تو گھر پر سادگی سے نکاح کرلینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔چچی نے کہا۔

ابو دکان بیچنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ خود سوچیں دکان بیچنے کے بعد ہم کہاں ہوں گے میری ابھی نئ نوکری ہے اتنا برڈن نہیں اٹھا سکتا میں۔عمر بولا

تمہاری تشویش بلکل جائز ہے عمر۔ہم ابھی چل کر فاروق سے بات کرلیتے ہیں۔کسی دھوم دھڑکے کی ضرورت نہیں ہے بس سادگی سے نکاح اور رخصتی ہوگی۔ولیمہ انشاء اللہ شاندار ہوگا۔تایا نے اٹھ کر اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں کہا۔عمر کچھ نہ بولا اسکے سر پر جیسے ہتھوڑے برس رہے تھے۔

میں نے تو پہلے بھی ممی ڈیڈی کو کہا تھا کہ اتنا کچھ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سادگی سے ہی شادی ہونی چاہیے۔شازمین بولی عمر نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔وہ اسے کافی سالوں بعد دیکھ رہا تھا اور وہ اس شدید الجھن کے وقت میں بھی یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا تھا کہ وہ ایک غیر معمولی طور پر حسین

لڑکی تھی۔

چلو ہم چلتے ہیں تمہارے ساتھ۔فاروق سے ابھی بات ہوجائے۔تایا نے چچا کی طرف دیکھ کر کہا انہوں نے بھی سر ہلایا۔تھوڑی دیر بعد تایا تائی اور چچا چچی عمر کے ہمراہ اسکے گھر چلے آئے تھے۔

آپ نے ابو امی سے نہیں کہا کہ نادیہ باجی کو جہیز کی بجائے پندرہ بیس لاکھ کیش دیں ہم۔

ارے بیٹا وہ تو میں نے یہ کہا تھا کہ جہیز کا جھنجھٹ مت کریں اگر کچھ دینا ہی ہو تو اپنی بیٹی کو کیش دیں جو اسکے کام آ سکے۔۔ چچا نارمل لہجے میں بولا۔ عمر کے اعصاب تن گئے۔

وہ اسکو شرط سمجھے۔۔اور ابو تو دکان فروخت کرنے جارہے ہیں۔وہ بولا۔

اوہو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔تم بیٹھو تو سہی آرام سے۔ارم جاؤ بیٹا بھائی کے لیے پانی لیکر آؤ۔انہوں نے اسکے شانوں پر دباؤ دے کر اسے کرسی پر بٹھایا۔ ارم دوڑ کر پانی لے آئی۔

فاروق بھائی اور بھابھی میری بات کا غلط مطلب لے گئے۔مجھے پندرہ بیس لاکھ سے کیا لینا دینا ہے میرے پاس بہت دولت ہے الحمد للہ۔نادیہ میری بچی ہے اور ہمیں تو بس دو کپڑوں میں لڑکی چاہیے۔چچا نرم لہجے میں بول رہے تھے۔

ہاں بیٹا۔تمہارے چچا بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے۔اور بھائی صاحب دکان کیوں بیچ رہے ہیں ہم تو تم لوگوں پر بارات کے فنکشن کا بار بھی نہیں ڈالنا چاہتے۔بھابھی خود ہی کہہ رہی تھیں کہ بارات مارکی میں جائے گی ورنہ ہمیں تو گھر پر سادگی سے نکاح کرلینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔چچی نے کہا۔

ابو دکان بیچنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ خود سوچیں دکان بیچنے کے بعد ہم کہاں ہوں گے میری ابھی نئی نوکری ہے اتنا برڈن نہیں اٹھا سکتا میں۔عمر بولا

تمہاری تشویش بلکل جائز ہے عمر۔ہم ابھی چل کر فاروق سے بات کرلیتے ہیں۔کسی دھوم دھڑکے کی ضرورت نہیں ہے بس سادگی سے نکاح اور رخصتی ہوگی۔ولیمہ انشاء اللہ شاندار ہوگا۔تایا نے اٹھ کر اسکے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں کہا۔عمر کچھ نہ بولا اسکے سر پر جیسے ہتھوڑے برس رہے تھے۔

میں نے تو پہلے بھی ممی ڈیڈی کو کہا تھا کہ اتنا کچھ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سادگی سے ہی شادی ہونی چاہیے۔شازمین بولی عمر نے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔وہ اسے کافی سالوں بعد دیکھ رہا تھا اور وہ اس شدید الجھن کے وقت میں بھی یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا تھا کہ وہ ایک غیر معمولی طور پر حسین لڑکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلو ہم چلتے ہیں تمہارے ساتھ۔فاروق سے ابھی بات ہوجائے۔تایا نے چچا کی طرف دیکھ کر کہا انہوں نے بھی سر ہلایا۔تھوڑی دیر بعد تایا تائی اور چچا چچی عمر کے ہمراہ اسکے گھر چلے آئے تھے۔

تم سے کس نے کہہ دیا فاروق کہ ہمیں پندرہ بیس لاکھ چاہیے؟ صدیق چچا نے عمر کے ابو سے پوچھا۔اس وقت بڑے کمرے میں سب جمع تھے۔

پروین نے ہی بتایا تھا کہ بھابھی نے دبے لفظوں میں اس سے مطالبہ کیا ہے۔ ابو بولے۔عمر نے دیکھا امی کے چہرے کا رنگ واضح پھیکا پڑا تھا۔

ارے بھابھی میں نے تو صرف اتنا کہا تھا کہ جو رقم آپ لوگ جہیز پر خرچ کریں گے وہی نادیہ کو کیش کی صورت میں دے دیجیے گا۔یہ مطالبہ تو نہیں تھا۔اور آپ دکان کیوں بیچنے جارہے ہیں بھائی صاحب۔چچی رسان سے بولیں۔

یہ بھی پروین کا ہی مشورہ تھا۔ابو نے ایک سخت نظر امی کے چہرے پر ڈالی۔وہ کچھ نہ بولیں۔

بھابھی آپ بھی حد کرتی ہیں دکان بیچ دینے کے بعد آپ لوگ کہاں سٹینڈ کریں گے۔چچی نے کہا

اپنوں میں رشتے اسی لیے کیے جاتے ہیں تاکہ کسی پر کوئی بردن نہ پڑے۔آپ لوگ بلاوجہ اتنا بردن ڈال رہے ہیں خود پر اور اگر میرا ایسا کوئی مطالبہ ہوتا تو

میں خود تم سے کہتا۔چچا نے ابو کو مخاطب کرکے رسان سے کہا

خیر خیر۔۔اب یہ بات یہیں ختم کردو۔اور میرے خیال میں تو اتنے لمبے چکروں میں پڑنے کی بجائے آٹھ دس دن بعد سادگی سے نکاح کرلیتے ہیں ولیمہ بعد میں ہوتا رہے گا۔تایا نے اپنی گونجدار آواز میں فیصلہ سنایا۔کوئی کچھ نہ بول سکا

عمر نے ایک نظر امی کے چہرے پر ڈالی اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ سارا معاملہ اسکی سمجھ میں آگیا تھا۔امی صرف اسکے اور آمنہ کے رشتے میں دراڑ ڈالنا چاہتی تھی اور کیا خبر کہ نادیہ بھی یہی چاہتی ہو۔تبھی تو امی شروع سے ہی اس پر آمنہ سے اسکے زیورات اور پلاٹ لینے کے لیے زور دیتی رہی تھیں اور ابو کی دکان بیچنے کا شور بھی انہوں نے اسی لیے مچایا تھا کہ وہ دباؤ میں آکر آمنہ سے زیورات یا پلاٹ کا مطالبہ کرے۔جب انہوں نے دیکھا کہ وہ کسی قیمت پر آمنہ سے بات کرنے پر تیار نہیں تو انہوں نے ابو کے ذریعے آمنہ کے ابو کو فون کروایا اور پھر جو بھی بات ہوئی ہو۔مگر اتنا تو وہ جان گیا تھا کہ معاملات کافی بگڑ گئے ہیں۔آمنہ کے گھر والے لازمی طور پر اسکے متعلق یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ابو نے اسکی شہہ پر ان سے بات کی ہے کیونکہ اسکے یہاں پہنچتے ہیں ابو نے انہیں فون کرڈالا لہذا وہ اسے عمر کی ہی پلاننگ سمجھ رہے ہوں گے۔

وہ اپنے کمرے میں چلا آیا اور سگریٹ سلگا کر فون پر آمنہ کا نمبر ملانے لگا۔

ہیلو۔۔تیسری بیل پر اسکی آواز سنائی دی۔

کیسی ہو آمنہ؟ اس نے نارمل لہجہ اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔

عمر مجھے تم سے اب کوئی بات نہیں کرنی تم لائق اعتبار تھے ہی نہیں میں نے پتہ نہیں کیوں تم پر اعتبار کیا۔وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

لیٹ می کلیئر آمنہ۔۔

اسکی ضرورت نہیں ہے۔سب کچھ کلیئر ہوچکا ہے۔تمہارے والد محترم نے مجھے میری اوقات اچھی طرح بتادی ہے اور اب مجھے اپنے فیصلے پر صحیح معنوں میں افسوس ہورہا ہے۔تم جیسا بھنورا صفت ال میرڈ مرد اس لائق تھا ہی نہیں کہ میں اسے اپنی زندگی کا ہمسفر چنتی۔آئندہ مجھے کال مت کرنا گڈ بائے۔اس نے سخت لہجے میں کہہ کر سلسلہ منقطع کردیا تھا۔عمر موبائل ہاتھ میں پکڑے کافی دیر گم سم سا رہا اسی لمحے کمرے کے دروازے پر آہٹ ہوئی اور وہ چونکا۔

میں اندر آسکتی ہوں؟ شازمین نے اندر جھانکا۔

شیور۔۔وہ بمشکل مسکرایا۔وہ اندر چلی آئی اور بے تکلفی سے ایک کرسی پر جم گئی۔

تم تو کافی بدل گئے ہو۔وہ بولی۔

آہم۔۔وہ کیسے؟ عمر نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلا۔

پہلے تم بہت ہنس مکھ اور باتونی تھے مگر اب تو تم خاموش طبع اور سنجیدہ ہوگئے ہو۔

ہاں۔خود کو بدل لیا ہے میں نے۔وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

آہاں۔۔اس تبدیلی کے پیچھے کیا راز ہے؟

کچھ بھی نہیں۔۔تم اپنی سناؤ اتنے برسوں بعد پاکستان آکر کیسا محسوس کررہی ہو؟ اسنے بات بدلی۔

اچھا ہی محسوس کررہی ہوں یہاں سب ہی بہت اچھے ہیں۔۔بائے دا وے تمہیں تمہارے نکاح کی بہت بہت مبارک۔تمہاری بیوی کی تصویریں دیکھی ہیں میں نے بہت کیوٹ ہے وہ۔شازمین نے نارمل لہجے میں کہا۔

شکریہ۔عمر کا دل اکتاہٹ کا شکار ہونے لگا۔

شادی پر تو آئے گی نا وہ؟

پتہ نہیں۔۔

کیا مطلب کیا وہ اپنی نند کی شادی میں نہیں آئے گی؟ شازمین نے حیرت سے پوچھا۔

اسکے پیپرز ہیں شاید نہ آسکے۔اس نے جلدی سے بات بنائی

اوہ آئی سی۔۔آنٹی بتا رہی تھیں کہ وہ ماسٹرز کررہی ہے۔شازمین نے سر ہلایا۔

عمر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا اسکے چہرے سے بے چینی مترشح تھی۔

کہاں تھیں تم؟ وہ جیسے ہی گھر پہنچی عثمان نے سوال کیا۔

دوستوں سے ملنے گئی تھی۔اسنے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

اچھا ! مجھے بھی ملواؤ نا اپنے دوستوں سے۔وہ خوشدلی سے مسکرایا۔

کیوں ؟ تانیہ نے تیوری چڑھائی۔

بھئی تمہارے دوست ہیں مجھ سے بھی تو جان پہچان ہونی چاہئے نا۔"

اوہ پلیز عثمان یہ تھرڈ کلاس کنزرویٹو مشرقی سوچ کو ذہن سے نکال پھینکو۔تم نیو یارک میں رہتے ہو ایک امریکن نیشنل لڑکی تمہاری بیوی ہے۔بھول جاؤ پاکستان اور وہاں کی جاہل لڑکیوں کو۔لبرل بنو۔وہ تلخ لہجے میں بولی۔عثمان کے چہرے پر شرمندگی کے آثار ابھرے۔

میں نے تو بس یونہی کہہ دیا تھا۔وہ ہکلایا۔

آہ پلیز۔۔اچھی طرح جانتی ہوں میں کہ تم نے یونہی بھی کیوں کہا دراصل تم مجھ پر شک کرتے ہو اور کیوں نہ کرو گے ہو نا آخر تھرڈ کلاس سوچ کے مالک پاکستانی مرد۔اب اسکے لہجے میں استہزاء تھا۔عثمان کا چہرہ ہتک کے احساس سے

سرخ ہو گیا۔

اپنی وے یہاں یہ سب نہیں چلے گا۔میں تمہاری بیوی ہوں مگر غلام نہیں سو میرے معاملات میں دخل اندازی کرنے سے پہلے دس بار سوچنا۔گڈ نائٹ۔وہ انگلی اٹھا کر تنبیہہ کرنے کے سے انداز میں کہتی لمبے لمبے ڈگ بھرتی اپنی خوابگاہ کی طرف چلی گئی تھی عثمان نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اسکی پیشانی پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں پھوٹ آئی تھیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

امی! آمنہ لوگوں کو بھی شادی پر مدعو کریں۔عمر نے امی سے کہا۔

کیوں کس خوشی میں؟ امی نے اسے گھورا۔

وہ میری بیوی ہے امی۔

بیوی تھی۔۔اب نہیں ہے۔نادیہ کی شادی سے فارغ ہوتے ہی اسے طلاق دو اسکے بعد میں تمہاری شادی ایک بہت اچھی لڑکی سے کرواؤں گی۔۔

کیا کہہ رہی ہیں امی آپ۔میں بلاوجہ اپنی بیوی کو طلاق کیوں دوں۔اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

کیا یہ وجہ ناکافی ہے کہ اسکے باپ نے تمہارے باپ کی بے عزتی کی۔

امی پلیز۔۔یہ تو آپ بھی جانتی ہیں اور میں بھی کہ وہ سب کچھ آپ کا سٹ

اپ تھا میرے اور آمنہ کے رشتے میں دراڑ ڈالنے کے لیے ورنہ چچا چچی نے تو کوئی مطالبہ کیا ہی نہ تھا۔

ماں پر الزام لگاتا ہے بے غیرت۔

الزام نہیں حقیقت ہے۔میں اچھی طرح سب سمجھ گیا ہوں۔اور آمنہ شادی میں آئے گی تو ہی میں بھی شرکت کروں گا ورنہ نہیں۔یہ بات آپ کان کھول کر سن لیں۔آمنہ کے گھر کال کریں اور انہیں عزت سے انوائیٹ کریں۔اس نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔ابو بھی چپ چاپ اسکی جانب دیکھ رہے تھے۔

انکو بلاتی ہے میری جوتی۔۔امی واویلا کرنے کے سے انداز میں بولیں

آپ جانیں میں نے تو اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔میرے سسرال والے اور بیوی اگر شادی میں نہیں آئیں گے تو میں بھی نہیں آؤں گا۔اس نے ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کیا۔

تم اپنی بہن کی شادی اس گھٹیا لڑکی کی خاطر چھوڑ دو گے۔نادیہ بولی۔

وہ میری بیوی ہے اسلیے زبان سنبھال کے بات کریں۔اسنے شہادت کی انگلی اٹھا کر جیسے تنبیہہ کی۔آپ لوگوں نے جتنا شرمندہ مجھے میرے سسرال والوں اور چچا چچی کے سامنے کروانا تھا کروا دیا ، اب کوئی گڑبڑ ہوئی تو سارا بھرم ٹوٹ جائے گا۔میری زندگی میں زہر گھولنے کی اجازت میں کسی کو نہیں دے سکتا۔

اور ابو میرے سسرال کے ساتھ سارے معاملات آپ نے بگاڑے ہیں تو اب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب ٹھیک بھی آپ ہی کریں گے۔ورنہ لا محالہ مجھے اسلام آباد واپس جانا پڑے گا۔اور اب اگر میں گیا تو پھر کبھی واپس نہیں آؤں گا۔وہ حتمی لہجے میں کہہ کر اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

دیکھا۔۔دیکھا اپنے بیٹے کو کیسے ہمیں دھمکیاں دے گیا ہے۔اسکے جاتے ہی امی نے روہانسی ہوکر کہا۔

کتنا بے غیرت ہے عمر ، بیوی اور سسرال والوں کو بہن پر ترجیح دے رہا ہے۔ نادیہ بولی۔

تم دونوں چپ ہی رہو، آگے ہی تم لوگوں کی مان کر میں اپنے بھائیوں کے سامنے شرمندہ ہوکر رہ گیا ہوں وہ تو کہو کہ بھابی نے کوئی بات نہیں اٹھائی ورنہ تمہارے جھوٹ فتور نے تو سب کچھ تباہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ابو یکدم بہت غصے سے بولے۔اور آمنہ کے والد کو بھی میں نے ہی سخت ست سنائی تھی لہذا ان سے معذرت بھی میں خود ہی کرلوں گا اور وہ لوگ شادی میں ضرور آئیں گے۔مزید کوئی ڈرامہ نہیں ہونے دوں گا میں اب۔جتنی شہہ دیتا ہوں اتنا ہی سر پر چڑھی آتی ہو تم۔انہوں نے بیوی کو جھاڑا تھا۔وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئیں۔

ہاں ہاں سارا الزام میرے سر دے دو باقی تو سب دودھ کے دھلے ہیں۔

بکواس بند کرو اپنی۔ورنہ زبان کھینچ لوں گا۔خبردار جو اب تم کسی معاملے میں

بولیں۔منہ بند رکھو اپنا۔وہ خشمگیں نظروں سے انہیں گھورتے ہوئے کمرے سے چلے گئے

ابو نے کیسے نظریں پھیری ہیں امی۔انکے جاتے ہی نادیہ حیرت سے بولی۔

ہنہہ۔پھیر لیں نظریں مگر میں بھی پروین ہوں۔نہ آمنہ کو طلاق دلوائی تو میرا نام نہیں۔وہ چھاتی ٹھونک کر بولیں۔نادیہ نے سر ہلادیا۔

تم کل رات کہاں تھیں تانیہ؟

سوزی کی برتھڈے تھی وہیں رک گئی تھی اسکے گھر۔اس نے بیگ کاندھے سے اتار کر صوفے پر پھینکتے ہوئے جواب دیا۔

مجھے بتا تو دیتیں، میں رات بھر پریشان رہا۔وہ اسکے سر پر کھڑا پریشانی کے عالم میں کہہ رہا تھا۔

اوہ عثمان پلیز۔۔تم یہ مشرقی قدامت پرست شوہروں کی طرح بی ہیو کرنا کب بند کرو گے۔وہ چڑ کر بولی۔

اسمیں قدامت پرستی کی کیا بات ہے تم میری بیوی ہو اگر تم بغیر بتائے رات بھر گھر سے غائب رہو گی تو میری تشویش بلکل جائز ہے۔

شٹ اپ۔وہ صوفے پر بیٹھ کر اپنے ہائی ہیلز سینڈلز اتارنے لگی۔

تمیز سے بات کرو۔میں تمہارا شوہر ہوں غلام نہیں۔عثمان کو بھی غصہ آگیا۔

تمہاری حیثیت میرے پالتو سے کم نہیں ہے۔یہ مت بھولا کرو کہ تمہاری یہ شان و شوکت اور عیش میری وجہ سے ہیں اگر تم تانیہ شکیل کے شوہر نہ ہوتے تو اس شہر کے شرفاء میں تمہارا شمار کبھی نہ ہوتا۔وہ اپنے سبک پیروں کو سینڈلز کی قید سے آزاد کرتے ہوئے تنفر آمیز لہجے میں بولی۔

میں تمہاری یہ سب باتیں سن سن کر تنگ آگیا ہوں تانیہ۔جب سے ہماری شادی ہوئی ہے تم ہر وقت اسی طرح مجھے ڈی گریڈ کرتی رہتی ہو۔تم خود ہی میری طرف جھکی تھیں میں نے تو تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

میرے پاس تمہارے رونے سننے کا وقت نہیں ہے۔مجھے نیند آرہی ہے جاؤ یہاں سے مجھے سونا ہے۔وہ ہاتھ اٹھا کر بے زاری سے بولی۔

آخر تم چاہتی کیا ہو تانیہ۔وہ چلا اٹھا۔

میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ تم اس کمرے سے دفع ہوجاؤ میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔اسنے اطمینان سے جواب دیا۔

تم میری بے عزتی کررہی ہو۔عثمان نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا۔

کررہی ہوں پھر۔۔۔وہ اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے اسکی طرف پلٹی۔اسکی نیلی آنکھوں میں گہرا سکون تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ نہیں مگر مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔وہ تاسف سے بولا۔

تمہاری پہلی بیوی کو بھی تو تم سے یہ امید نہ ہوگی کہ تم اسے شادی کی پہلی رات ہی طلاق دے دو گے۔وہ تمسخرانہ انداز میں بولی۔عثمان نے بے یقینی سے اسی طرف دیکھا۔

اسکا یہاں کیا ذکر۔۔

کچھ نہیں۔۔جاؤ مجھے سونے دو۔وہ ہاتھ ہلا کر بے پرواہی سے کہتی ہوئی بستر کی جانب بڑھ گئی۔۔عثمان پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کہہ رہے تھے فاروق صاحب؟ تسنیم نے عظیم سے پوچھا۔

معذرت کررہے تھے اپنے رویے پر اور نادیہ کی شادی میں مدعو کررہے تھے۔ انہوں نے پرسوچ انداز میں جواب دیا۔آمنہ آنگن میں جھولے پر بیٹھی ایک ایک لفظ سن رہی تھی۔

پھر آپ نے کیا کہا؟

میں نے۔۔۔میں کیا کہتا تسنیم۔بیٹی کی زندگی کا سوال ہے سو میں نے بات بڑھانا مناسب نہ سمجھا۔انہوں نے خود فون کرلیا ہے تو ٹھیک ہے ہم بھی بات

ختم کرتے ہیں۔عظیم نے کہا۔آمنہ کی مٹھیاں بھنچ گئیں۔

ہوں۔۔بیٹی والے تو ہوتے ہیں مجبور ہیں۔تسنیم نے افسردگی سے کہا۔

ہم واقعی مجبور ہیں تسنیم۔ہماری بچی کے ماتھے پر آل ریڈی طلاق کا داغ لگا ہوا ہے۔اگر خدا نخواستہ یہ رشتہ بھی ٹوٹ گیا تو وہ عمر بھر باپ کے در پر بیٹھی رہ جائے گی۔لوگ تو یہی کہیں گے نا کہ ایک بار تو ٹریجڈی ہوسکتی ہے مگر بار بار نہیں۔عظیم کے لہجے میں تاسف ، افسوس اور بے چارگی کے ملے جلے تاثرات تھے۔آمنہ جھولے سے اٹھ کر اپنی کمرے میں چلی آئی۔اسکے موبائل پر فرزانہ کی کال آرہی تھی اسنے کال ریسیو کرکے فون کان سے لگایا۔

ہیلو آمنہ کیسی ہو اسائنمنٹ کرلیا؟ فرزانہ نے جلدی جلدی پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں یار۔دماغ ہی کام نہیں کررہا۔وہ سست لہجے میں بولتی ہوئی بستر کنارے ٹک گئی۔

کیا ہوا آمنہ؟

فاروق انکل کا فون آیا تھا ابو کو وہ معذرت کررہے تھے اور نادیہ باجی کی شادی میں بھی انوائیٹ کیا ہے۔ابو نے بھی ان کو کہہ دیا کہ ہم لوگ آئیں گے۔اس نے اسے بتایا۔

ہوں۔۔انکل نے ٹھیک کہا۔اگر پہل انکی طرف سے ہے تو بات بڑھانا دانشمندی

سے بعید ہی ہوگا۔

مگر کیا میری کوئی عزت نہیں فرزانہ۔وہ روہانسی ہوکر بولی۔

تمہاری اور عمر کی عزت مشروط ہے آمنہ وہ تمہارا شوہر ہے۔فرزانہ رسان سے بولی۔

اس نے اگر مجھے بیوی سمجھا ہوتا تو وہ اسطرح نہ کرتا۔

تم اس سے بدگمان مت ہو اس نے تو کی تھی نا تمہیں کال۔ تمہیں چاہیے تھا کہ اسکی بات سنتی۔

کیا بات سنتی میں اسکی۔

جو بھی وہ کہہ رہا تھا۔اسے موقع تو دیتیں کچھ کہنے کا تم نے تو اپنی سنا کر کھٹ سے فون بند کردیا تھا۔

مجھے الزام مت دو فرزانہ۔میرے بس میں ہوتا تو میں زیورات اور پلاٹ دونوں عمر کے حوالے کردیتی۔اس رشتے سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں میرے لیے۔

میں تمہیں الزام نہیں دے رہی آمنہ۔۔اور تم بھی سب باتیں ذہن سے جھٹک دو۔عمر سے بات کرو آج اور آپس کے مسائل افہام و تفہیم سے حل کرنے کی کوشش کرو۔آمنہ عمر تمہاری زندگی کا آخری چانس ہے۔فرزانہ نے سنجیدگی سے کہا تو وہ چپ ہوگئی۔اسکی پیشانی پر تفکر کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تین مہینے ہوگئے ہیں تمہاری شادی کو تانیہ۔۔۔اب میں اور کتنا انتظار کروں۔

ریحان برا سا منہ بنائے اسکے سامنے بیٹھا تھا۔

میں کیا کروں ریحان۔۔وہ ایسا کوئی ڈھیٹ اور عزت نفس سے عاری انسان ہے کہ اسے دس جوتے بھی ماردوں تو بھی وہ مجھ پر غصہ نہیں کرے گا۔تانیہ نے اس سے بھی زیادہ برا منہ بنایا۔

تم اسے سب سچ بتا دو اور بس اسکو بولو کہ تمہیں طلاق دے۔

واٹ۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں بس اسکے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔اسکو کچھ پیسہ آفر کرو اور نیشنلٹی تو اسکو اب تک مل ہی گئی ہوگی۔۔

نہیں اتنی جلدی کیسے مل سکتی ہے نیشنلٹی۔تانیہ نے سر ہلایا۔

بہرحال تم اسے پیسہ آفر کرو اور پیچھا چھڑواؤ اس سے۔

ہوں۔۔تانیہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔

کیا تم ہچکچا رہی ہو؟

نہیں۔۔مجھے اس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے وہ ایک گھٹیا انسان ہے اس کے ساتھ یہی ہونا چاہیے۔تانیہ نے تنفر سے ہونٹ سکوڑے۔

تو بس پھر مزید چوہے بلی کا کھیل کھیلنے کی بجائے اسے سب کچھ سچ سچ بتا دو اور جان چھڑواؤ اس سے۔ریحان نے کافی کا گھونٹ لیا۔

ہام۔۔۔تانیہ نے ہنکارا بھرا۔لیکن اگر اس نے ضد پکڑ لی اور کہا کہ وہ مجھے طلاق نہیں دے گا پھر؟

تو تم اسکو کہہ دینا کہ تم کورٹ سے رجوع کرو گی۔دیٹس اٹ۔

اور ڈیڈی کو کیا کہوں گی؟

انکو کہہ دینا کہ عثمان تمہیں مارتا پیٹتا ہے۔

ہوں۔۔۔تانیہ نے پر سوچ انداز میں سر کو جنبش دی۔

اول تو وہ سچ جاننے کے بعد خود ہی تمہیں طلاق دے دے گا۔مجھے یقین ہے۔ ریحان نے پر یقین لہجے میں کہا۔تانیہ گہری سانس بھر کر کافی کی طرف متوجہ ہوگئی۔

هیلو۔۔۔آمنہ نے فون کان سے لگا کر کہا۔

کیسی ہو آمنہ؟ عمر کی سنجیدہ سی آواز سنائی دی۔

میں ٹھیک ہو تم کیسے ہو؟

ٹھیک ہوں۔۔عمر نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔تم نادیہ باجی کی شادی پر آرہی ہو؟

ہاں میں امی اور شایان آئیں گے۔اسنے جواب دیا۔

انکل نہیں آئیں گے؟

نہیں انکو چھٹی نہیں ملی۔

اوکے۔کب آؤگے آپ لوگ؟ اسکا لہجہ بہت فارمل تھا۔

کل۔

ٹھیک ہے مجھے میسج کردینا میں ریلوے سٹیشن پر پہنچ جاؤں گا۔

جی ٹھیک ہے۔

اوکے پھر مجھے ابھی کچھ کام ہے کل ملاقات ہوتی ہے۔

جی۔۔

اللہ حافظ۔اس نے کہہ کر سلسلہ منقطع کردیا تھا۔آمنہ نے گہری سانس لیکر فون سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔گو کہ عمر کے لہجے میں خفگی کا شائبہ بھی نہ تھا پھر بھی اسکی حد درجہ سنجیدگی آمنہ کو کھٹک رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے عثمان۔وہ ٹی وی دیکھ رہا تھا جب تانیہ اسکے پاس آ بیٹھی۔عثمان نے گردن موڑ کر اسکی طرف دیکھا۔وہ بہت سنجیدہ نظر آرہی تھی۔عثمان نے ریموٹ سے ٹی وی بند کردیا اور پوری طرح اسکی طرف متوجہ ہوگیا۔

تقریباً ڈھائی تین سال قبل میری ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی تھی۔اسکا نام ریحان تھا۔ہم ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے اور پھر ہماری شادی ہوگئی۔مگر شادی کے چھ ماہ بعد اچانک ایک روز چھوٹی سی لڑائی کے دوران غصے میں ریحان نے مجھے طلاق دے دی،مگر طلاق کے بعد وہ بہت پشیمان تھا۔ہم ایک دوسرے کو پاگلوں کی طرح چاہتے تھے اسلیے ہمارے لیے ایک دوسرے کے بناء رہنا ناممکن تھا۔طلاق کے چھ ماہ بعد ایک دن میری ملاقات ریحان سے ہوئی وہ مجھ سے بہت شرمندہ تھا معافی مانگ رہا تھا۔پھر ہم اکثر ملنے لگے ریحان مجھے کہتا کہ وہ میرے ہی ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہے ہمیں پہلے پہل کوئی راہ سجھائی نہ دی پھر ہمارا دھیان حلالہ کی طرف گیا اور ہم نے سوچا کہ ہم حلالہ کرلیتے ہیں سو ہم نے یہ ڈیسائیڈ کیا کہ کسی پاکستانی مرد سے میں شادی کرلوں جس کو نیشنلٹی کی ضرورت ہو۔اور پھر اتفاقاً مجھے تم مل گئے۔ شروع شروع میں مجھے یہ گلٹ تھا کہ تم جیسے مخلص انسان کو دھوکا دے رہی ہوں مگر جب تم نے اپنے ماضی کے متعلق بتایا تو میرا یہ گلٹ ختم ہوگیا اور پھر ہماری شادی ہوگئی۔اب میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے طلاق دے دو کیونکہ

میں ریحان کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں اور اسی کے ساتھ گزاروں گی۔ اگر تم مجھے طلاق نہیں دو گے تو میں کورٹ سے رجوع کروں گی اور تم پر ڈومیسٹک وائلنس کا الزام رکھوں گی اور پھر تم جانتے ہی ہو کہ یہاں پر رولز کتنے سخت ہیں۔میں تمہیں بہت سارا پیسہ دے سکتی ہوں اتنا کہ تم آرام سے یہیں پر سیٹل ہوسکتے ہو یہ والا اپارٹمنٹ بھی میں تمہیں دینے کو تیار ہوں۔تم ایک اچھی زندگی گزار سکو گے۔وہ غیر جذباتی انداز میں کہتے ہوئے اسکے پاس سے اٹھ گئی اور عثمان گنگ بیٹھا رہا۔گلاس وال کے اس پار سورج ڈوب رہا تھا اور شیشوں پر شام کی سرخی کا عکس پڑ رہا تھا۔وہ کسی سنگی مجسمے کی طرح ساکت بیٹھا رہا۔اسے یقین نہ آرہا تھا کہ یہ سب اسکے ساتھ ہوگیا ہے۔وہ یکدم چونکا اور اٹھ کر کمرے میں آیا۔تانیہ کاؤچ پر نیم دراز اپنے فون میں مصروف تھی۔

تم جانتی ہو حلالہ کیا ہوتا ہے اور اسکی شرعی حیثیت کیا ہے۔وہ اسکے سر پر پہنچ کر چلایا۔

مجھے سب پتہ ہے۔وہ پرسکون انداز میں بولی۔

کچھ نہیں جانتیں تم۔اراداتاً کیا جانے والا حلالہ قطعاً ناجائز ہے۔

اور طلاق کی نیت سے کیا جانے والا نکاح جائز ہے کیا؟ تانیہ نے فون کی سکرین سے نظریں ہٹا کر اسے تیکھی نظروں سے گھورا۔

تم آخر میری طلاق کو بار بار موضوع بحث کیوں بناتی ہو۔یہاں بات تمہاری

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو رہی ہے۔

نہیں بات تو اصول کی ہے عثمان۔تم اپنے ایک غیر شرعی ایکٹ کو جسٹی فائی کرسکتے ہو اور اسے اپنی مظلومیت پر محمول کرسکتے ہو تو میں حلالہ کیوں نہیں کرسکتی۔وہ شانے اچکا کر بولی۔

تانیہ تم سمجھ کیوں نہیں رہی ہو۔یہ گناہ ہے۔

کسی کے ساتھ باقاعدہ پلاننگ سے شادی کرکے اسے پہلی رات طلاق دے دینا بھی تو گناہ ہے مگر تم نے کیا تھا نا۔

تم مجھے سزا دینے والی کون ہوتی ہو؟ وہ غصے سے بولا۔

ہر گز نہیں میں نے تمہیں سزا نہیں دی میں تو بس یہ کہہ رہی ہوں کہ جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے بھی پسند کیا کرو۔اگر اپنے مفاد کی خاطر تمہارا کسی لڑکی سے شادی کرکے اسے طلاق دینا ٹھیک ہے عین شریعت کے مطابق ہے تو پھر میرا بھی یہ ایکٹ بلکل شرعی ہے۔جیسے تم نے اسے بغیر چھوئے طلاق دے کر اسکی زندگی برباد ہونے سے بچا لی تھی اسی طرح میں بھی تمہیں کئی ڈالر اور یہ ویل فرنشڈ اپارٹمنٹ دے کر تمہاری زندگی برباد نہ ہونے دوں گی۔حساب بلکل کلیئر ہے عثمان احمد۔اب مجھے مزید بور مت کرو۔طلاق دے دو مجھے تاکہ میں یہاں سے جاؤں۔وہ اٹھ کر عین اسکے مقابل آن کھڑے ہوتے ہوئے بولی تھی عثمان نے اسکی دلنواز نیلی

آنکھوں کو پتھر کی طرح سخت پایا تھا۔۔اسکے نازک لب باہم پیوست تھے اور وہ چہرے پر بلا کی سنگلاخیت لیے اسکے سامنے کھڑی تھی۔

میں نے تمہیں طلاق دی۔۔۔میں نے تمہیں طلاق دی۔۔میں نے تمہیں طلاق دی۔عثمان کے لب ہلے اور اسے اپنی آواز بھی اجنبی محسوس ہوئی تھی۔اس نے تانیہ کے چہرے پر میں تازگی لہریں لیتے دیکھی تھی۔وہ پلٹی اور لکھنے والی میز سے کچھ کاغذات اٹھا لائی۔

ان پر دستخط بھی کردو۔یہ اس اپارٹمنٹ کے کاغذات ہیں اور اسکے علاوہ ایک بڑی رقم میں کل ہی تمہارے اکاؤنٹ میں منتقل کروا دوں گی۔اور یہ طلاق کے کاغذات۔مجھے پتہ تھا تم آرام سے بات مان جاؤ گے اسی لیے میں سب کاغذات تیار کروالیے تھے۔وہ بہت فارمل لہجے میں بول رہی تھی۔عثمان نے اس کے ہاتھ سے پین لیکر کاغذات پر دستخط کر دیئے اور پھر وہ تانیہ کو جاتے دیکھتا رہا۔ وہ اپنا سارا سامان لیکر جارہی تھی۔

میرا مشورہ ہے کہ تم یہاں سے چلے ہی جاؤ۔میں ڈیڈی کو سمجھا دوں گی کہ تم میرے ساتھ ایک ڈیل کرکے چلے گئے ہو۔انکو حیرت نہ ہوگی کیونکہ یہاں پر یہ سب کچھ بلکل نارمل ہے۔وہ جانے سے قبل اسکے سامنے رک کر بولی تھی اور پھر وہ اسکے جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنتا رہا تھا۔پھر اپارٹمنٹ کا داخلہ دروازہ بند ہونے کی آواز گونجی اور پھر لا متناہی سناٹا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عثمان اس خوبصورت لگژری اپارٹمنٹ میں بالکل تنہا کھڑا رہ گیا تھا۔۔گلاس وال کے اس پار اب گہری تاریکی کا راج تھا اور تاریکی تو عثمان نے اپنے ارد گرد بھی پھیلتے محسوس کی تھی۔اسکے دل میں گہرا سناٹا اتر آیا تھا اور یک بیک اس سناٹے میں ایک گھمبیر آواز گونجی۔

آمنہ آئم سوری مگر میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔یہ طلاق کے کاغذات ہیں میری صبح چھ بجے کی یو ایس کی فلائیٹ ہے میں ہمیشہ کیلیے ملک سے جارہا ہوں۔

دلہن بنی ہوئی آمنہ کی جانب طلاق کے کاغذات بڑھاتے ہوئے یہ لفظ دہراتا ہوا وہ خود ہی تو تھا۔عثمان نے جھرجھری سی لی۔۔وہ کیسے شاکڈ انداز میں اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔وہ سر پکڑ کر کاؤچ پر بیٹھ گیا۔۔اسکے ارد گرد آوازیں ہی آوازیں گونجنے لگیں۔۔اسکی اور تانیہ کی آوازیں۔۔۔وہ انصاف تھا۔۔ان دونوں کا انصاف۔۔۔ایک بار منصف بن کر فیصلہ عثمان احمد نے سنایا تھا دوسری بار تانیہ نے۔۔دونوں فیصلوں کی گونج اسکی سماعتوں کو پھاڑنے لگی۔

تقریباً ڈھائی تین سال قبل میری ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی تھی۔اسکا نام ریحان تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے امی ابو سے ہزار بار بتایا تھا کہ مجھے تم سے شادی نہیں کرنی۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے۔۔۔

مگر انہیں بہت شوق تھا تمہیں اپنی بہو بنانے کا۔۔۔

ہماری شادی ہوگئی۔

سو میں نے ان کا شوق پورا کردیا۔۔

شادی کے چھ ماہ بعد۔۔۔اچانک ایک روز چھوٹی سی لڑائی کے دوران غصے میں ریحان نے مجھے طلاق دے دی۔۔۔۔

آئم سوری آمنہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔۔۔

ہم نے سوچا کہ ہم حلالہ کرلیتے ہیں سو ہم نے یہ ڈیسائیڈ کیا کہ کسی پاکستانی مرد سے میں شادی کرلوں جس کو نیشنلٹی کی ضرورت ہو۔

یہ طلاق کے کاغذات ہیں۔۔میری آج رات کی یو ایس کی فلائٹ ہے میں ہمیشہ کے لیے ملک سے باہر جارہا ہوں۔۔۔

میں چاہتی ہوں کہ تم مجھے طلاق دے دو کیونکہ میں ریحان کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتی ہوں اور اسی کے ساتھ گزاروں گی۔اگر تم مجھے طلاق نہیں دو گے تو میں کورٹ سے رجوع کروں گی اور تم پر ڈومیسٹک وائلنس کا الزام رکھوں گی اور پھر تم جانتے ہی ہو کہ یہاں پر رولز کتنے سخت ہیں۔

اب پلیز کوئی سین مت کریں ایٹ کرنا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں تمہیں بہت سارا پیسہ دے سکتی ہوں اتنا کہ تم آرام سے یہیں پر سیٹل ہوسکتے ہو یہ والا اپارٹمنٹ بھی میں تمہیں دینے کو تیار ہوں۔

اب تم اطمینان سے اپنے گھر واپس جاؤ اور اپنی نئی زندگی شروع کرو۔

تم ایک اچھی زندگی گزار سکو گے۔

تم اچھی لڑکی ہو ایک اچھا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتی ہو جو صرف تمہیں چاہے۔

اسکی اور تانیہ کی آوازیں آپس میں مدغم ہورہی تھی۔کتنی مماثلت تھی دونوں آوازوں میں۔۔بے حسی سی بے حسی تھی۔۔خود غرضی سی خود غرضی تھی۔۔۔یہ کیا ہوگیا تھا۔۔یہ کیا ہوگیا تھا۔۔

اس نے اپنے بال مٹھی میں لیکر اپنے سر کو جھٹکا دیا۔

یہ میں نے کیا کردیا۔۔کیا کردیا۔۔۔اوہ میرے خدایا۔۔یہ کیسا ظلم کردیا میں نے اس بے گناہ معصوم لڑکی کے ساتھ۔۔میرے اللہ میں کیا کروں۔۔وہ صدمے کے عالم میں بڑبڑایا۔۔مم۔۔مگر میں واپس جاؤں گا اپنی غلطی سدھاروں گا۔۔ ہاں میں واپس جاؤں گا۔۔میں آمنہ کے آنسو پونچھوں گا۔اسکے سارے دکھوں کا مداوا کردوں گا۔اپنے گناہوں کو دھو ڈالوں گا۔وہ جذباتی انداز میں باآواز بلند بولتے والے اٹھ کھڑا ہوا۔اسکا تنفس لوہار کی دھونکنی کی طرح غیر متوازن ہورہا تھا۔۔اور چہرے پر اندرونی ہیجان کی کیفیت واضح تھی۔

کدھر گم ہو لڑکے؟ شازمین کے اسکی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ بے طرح چونکا۔رات کا وقت تھا اور وہ چھت کی منڈیر پر بازو ٹیکے کھڑا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

تم۔۔وہ بمشکل مسکرایا۔یہ لڑکی مستقل اسکے سر پر سوار تھی۔

کیا سوچ رہے ہو۔وہ بھی منڈیر سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی۔

کچھ بھی نہیں۔۔

سنا ہے تمہاری بیوی کل آرہی ہے۔وہ کمان سی ابروؤں کو اچکا کر بولی۔

ہاں آرہی ہے۔اس نے اپنے سر کو خفیف سی جنبش دی۔

چلو شاید اسکے آنے سے ہی تمہارا مزاج میں خوشگواریت آجائے۔وہ مسکرائی۔

ہوں۔۔عمر نے ہنکارا بھرا۔

کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ کچھ لمحوں بعد شازمین نے سنجیدگی سے سوال کیا۔عمر کی سوچ کے پردے پر ایک پرفسوں لمحہ ابھرا۔۔وہ نیم تاریک زینے اور اسکے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں آمنہ کی نرم و نازک کلائیوں کا لمس۔۔۔اسکی متوحش بڑی بڑی سحر کار آنکھیں۔۔۔

عمر کے سینے سے ایک گھٹی گھٹی سی سانس خارج ہوئی۔

ہاں۔۔۔بہت۔۔۔۔وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔گلی میں لگے الیکٹرک

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پول کی روشنی چھت کو بھی نیم تاریکی عطا کیے ہوئے تھی اور اس دھندلی روشنی میں وہ عمر کے چہرے کو بغور دیکھ رہی تھی۔

محبت بھی ایک نہایت خوبصورت احساس ہوتا ہے ہے نا۔۔

ہاں۔۔مگر اسمیں درد بھی تو ہوتا ہے نا۔

ہوں یہ تو ہے۔۔شازمین کے ہونٹوں پر سوگوار سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔عمر نے اسکی طرف دیکھا۔

کیا تم نے کبھی محبت کی ہے؟

ہاں۔۔شازمین نے گہری سانس لی۔

کون ہے وہ؟

کیا میں تم پر اعتبار کرسکتی ہوں؟

ہاں بے فکر ہو کر۔۔

میرا ایک کولیگ ہے امریکہ میں۔۔زین۔۔اس نے جواب دیا۔ہم کمٹڈ ہیں ممی ڈیڈی بھی جانتے ہیں۔

اوہ۔۔تو تم افسردہ کیوں نظر آرہی ہو؟

کیونکہ میں اس کو بہت یاد کررہی ہوں۔۔وہ انگلش میں بولی۔اس سے دوری کا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

احساس ہی جان لیوا ہے۔تم کیسے رہ لیتے ہو آمنہ کے بغیر؟ اسنے عمر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا اور وہ بے اختیار نظریں چرا کر رہ گیا۔

عمر مجھے لگتا ہے کہ تمہارے اور آمنہ کے درمیان کوئی مسئلہ ہے۔چند لمحوں بعد وہ ٹٹولنے والے انداز میں بولی۔تم مجھ سے شئیر کرسکتے ہو۔۔میں ایک اچھی رازدار ثابت ہوں گی۔

عمر نے اسکی طرف دیکھا۔اسکی آنکھوں میں اسے سچائی نظر آئی تھی۔اس نے دھیرے دھیرے اسے سب بتادیا۔

اوہ۔۔تو یہ سب کچھ نادیہ باجی اور عمران بھائی کی شادی کی وجہ سے ہوا۔خیر تم ایک مضبوط انسان ہو اور مجھے یقین ہے کہ تم دونوں کے درمیان جو تھوڑی بہت تلخیاں ہیں وہ ختم ہو جائیں گی۔وہ ادھر آئے گی تو تم اسے منا لینا۔وہ سر ہلا کر بولی۔

ہاں میں اسے منا لوں گا۔عمر پر یقین لہجے میں بولا۔

تو پھر اب سے ہم گہرے دوست ہیں نا؟ وہ مسکرا کر بولی۔

ہاں۔۔مگر میری بیوی کافی شکی مزاج ہے اسلیے اسکے سامنے یہ ظاہر نہ کرنا کہ ہماری دوستی ہے۔وہ اپنے مخصوص شرارت آمیز لہجے میں بولا تو شازمین کھلکھلا کر ہنس دی۔

جورو کے غلام کہیں کے۔وہ ہنستے ہوئے بولی

ہر شوہر ہوتا ہے۔۔وہ فخریہ انداز میں بولا۔

اچھا چلو کہیں باہر چلتے ہیں۔میں بہت بور ہوگئی ہوں گھر بیٹھ بیٹھ کر۔شازمین نے کہا تو اسنے خوشدلی سے سر ہلا دیا۔وہ دونوں اکٹھے ہی نیچے آئے۔یہاں آنگن میں گھر کے سب افراد کے ساتھ محلے کی کچھ خواتین اور لڑکیاں بھی موجود تھیں۔ڈھولک پر گیت گائے جارہے تھے۔

ہم لوگ باہر جارہے ہیں کوئی چلے گا؟ شازمین نے باواز بلند اعلان کیا۔سب ہی ان دونوں کی طرف متوجہ ہوگئے۔

ارے نہیں نہیں تم دونوں جاؤ۔کسی کے بولنے سے قبل ہی امی بول اٹھیں۔

اوکے۔بائے بائے ایوری ون چلو عمر۔وہ شانے اچکا کر بولی اور وہ دونوں دہلیز پار کرگئے۔نادیہ نے معنی خیز نظروں سے ماں کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر گہری طمانیت کے آثار تھے۔

ابو مجھے معاف کردیں مجھ سے بڑی بھول ہوگئی تھی۔وہ باپ کے قدموں کے پاس بیٹھا رو رہا تھا اور احمد بے بسی سے اسکی طرف دیکھ رہے تھے۔

تم نے بہت برا کیا عثمان۔۔میری برسوں کی دوستی خراب کردی۔خاندان میں

کہیں منہ دکھانے کے لائق نہ چھوڑا ہمیں۔وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔

میں گنہگار ہوں ابو۔پلیز مجھے معاف کردیں۔۔۔وہ ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان بولا۔

بیٹا معافی مانگنی ہے تو جاکر فاروق سے مانگو جن کے پورے خاندان کو تم نے ذلت کے گڑھے میں دھکیل دیا تھا۔اس معصوم بچی سے معافی مانگو جس کے ماتھے پر تم کالک مل دی تھی۔وہ بولے۔

اچھا بس کریں آپ۔اتنے عرصے بعد میرا بچہ واپس آیا ہے اور آپ اسے پھٹکارے جارہے ہیں۔اٹھ میرا بچہ۔فہمیدہ نے شوہر کو خفگی سے گھورا اور بازو سے پکڑ کے عثمان کو انکے قدموں سے اٹھا کر اپنے برابر بٹھالیا۔عثمان کا چہرہ سرخ ہورہا تھا آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں۔

اور کونسے پہاڑ ٹوٹ پڑے فاروق بھائی کے خاندان پر، ٹھیک ٹھاک تو ہیں۔آمنہ کا تو کنوارے لڑکے سے نکاح ہوا ہے جلد شادی بھی ہوجائے گی۔میں نے سنا تھا کہ یونیورسٹی بھی جانے لگی ہے اب تو۔وہ اسکا چہرہ اپنی چادر کے پلو سے صاف کرتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔

آمنہ کا نکاح ہوگیا؟ اس نے بے اختیار پوچھا

ہاں کافی ماہ ہوگئے ، اسکی بہن کی نند کا کوئی رشتے دار ہے لڑکا ادھر اسلام آباد میں نوکری کرتا ہے۔کنوارا ہے۔انہوں نے رازدارانہ انداز میں اسے بتایا۔عثمان

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا مگر وہ کچھ بولا نہ تھا۔

کیا تم مجھ سے خفا ہو؟ وہ اسکے عین سامنے کھڑا تھا۔آمنہ نے اسکی طرف دیکھا۔شام کا وقت تھا سب رشتے دار نچلے پورشن پر تھے اور وہ بھی نیچے ہی جارہی تھی جب اچانک عمر نے اسکا راستہ روک لیا تھا۔

نہیں۔وہ سر جھکا کر بولی۔عمر نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے کمرے میں لے آیا۔آمنہ نے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔

ہمارے درمیان کسی قسم کا کوئی ایشو نہیں ہونا چاہیے آمنہ۔جو بھی ہے تمہارے دل میں کھل کر کہہ ڈالو۔کمرے کا دروازہ بند کرکے اسکی طرف پلٹتے ہوئے اس نے مدھم آواز میں کہا۔

کوئی ایشو نہیں ہے عمر۔سب ٹھیک ہے۔وہ مدھم سا مسکرائی تھی۔

میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں آمنہ۔۔وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر سنجیدگی سے بولا۔

تو پھر یقین کرلو۔۔کوئی بات نہیں ہے میرے دل میں۔اس نے ہموار لہجے میں جواب دیا۔

تم کیا واقعی مجھ جیسے ال مینرڈ بندے کیساتھ زندگی گزارنے پر رضا مند ہو؟

اس نے کچھ طنزیہ لہجے میں پوچھا تھا۔

اب تم خود پرانی باتیں چھیڑ رہے ہو۔آمنہ نے اسکی طرف دیکھا۔

کچھ تلخ حقیقتیں ایسی ہوتی ہیں جن کو تسلیم کرکے ہی جینا پڑتا ہے، میں جانتا ہوں کہ میں عثمان احمد کی طرح سمارٹ اور ہینڈسم نہیں ہوسکتا۔۔مگر تمہاری مجبوری ہے میرے ساتھ جینا۔اس نے گہری سانس لیکر تلخ لہجے میں کہا۔آمنہ نے ایک سنجیدہ نظر اس پر ڈالی۔

میں تمہاری بیوی ہوں عمر۔۔سب سے بڑی حقیقت بس یہی ہے۔وہ اسکے دونوں ہاتھ تھام کر مضبوط لہجے میں بولی تھی۔عمر نے اسکی طرف دیکھا اور پھر اپنا سر ہولے سے جھٹک کر مسکرا دیا۔وہ بھی جواباً مسکرائی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلیں اب؟ اس نے پوچھا۔آمنہ نے دھیرے سے اپنا سر اسکے سینے سے ٹکایا تھا عمر نے طویل سانس لیکر اسے بائیں بازو کی حصار میں لیا۔

چلو۔وہ مسکرا کر اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔اور دروازے کی جانب قدم بڑھا دیئے۔عمر نے پر سوچ نظروں سے اسکی پشت کو گھورتے ہوئے اسکے پیچھے قدم بڑھا دیئے۔

آنگن میں عمر کی کزنز اور محلے کی بہت سی لڑکیاں دائرہ بنائے بیٹھی ڈھولک کی تھاپ پر مختلف راگ الاپ رہی تھی۔پورے گھر میں سریلے قہقہوں کی گونج

تھی۔آمنہ گنگناتے ہوئے باورچی خانے میں چائے کے انتظامات کا جائزہ لے رہی تھی۔وہ لوگ جب سے یہاں آئے تھے سب کچھ نارمل ہی پایا تھا عمر کے والدین اور سب رشتےدار ان سے بہت اچھی طرح ملے تھے اسلیے امی بھی مطمئن ہوگئی تھیں۔عمر کی امی نے اسے چائے کے انتظامات کا جائزہ لینے کے لیے باورچی خانے میں بھیج دیا تھا وہ اسے ہر ہر کام کے لیے پکار رہی تھیں اور انکا یوں اہمیت دینا آمنہ کو اچھا لگا تھا۔

چائے ملے گی۔عمر نے باورچی خانے میں جھانکا اور پھر اسے وہاں تنہا دیکھ کر بے اختیار مسکرادیا۔

چائے بالکل تیار ہے۔اس نے بھی جوابا مسکرا کر ہی جواب دیا تھا۔عمر اندر چلا آیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے میرے کمرے میں دے جاؤ چائے۔اسکے قریب آکر وہ مدھم آواز میں بولا۔

تم خود ہی لے جاؤ نا اپنے کمرے میں۔اس نے اسے گھورا۔

تمہارا کیا نقصان ہوجائے گا اگر میری تھوڑی سی خدمت کر دو گی تو۔

جاؤ یہاں سے کوئی آ جائے گا۔

جاتا ہوں۔۔مگر چائے تم مجھے میرے کمرے میں ہی دینے آؤ گی۔وہ دھونس

جمانے والے انداز میں بولا۔

عمر۔۔جاؤ نا۔اس نے پریشان لہجے میں کہا۔

اور اگر نہ جاؤں تو۔وہ شرارتی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسکی طرف جھکتا ہوا بولا۔آمنہ نے اسکے سینے پر ہاتھ ٹیک کر اسے پیچھے ہٹایا۔دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی اسی لمحے باورچی خانے کے دروازے پر آہٹ ہوئی اور پروین اندر داخل ہوئیں۔۔عمر بے اختیار کھنکھار کر سیدھا کھڑا ہوگیا۔

چائے بن گئی ہے آمنہ؟ پروین نے ایک سنجیدہ سی نظر عمر کے چہرے پر ڈال کر اس سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جج۔۔جی آنٹی۔وہ گڑبڑائی۔

ٹھیک ہے پھر سب سے پہلے چھ کپ میرے کمرے میں دے آؤ وہاں نادیہ کے سسرال والے موجود ہیں۔اور عمر تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کڑی نظروں سے عمر کو گھورا۔

میں چائے کے لیے آیا تھا امی۔۔وہ میرے سر میں درد ہورہا ہے۔۔وہ بھی گڑبڑا کر بولا۔

مل جائے گی چائے تمہیں۔انہوں نے سخت لہجے میں کہا تھا عمر باورچی خانے کے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر جاتے جاتے اسے اپنے کمرے میں آنے کا

اشارہ کرکے چلا گیا تھا آمنہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی جسے چھپانے کی خاطر وہ رخ پھیر گئی۔

یہ چائے نکالو کپوں میں جلدی۔پروین نے اسے مخاطب کیا۔

جی آنٹی۔۔وہ جلدی سے بولی۔

اور جتنا مسکرانا ہے مسکرا لو کیونکہ بس اتنا ہی وقت ہی تمہاری خوشیوں اور ہنسی کا۔۔ وہ بہت ہی مدھم مگر صاف لہجے میں بولیں تو آمنہ نے چونک کر انکی طرف دیکھا۔

کیا مطلب آنٹی؟ اس نے حیرت سے پوچھا۔

مطلب بھی تم جان لو گی اتنی جلدی کیا ہے۔شادی پر آئی ہو لہذا جی بھر کر خوشیاں منا لو۔اسکے بعد وقت میرا ہوگا۔وہ چیلنج کرتی نظروں سے اسکی طرف دیکھ رہی تھیں۔

آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟

صرف اتنا کہ اس کو اپنی جیت مت سمجھنا۔میں اگر چپ ہوں تو یہ صرف مصلحت تھی میں نادیہ کی شادی کا انتظار کررہی ہوں اسکے بعد عمر کی زندگی سے تمھیں نکال دینا میرے لیے کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔

آپ پتہ نہیں کیا باتیں کررہی ہیں۔میں عمر کی بیوی ہوں۔اسنے مضبوط لہجے میں

جواب دیا۔

بیوی تو تم پہلے بھی بنی تھیں ایک مرد کی پھر کیا ہوا تھا۔انہوں نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

عمر مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔

عمر شازمین سے شادی کرنا چاہتا ہے اور وہ مجھے یہ بات بتا بھی چکا ہے۔وہ خود ہی تمہیں چھوڑ دے گا۔انہوں نے پر اطمینان لہجے میں کہا تھا۔آمنہ الجھن میں مبتلا ہوگئی۔سب کو چائے دینے کے بعد وہ عمر کیلیے چائے لیے اوپر منزل پر چلی آئی۔مگر اسکے کمرے کے دروازے کے قریب بے اختیار رک گئی۔اندر سے خوش گپیوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔دروازہ ہلکا سا بھڑا ہوا تھا وہ بغلی دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئی اور کان اندر سے آنے والی آوازوں پر مرکوز کرلیے۔

تم بھی ایک چیز ہو عمر۔شازمین ہنس کر کہہ رہی تھی۔

ہاہا۔۔تمہیں اب پتہ چلا۔عمر کی خوشگوار آواز سنائی دی۔

نہیں پتہ تو پہلے سے تھا مگر اب یقین ہوگیا ہے۔

بھئی میں جتنا احمق صورت سے نظر آتا ہوں اتنا ہوں نہیں۔۔مجھے بے وقوف بنانا اور ہرانا آسان کام نہیں ہے۔عمر کے لہجے میں یقین تھا۔

یہ تو سچ ہے۔شازمین کی آواز سنائی دی۔وہ چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے واپس

پلٹ آئی۔۔اسکے قدموں میں لرزش تھی۔

اگلے دن نادیہ کی رخصتی تھی۔سارا دن ہی شدید مصروفیات کی نذر ہوگیا مگر آمنہ نے شدت سے اس بات کو نوٹ کیا تھا کہ عمر اور شازمین زیادہ تر اکٹھے ہی نظر آتے رہے تھے۔انکی آپس کی بے تکلفی سب کو نظر آرہی تھی اور آمنہ دل ہی دل میں جھلس رہی تھی۔اسے ایک بار بھی عمر تنہا نظر نہ آیا تھا ورنہ وہ اس سے باز پرس ضرور کرتی۔

نادیہ کی رخصتی کے بعد گھر تھوڑی ہی دیر بعد مہمانوں سے خالی ہوگیا اور صرف چند ایسے لوگ رہ گئے جو دور دراز علاقوں سے شادی میں شرکت کے لیے آئے تھے۔آمنہ نے ابھی کپڑے تبدیل نہ کیے تھے۔پروین نے اسے چائے بنانے کا کہا اور وہ باورچی خانے میں چلی آئی۔۔اسکا ذہن الجھتا ہی جارہا تھا وہ عمر سے بات کرنا چاہتی تھی مگر اسکا موقع ہی نہ مل رہا تھا۔

بھابھی امی اپنے کمرے میں ہیں انہیں ادھر ہی چائے دے دیجیے گا میں ذرا سونے جارہی ہوں۔سمیعہ نے باورچی خانے میں جھانک کر اسے حکم دیا اور چلی گئی۔۔آمنہ نے گہری سانس لیکر چائے بنائی اور مگ ہاتھ میں پکڑے پروین کے کمرے کی طرف چلی آئی۔سبھی لوگ آرام کی غرض سے کمروں میں چلے گئے تھے۔اس نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور اندر داخل ہوئی۔پروین بستر پر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیم دراز تھیں اسے دیکھ کر بھی انکی پوزیشن میں تبدیلی نہ ہوئی۔آمنہ نے چپ چاپ چائے کا مگ انکے سرہانے میز پر رکھا اور جانے کو پلٹی۔

غالباً اب تم جان ہی گئی ہوگی کہ عمر اور شازمین آپس میں کتنا گھل مل گئے ہیں اور عمر کو تم میں ذرا سی بھی دلچسپی نہیں رہ گئی۔پروین نے کہا۔وہ مڑی۔

عمر کی شازمین سے دوستی ہے اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔اس نے مضبوط لہجے میں کہا مگر اس کا دل لرز رہا تھا۔

کس کو تسلی دے رہی ہو ، مجھے یا خود کو؟ انہوں نے استہزائیہ لہجے میں پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ جو کچھ سوچ رہی ہیں وہ کبھی نہیں ہو سکتا میں عمر کو بہت اچھی طرح جانتی ہوں پور اعتماد ہے مجھے اس پر۔وہ اپنے لہجے میں اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔مگر اسے اپنے لہجے میں بودا پن محسوس ہوا تھا۔

ہاہا۔۔جاؤ۔جو سوچنا ہے سوچ لو۔سوچ پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔میں دیکھوں گی عمر کو تم زیادہ جانتی ہو یا میں۔پروین نے ہاتھ اٹھا کر چیلنج کرنے کے سے انداز میں کہا اور آمنہ کچھ کہے بغیر پلٹ آئی۔تیز قدموں سے چلتی وہ کمرے سے باہر نکلی اور برق رفتاری سے زینے طے کرکے اوپری منزل پر آئی۔اسے اسی وقت عمر سے بات کرنی تھی۔اوپری منزل پر پہنچ کر نجانے کیوں وہ پنجوں کے بل چلتے ہوئے عمر کے کمرے تک پہنچی۔دروازے کے دونوں پٹ بند تھے مگر

ہلکی سی جھری تھی جس سے اندر جھانکا جاسکتا تھا آمنہ نے اسی جھری سے اندر نظر ڈالی۔کمرے کے عین وسط میں شازمین کھڑی تھی اور عمر میز کے قریب کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا۔وہ دونوں بہت مدھم آواز میں گفتگو کررہے تھے آواز اتنی مدھم تھی کہ وہ ہلکی سی بھنبھناہٹ کی مانند آمنہ کہ سماعتوں تک پہنچ رہی تھی الفاظ واضح نہ تھے۔بات کرتے کرتے شازمین عمر کے پاس گئی اور اسکے ہاتھ سے سگریٹ لیکر کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔عمر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری اور اس نے دھیرے سے شازمین کے سر پر ہلکی سی بہت لگائی تھی۔۔آمنہ بہت تیزی سے پلٹی اور پھر اپنے کمرے کی طرف چلی آئی اب اسے عمر سے کچھ نہیں کہنا تھا۔۔کچھ نہیں سننا تھا۔۔۔اپنے کمرے میں آتے ہی اس نے سوٹ کیس سے کپڑے نکالے اور باتھ روم میں گھس گئی وہ امی کے سامنے رونا نہ چاہتی تھی باتھ روم میں آکر وہ واش بیسن کا نل پوری رفتار سے کھول کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

نادیہ کا ولیمہ چند روز بعد تھا سو آمنہ نے امی اور شایان کو گھر واپس چلنے کا کہا۔شایان کا بھی یونیورسٹی کا حرج ہورہا تھا سو وہ فورا رضا مند ہوگیا اور یوں اگلے ہی روز وہ لوگ اسلام آباد واپس چلے آئے۔عمر سے پھر آمنہ نے کوئی بات نہ کی تھی۔وہ انہیں چھوڑنے ریلوے سٹیشن تک آیا تھا مگر تب بھی شازمین ہمراہ تھی، آمنہ کے رہے سہے شکوک بھی یقین میں تبدیل ہوگئے۔وہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت بجھے ہوئے دل کے ساتھ واپس آئی تھی۔

اگلے دن وہ یونیورسٹی سے فارغ ہوکر بس اسٹاپ کی جانب روانہ ہوگئی۔فرزانہ آج غیر حاضر تھی سو وہ تنہا ہی تھی۔سٹاپ پر پہنچ کر اسنے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔دوپہر کے دو بجے کا عمل تھا مگر یہ سڑک اکثر سنسان ہی رہا کرتی تھی۔اس نے کچھ دیر وین کا انتظار کیا پھر ایک جانب پیدل چل پڑی۔کچھ دوری پر میٹرو کا سٹیشن تھا گوکہ اسکے گھر سے میٹرو کا سٹیشن کافی دور تھا مگر اس وقت وہ ٹیکسی پر خرچہ کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔موسم بھی خوشگوار تھا سو پیدل چلنا بھلا لگ رہا تھا۔ڈھیلے ڈھالے قدموں سے سڑک کنارے چلتے ہوئے وہ خالی الذہن ہورہی تھی۔جب اچانک ہی اسکے قریب کسی گاڑی کے بریک چرچرائے اور وہ چونک کر بے تحاشا اچھل پڑی۔اس نے مڑ کر نہایت غصے کے عالم میں گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے شخص پر نظر ڈالی اور پھر یکدم دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

اسے لگا اسکی نظروں کو دھوکہ ہوا ہے۔۔مگر تب تک وہ شخص گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور عین اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔آمنہ کے سینے میں سانس اٹکنے لگی۔وہ عثمان احمد تھا۔

نادیہ باجی کے ولیمے تک نہیں رک سکتا میں امی۔بہت دن ہوگئے ہیں۔میرے

دفتر والے مجھے نوکری سے نکال باہر کریں گے۔وہ پروین کے سامنے بیٹھا اپنی پریشانی بیان کررہا تھا۔

تجھے نوکری سے زیادہ جس کی فکر ہے اسے بھی جانتی ہوں میں۔انہوں نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

امی آخر آپکو آمنہ سے کیا مسئلہ ہے؟ اس نے جیسے تنگ آکر پوچھا۔

بات سن میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ تیری شادی شازمین سے ہوگی اور تو آمنہ کو طلاق دے گا۔پروین نے یکدم اسکے سر پر جیسے بم پھوڑ تھا۔عمر بے اختیار اچھل پڑا۔

یہ کیا کہہ رہی آپ، سوچ سمجھ کر بات کیا کریں امی شازمین آل ریڈی کسی کو پسند کرتی ہے اور یہاں سے واپسی پر وہ شادی کرلے گی۔چاچا چچی بھی جانتے ہیں یہ بات۔

مت الزام لگا ایک نیک بچی پر۔

تو کیا نیک بچی کسی کو پسند نہیں کرسکتی۔وہ ہنس پڑا۔

بکواس مت کر۔وہ ناگواری سے بولیں۔

بھول جائیں اس خواہش کو امی ، اور آمنہ کو طلاق تو میں کسی صورت نہیں دوں گا بلکہ اب آپ میری شادی کی تیاریاں بھی شروع کردیں۔مجھے جلد ہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھر مل جائے گا اسلام آباد میں۔اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔پروین برا سا منہ بنائے بیٹھی رہیں۔

آمنہ پہچانا مجھے۔وہ چمکتی مسکراہٹ کے ساتھ اس سے مخاطب تھا۔آمنہ کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔لبوں پر جیسے قفل پڑ گئے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ تم مجھے نہ پہچانو آمنہ۔۔اسکے لہجے میں بے تابی تھی۔آمنہ نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔وہ اس سے براہ راست مخاطب ہی کب ہوا کرتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ کہو نا آمنہ چپ کیوں ہو۔۔اس کی آنکھوں میں اسکے لیے شوق کا ایک جہان آباد تھا۔آمنہ نے کچھ کہے بغیر قدم آگے بڑھا دیئے۔

بات تو سنو آمنہ۔۔وہ اسکے پیچھے لپکا۔وہ اور تیزی سے چلنے لگی۔

پلیز میری بات سنو آمنہ۔۔وہ اسکے ساتھ ساتھ تقریبا بھاگ رہا تھا۔آمنہ کا دل اچھل کر حلق میں آرہا۔نجانے کیوں اس پر اتنی گھبراہٹ کیوں طاری ہوگئ تھی۔اس نے رکے بغیر ادھر ادھر نگاہ دوڑائی مخالف سمت سے ایک ٹیکسی آتی دکھائی دے رہی تھی۔آمنہ کی جان میں جان آئی۔اسنے ہاتھ بڑھا کر ٹیکسی کو رکوایا اور عثمان کی پکار پر کان دھرے بغیر ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

کدھر جانا ہے باجی؟ ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

آئی ایٹ۔اسنے جواب دیا اور ٹیکسی چل پڑی۔عثمان وہیں کھڑا رہا تھا آمنہ کا دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔اسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ کیا کرے۔اس نے بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر دو گھونٹ بھرے اور سر سیٹ کی پشت سے ٹکا لیا۔اسکا دل شدت سے گھبرا رہا تھا۔

شازمین بیٹا بات سننا۔وہ سمیعہ کے کمرے سے نکلی ہی تھی کہ پروین نے بلا لیا۔اسنے پلٹ کر دیکھا۔وہ صحن میں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں۔وہ انکی طرف چلی آئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی آنٹی۔اسنے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

کیسا لگ تمہیں پاکستان ؟ انہوں نے پوچھا۔

بہت اچھا۔

کیا کیا اچھا لگا ادھر؟

سب کچھ آنٹی سب اچھا ہے۔اس نے ہلکے پھلکے لہجے میں جواب دیا۔

عمر بھی؟ انہوں نے پوچھا تو وہ چونکی۔

جی آنٹی عمر بھی بہت اچھا ہے۔

ہوں یعنی تمہیں عمر پسند ہے۔انہوں نے سر کو پر معنی انداز میں جنبش دی۔

وہ اچھا ہے۔

میری تو خواہش ہے کہ تم ہمیشہ ادھر ہمارے پاس ہی رہو۔انہوں نے بات بدلی۔

آپکی محبت ہے آنٹی۔

اور میں نے سوچ لیا ہے کہ تمہیں کیسے ادھر روکے رکھنا ہے۔

کیا مطلب؟

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری شادی عمر سے کردی جائے تاکہ تم ہمیشہ ادھر ہی رہو ہمارے پاس۔انہوں نے جیسے اسکے سر پر بم پھوڑا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا کہہ رہی ہیں آنٹی۔عمر آل ریڈی میرڈ ہے۔اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں

اسکی بیوی سے اسکے ویسے بھی اختلافات ہیں اسلیے رخصتی کی نوبت نہیں آنے پائے گی۔اسلیے تم مطمئن رہو۔

مگر آنٹی میں تو امریکہ میں ایک لڑکے سے کمٹڈ ہوں اور واپس جاکر اس سے شادی کروں گی۔اس نے سٹیٹ فارورڈ انداز میں کہا۔

مم مگر بیٹا۔۔۔پروین ہکلائیں۔

پلیز آنٹی۔آئندہ مجھ سے ایسی فضول بات مت کیجیے گا۔آپکا بیٹا شادی شدہ ہے اسلیے بہتری اسی میں ہے کہ آپ اسکی بیوی کو ایکسپٹ کریں اور اختلافات ختم کرکے سے رخصت کروا لائیں۔بلاوجہ مجھ سے اسٹوپڈ باتیں مت کریں۔وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولتی ہوئی برا سا منہ بنائے اٹھ گئی۔پروین اپنا سا منہ لے کر رہ گئی تھیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کیا۔۔۔عثمان۔۔مگر وہ یہاں کہاں۔۔فرزانہ کی حیرت بھری چیخ اس نے فون پر سنی تھی۔

ہاں۔اور میں تو خود حیران ہوں کہ وہ کدھر سے آگیا۔اس نے بہت آہستہ آواز میں کہا مبادا کوئی سن لے۔

تمہیں چاہیے تھا اسکے منہ پر زور دار چانٹا رسید کرتیں اسکی ہمت کیسے ہوئی کہ تمہارا رستہ روکے۔فرزانہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

میں۔۔فرزانہ میری تو گھگھی بندھ گئی تھی اسے دیکھتے ہی۔اس نے ڈرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

کیا تم پاگل ہو۔ارے اسکو شٹ اپ کال دینی چاہیے تھی تمہیں ورنہ کل کو وہ گھر تک آگیا تمہارے پیچھے پھر کیا ہوگا۔ہزاروں فسانے بنیں گے۔فرزانہ نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

مجھے کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا کرتی۔ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے بری طرح۔اس نے کہا

تم پاگل ہو آمنہ۔کیا اب بھی تم اس سے مرعوب ہو؟

ن۔۔۔نہیں۔۔ایسا کیسے ممکن ہے میں لعنت بھیجتی ہوں اس پر مگر اسکا یوں اچانک آکر معافی مانگنا۔۔مجھے اسکی امید نہیں تھی۔وہ جلدی سے بولی۔

اب اگر وہ تمہارے رستے میں آئے تو اسے سختی سے کہہ دینا کہ تمہارے پیچھے نہ آئے۔آج اسے رستے میں آنے سے روکو گی تو بہتر رہے گا ورنہ کل وہ تمہارے رشتے میں بھی آنے کی کوشش کرے گا۔

کک کیا۔۔مطلب۔وہ ہکلائی۔

وہ کیوں واپس آیا ہے اور کیوں تمہارا پیچھا کررہا ہے یہ تم اچھی طرح سمجھتی ہو کیونکہ تم کوئی نا سمجھ بچی تو نہیں ہو، تم عمر کی بیوی ہو اور یہ رشتہ بہت نازک ہے اسے اچھی طرح سمجھو۔فرزانہ کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

ہوں۔۔تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر عمر۔۔

عمر کیا۔۔مانا کہ اسکے اور تمہارے درمیان غلط فہمیاں ہیں مگر ہمیشہ تو نہیں رہیں گی نا جب وہ اسلام آباد واپس آجائے گا تو تم اس سے کھل کر بات کرلینا اور میرا مشورہ یہی ہے کہ اب تم دونوں کو شادی کرلینی چاہیئے۔

شادی۔۔وہ سوچ میں پڑ گئی۔

کیوں۔۔کیا شادی نہیں کرنی اس سے ؟

کرنی ہے مگر۔۔۔۔

آمنہ۔۔تم کنفیوز ہو۔۔تم ایک شخص کے نکاح میں مگر پھر بھی کنفیوز ہو کہ تمہیں اسکے ساتھ زندگی گزارنی ہے یا نہیں۔فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

ایسا نہیں ہے فرزانہ۔۔بس میں سوچ رہی ہوں کہ اگر واقعی عمر شازمین میں انٹرسٹڈ ہوا جیسے اسکی ماں کہہ رہی تھی تو۔۔

تو کیا۔۔تم عمر کی بیوی ہو آمنہ اپنے مقام کو پہچانو۔۔۔مت کرو بے وقوفی اور کنفیوز مت ہو۔عمر پر تمہارا پورا پورا حق ہے اور اسے یہ باور کرواؤ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوں۔۔۔وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

اچھا کل یونیورسٹی میں ملاقات ہوتی ہے۔اللہ حافظ۔فرزانہ نے کہہ کر سلسلہ منقطع کردیا۔آمنہ نے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکا کر بیٹھ گئی اسکی آنکھیں کسی گہری سوچ کا پتہ دے رہی تھیں۔

عثمان احمد آج پھر اسے سامنے تھا۔اور آج وہ یونی ورسٹی میں اسکے ڈیپارٹمنٹ چلا آیا تھا۔آمنہ نے اسے کلاس سے باہر آتے ہوئے کوریڈور میں کھڑا دیکھا اور

اسکی ہتھیلیوں پر پسینہ اترنے لگا۔اسکے ساتھ فرزانہ تھی۔جو اسے کوئی بات بتا رہی تھی۔آمنہ کے قدم بے اختیار رک گئے۔عثمان بھی اسی کی جانب متوجہ تھا اسے دیکھ کر تیر کی طرح اسکی طرف آیا۔

ہیلو آمنہ کیسی ہو؟ وہ عین اسکے سامنے رک کر مسکراتے ہوئے بولا۔

تت۔۔تم یہاں۔۔۔آمنہ کی زبان لڑکھڑائی جبکہ فرزانہ بھی خاموش ہوکر سوالیہ نظروں سے عثمان کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

جہاں تم وہاں میں۔۔وہ مسکرایا تھا۔اسکی مسکراہٹ آج بھی ویسی ہی تھی۔۔۔سحر انگیز۔۔۔آمنہ نے نظریں پھیر لیں۔پہلی پہلی نوخیز چاہت کے زہر نے اسکی رگوں میں انگڑائی لی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کی تعریف؟ فرزانہ نے پوچھا۔۔

مجھے عثمان احمد کہتے ہیں۔اور آپ؟ وہ شائستہ لہجے میں بولا۔

اوہ۔۔تو تم وہ عثمان احمد۔۔فرزانہ نے ناگواری سے کہا۔۔

جی۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی۔آمنہ کو پیچھا چھوڑ دو اب یہ شادی شدہ ہے۔وہ تڑ سے بولی۔

اگر یہ بات آمنہ اپنے منہ سے کہتی تو بات بھی بنتی تھی۔وہ تو چپ کھڑی

ہے۔عثمان نے آمنہ کے رنگ اڑے چہرے کی جانب تکتے ہوئے محظوظ ہونے والے انداز میں کہا۔

آمنہ۔۔۔چلو یہاں سے۔فرزانہ نے اسکی بازو چھو کر کہا

آپ جائیں آمنہ یہیں رکے گی کیوں آمنہ ؟ عثمان کا لہجہ پر یقین تھا۔براہ راست آمنہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس نےاس سے تصدیق چاہی تو آمنہ کے لگا جیسے اسکا دل اچھل کر حلق میں آگیا ہے۔وہ کتنا پر کشش تھا۔۔۔وہ اسکی نظروں کی گرفت سے اپنی نظروں کو نکال نہ سکی تھی۔

بکواس مت کرو۔آمنہ کا تک سے اب کوئی لنک نہیں تم جاؤ اور آئندہ مت آنا اسکے راستے میں۔فرزانہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

کیوں آمنہ کیا یہ سچ کہہ رہی ہے؟ عثمان کی ساحر آنکھیں مستقل اسکی نظروں کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھیں۔وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی تھی۔

آمنہ۔۔۔فرزانہ نے اسے کہنی ماری تو وہ چونکی۔

ہمم۔۔ہاں۔۔

چلو یہاں سے۔فرزانہ نے دانت پیس کر کہا۔

ہاں چلو۔وہ اسکے ہمراہ آگے بڑھ گئی مگر نجانے کیوں جاتے جاتے وہ پلٹ پڑی تھی عثمان سینے پر بازو لپیٹے کھڑا اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔اسکے ہونٹوں پر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک نرم سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور آنکھوں میں آمنہ کیلیے لگاوٹ ہی لگاوٹ تھی۔۔وہ فورا سے رخ بدل گئی۔فرزانہ اسکا بازو دبوچے یوں چل رہی تھی جیسے ملک الموت تعاقب میں ہو۔ڈیپارٹمنٹ سے باہر آتے ہی وہ اسکے طرف پلٹی۔

تمھیں کیا ہوگیا تھا آمنہ ؟ تم نے اسے چپیڑیں کیوں نہیں لگائیں؟ اسکی جرات اتنی بڑھ گئی ہے کہ یونیورسٹی تک چلا آیا اگر تم نے اسے شٹ اپ کال نہ دی تو وہ اس سے آگے بڑھے گا۔اسے روکو آمنہ اپنے ابو کو بتاؤ تاکہ وہ اسکے والد سے بات کریں۔فرزانہ نے پریشان کن لہجے میں کہا۔آمنہ نے کچھ سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں گھر جارہی ہوں۔۔اس نے چند لمحوں بعد کہا

ابھی ایک کلاس رہتی ہے۔

جہنم میں جائے۔اللہ حافظ۔وہ برا سا منہ بنا کر کہتی وہاں سے چلتی ہوئی اس جانب بڑھ گئی جہاں ٹیکسیاں کھڑی رہتی تھیں۔فرزانہ کہ سنجیدہ نظروں نے دور تک اسکا تعاقب کیا تھا۔

وہ جب ریلوے اسٹیشن سے باہر نکلا تب آسمان گہرے سرمئی بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور بڑی خوشگوار ہوا چل رہی تھی۔اس نے کلائی پر بندھی گھڑی کے

چمکدار ڈائل پر نظر ڈالی۔دوپہر کا ایک بج رہا تھا۔اس کو ریسیو کرنے کیلیے اسکا دوست شبیر آنے والا تھا اس نے اسے فون کرکے دریافت کیا کہ وہ کب تک پہنچے گا اور اسکا جواب سن کر کال کاٹ دی۔شبیر دو منٹ کی دوری پر تھا۔وہ متلاشی نگاہوں سے ادھر ادھر تک رہا تھا جب اچانک اسکے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ مسکرا دیا۔آمنہ اس وقت یونیورسٹی میں ہوتی تھی اور یہ ایک بہترین موقع تھا کہ وہ اچانک وہاں جاکر اسے حیران کردیتا اور ممکن تھا کہ اس خوشگوار سرپرائز کے باعث ان دونوں کی آپس کی رنجشیں ختم ہوجاتیں۔اس نے اپنے سر کو پر اطمینان انداز میں جنبش دی۔تبھی شبیر کی گاڑی اسکے قریب آکر رکی۔اس نے اپنا سوٹ کیس گاڑی کی ڈگی میں رکھا اور خود بھی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

مجھے یونیورسٹی اتار دو۔میں آمنہ سے مل کر اسے ساتھ لیکر اسکے ہی گھر جاؤں گا۔تم میرا یہ سوٹ کیس پلیز آمنہ کے ہی گھر ڈراپ کردینا۔اس نے چھوٹتے ہی کہا

ایکسکوزمی کیا میں آپکا شوفر ہوں جو اس طرح حکم جھاڑ رہے ہیں ؟ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے شبیر نے ماتھے پر بل ڈالے۔

دوست تو ہے نا؟ اس نے لجاجت آمیز انداز میں کہا۔

دوست ہوں ملازم نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بکواس مت کر۔

یونیورسٹی جانے کی کیا ضرورت ہے وہ گھر ہی واپس آئے گی نا۔

تجھے کیا تکلیف ہے۔تو بس مجھے یونی ورسٹی اتار دے۔اسنے چڑچڑے پن سے کہا۔

کیا پتہ وہ آج یونیورسٹی گئی ہی نہ ہو۔شبیر نے مسکرا کر کہا۔

تیری رائے کس نے مانگی۔جتنا کہا ہے اتنا کر۔

دفع ہو جا بے مروت آدمی ایک تو دفتر سے اٹھ کر میں تجھے پک کرنے آیا ہوں اوپر سے تو مجھے ہی نخرے کرکے دکھا رہا ہے۔

یار تو یہ شکوے بعد میں کرلینا ابھی ذرا جلدی چلا گاڑی۔اس نے بے صبری سے کہا۔

چلا تو رہا ہوں اب کیا اڑاؤں اسے۔شبیر جھلا گیا۔

اڑا ہی لے تو اچھا ہوگا۔وہ بڑبڑایا۔

ایسے مر رہا ہے جیسے پہلی بار کسی لڑکی سے ملنے جارہا ہے۔

یار۔۔میرے اور آمنہ کے درمیان عجیب سی سردمہری آکر ٹھہر گئی ہے اور اب میں اس سے اکتانے لگا ہوں، اس قدر خاموشی رشتوں کے حسن کو کھا جاتی ہے اور میں ہر صورت اس رشتے کے حسن کو قائم رکھنا چاہتا ہوں۔۔ عمر نے

بہت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

ہوں۔۔۔شبیر نے سر ہلایا۔فکر مت کرو یار۔انشاء اللہ سب بہتر ہوگا۔

ہوں۔۔مگر کوشش تو کرنا پڑے گی نا۔

بالکل۔شبیر نے سر ہلا دیا۔عمر گردن موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔وہ پرانی سب باتیں بھلا کر آمنہ کیساتھ ایک خوبصورت زندگی گزارنا چاہتا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ آمنہ کے دل میں موجود ہر خفگی کو مٹا ڈالے گا۔

ٹیکسی سڑک پر رواں دواں تھی اور آمنہ کی نظریں کھڑکی سے باہر دوڑتے مناظر پر تھیں۔اسکے ذہن میں جھماکے ہورہے تھے اور ان جھماکوں کہ اوٹ سے کبھی عمر کا چہرہ ابھرتا تو کبھی عثمان کا۔

عثمان احمد۔۔شاندار۔۔۔بے حد شاندار۔۔پر کشش۔۔اور کلچرڈ۔۔۔ایک ایسا مرد جس کی آرزو ہر عورت کرسکتی ہے، بالکل افسانوی ہیرو جیسا، آئیڈیل مرد۔۔۔ کہ جس کی محبت میں وہ ہوش سنبھالتے ہی مبتلا ہوگئی تھی۔محبت۔۔۔نہیں وہ تو اسکی پرستش کرتی تھی۔۔وہ آہ خاموش بت ہی تو تھا اسکے لیے پتھر کا بت۔۔وہ چپ چاپ اسکی پوجا کرتی گئی کرتی گئی۔۔۔اور پھر وہ بت اس روز ٹوٹا جس روز وہ اسکی بیوی بنی اور وہ اسے طلاق دے کر چلا گیا تھا۔۔۔

آمنہ کی آنکھوں سے نمکین پانی بہہ کر اسکے گالوں پر رستہ بنانے لگا۔اسنے اپنا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بازو کھڑکی پر ٹکا لیا اور اپنی ٹھوڑی اس پر ٹکا دی۔تیز ہوا کے تھپیڑے اسکے چہرے کو سہلانے لگے۔بارش ابھی شروع نہ ہوئی تھی۔

اسکی آنکھوں سے آنسو بہتے گئے اور اسکی سوچ کا رخ عثمان سے عمر کی جانب مڑ گیا۔عمر فاروق۔۔۔وہ عام سی شکل و صورت والا ال مینرڈ اور ناقابل برداشت حد تک بذلہ سنج انسان جس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد دوسری ڈالنے کا تردد کوئی نہ کرے گا۔۔وہ اس کی محبت میں مبتلا ہوگیا تھا۔۔اور محبت تو آمنہ کو بھی ہوگئی تھی اس سے۔۔محبت۔۔۔آمنہ کے خیال لڑکھڑائے۔۔۔محبت کیا بار بار بھی ہوسکتی ہے؟ اس نے خود سے سوال کیا۔۔دل خاموش رہا۔۔۔محبت نہیں یہ شاید اٹریکشن تھی۔۔۔یا ضرورت۔۔۔یا اٹیچمنٹ۔۔۔جو بھی ہے مگر میں تو عمر کے ساتھ بہت مخلص تھے اسکی وفادار ہوں مگر عمر بے وفا ہے۔۔۔شازمین کو ہمارے درمیان لے آیا ہے اور وہ مجھے جلد یا بدیر چھوڑ دے گا۔پھر کیا رہ جائے گا میرے پاس۔۔شاید قدرت نے عثمان کے دل میں میری محبت ڈال کر اس کو واپس اسی لیے بھیجا ہے کیونکہ عمر مجھے چھوڑنے والا ہے۔۔۔اسکے دل نے تاویلات گھڑنا شروع کردیں۔

بارش شروع ہوگئی تھی اور ٹیکسی اب اسکی کالونی سے کچھ ہی دور تھی۔

بس یہیں روک دو بھائی۔اسنے کہا اور کرایہ ادا کرکے ٹیکسی سے اتر گئی۔بارش خاصی تیز تھی مگر وہ سست قدموں سے چلتی گئی۔اسکی آنکھوں سے ایک تواتر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے آنسو بہہ رہے تھے اور دل میں بس ایک ہی خیال تھا کہ وہ عثمان کا دل تب جیتی جب اس نے عمر کو ہارا۔۔۔وہ عجیب سی بیچارگی میں مبتلا تھی اور اس بیچارگی کے عالم میں وہ یہ بات فراموش کرگئی تھی کہ لوٹ آنے والے ہر بے وفا کو سینے سے نہیں لگا لیا جاتا۔کبھی کبھی کیواڑ بند بھی کرنے پڑتے ہیں تاکہ گھر محفوظ رہے۔وہ عورت تھی۔۔۔کمزور دل۔۔کمزور جذبوں کی مالک اور اولین چاہت کی غلام اسکے من اندر وہ ٹوٹا ہوا بت آج بھی موجود تھا اور وہ اس بت کو پھر سے تراش کر سے پوجنا چاہتی تھی۔نتائج کی پرواہ کیے بغیر۔اسکے دل نے اسے یہ یقین دلا دیا تھا کہ عمر بے وفا ہے اور وہ عثمان کے لوٹ آنے کو اپنا انعام سمجھنے لگ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھر چلی گئی مگر کیوں؟ عمر نے فرزانہ سے پوچھا۔تیز برستی بارش میں وہ دونوں کوریڈور میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

بس کہہ رہی تھی طبیعت خراب ہے۔فرزانہ نے جھوٹ بولا۔

اوہ۔۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔ عمر کی آنکھوں میں واضح مایوسی لہرائی تھی اور وہ جانے کو پلٹا۔

عمر بھائی۔فرزانہ بے اختیار اسے پکار بیٹھی۔وہ پلٹا

جی؟

آ۔۔۔آااپ۔۔آپ دونوں شادی کرلیں اب۔اسنے جلدی سے کہا۔

ہوں۔۔۔۔یہی سوچا ہے۔

بس جتنی جلدی ہوسکے شادی کرلیں۔فرزانہ کی آنکھوں میں ایک خاموش التجا تھی جسے عمر نے نہ سمجھتے ہوئے بھی سمجھ لیا تھا۔

جی انشاء اللہ۔

عمر بھائی۔۔ایک بات کہوں؟

جی کہیں۔

اپنی جگہ کبھی نہیں چھوڑنی چاہیے۔خالی جگہیں فورا پر ہوجاتی ہیں چاہے وہ گھر ہو یا کسی کا دل۔۔وہ بہت مبہم انداز میں اپنی بات کہہ کر وہاں رکی نہ تھی بلکہ واپس پلٹ گئی تھی۔عمر کی آنکھوں میں گہری سنجیدگی اتر آئی تھی وہ سست قدموں سے چلتا روش پر اتر آیا۔بارش بہت تیزی سے اس پر برس رہی تھی اور اسکے ذہن و دل میں صرف ایک ہی جملے کی پکار تھی۔۔خالی جگہیں فورا پر ہوجاتی ہیں چاہے وہ گھر ہو یا کسی کا دل۔۔اس روز وہ عرصے بعد بارش میں بھیگا تھا اور اسکی آنکھوں نے اس بے موسم کی برسات سے خوب ہی فائدہ اٹھایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خواب اور حقیقت میں ایک بہت بڑا فرق یہ ہے کہ خواب میں انسان ہر وہ چیز دیکھ لیتا ہے جو حقیقت میں ممکن نہیں ہوتی یا ضروری نہیں ہوتی۔

آمنہ نے بھی بارہا خوابوں میں عثمان احمد کے ساتھ ایک بھر پور زندگی گزاری تھی مگر تب یہ سب ممکن نہ تھا اور اب ضروری نہ تھا۔

مگر اس ضروری اور غیر ضروری کے چکر کو سمجھنے کی اسٹیج سے فی الوقت وہ دور تھی ، کوئی چیز ہمارے لیے ضروری ہے یا غیر ضروری یہ تو تبھی پتہ چلتا ہے جب ہم اس چیز کو حاصل کرلیتے ہیں کیونکہ جو حاصل نہ ہو وہ تو ہر حال میں ضروری ہی لگتا ہے۔

عثمان احمد ، آمنہ کی زندگی کا لا حاصل تھا سو ہر حال میں ضروری تھا یا شاید آمنہ کو لگتا تھا۔

اسکا دل عثمان کو اپنے صبر کا انعام اور عمر کو اپنی آزمائش سمجھ کر اپنے دل کو اس تاویل سے مطمئن کررہی تھی کہ عمر بے وفا ہے۔گھر آکر وہ اپنے کمرے میں بند ہوگئی تھی۔شام تک اس نے گھر میں کسی سے بات نہ کی ، امی سے کہہ دیا تھا کہ بارش میں بھیگنے کے باعث تھکاوٹ ہے سو اسے جگایا نہ جائے مگر سو کون رہا تھا وہ تو بس کمرے کی روشنی گل کیے بستر پر پڑی سوچوں کے بحر میں ڈول رہی تھی۔وہ آج یکدم پھر وہی آمنہ بن گئی تھی جو طلاق کے بعد سارا سارا دن اپنی نارسائیوں کو تاریکی اور آنسوؤں کا خراج دیا کرتی تھی۔

اس کا دل دو کشتیوں کا سوار ہورہا تھا اور وہ کشمکش کا شکار تھی۔اصولاً اسے مکمل طور پر عمر کا وفا دار ہونا چاہیے تھا مگر اندر کہیں ایک خائن دل کہہ رہا تھا کہ پہلی نوخیز چاہت کا نعم البدل کوئی نہیں ہوتا اور محبت تو ہر قید سے آزاد ہوتی ہے۔

وہ اپنے آپ سے محو جنگ تھی کہ اسکا فون وائبریٹ کرنے لگا اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر سکرین پر نظر ڈالی۔فرزانہ کی کال آرہی تھی اسنے کال اٹینڈ کرکے فون کان سے لگایا۔

ہیلو۔وہ کسلمندی سے بولی۔

ہیلو کیسی ہو آمنہ ؟

ٹھیک ہوں۔

تمہارے جانے کے بعد عمر آیا تھا۔

یونیورسٹی؟

ہاں۔تم سے ملنے آیا تھا وہ۔

وہ اسلام آباد کب آیا؟

مجھے کیا پتہ۔یہ تو تمہیں پتہ ہونا چاہیے نا۔

مجھے اس نے بتایا نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم نے پوچھا ؟

میں کیوں پوچھتی۔

کیونکہ تم اسکی بیوی ہو۔

پلیز فرزانہ ہر وقت مجھے مت بتایا کرو کہ میں اسکی بیوی ہوں مجھے پتہ ہے کہ میں اسکی بیوی ہوں۔اسنے ناگواری سے کہا۔

پتہ تو تمہیں ہے مگر یاد بھی رکھا کرو۔فرزانہ کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ ایک لحظے کو چپ سی ہوگئی۔

یاد ہی رکھا ہوا ہے۔کچھ لمحوں بعد وہ اکھڑے اکھڑے لہجے میں بولی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے عمر سے کہا ہے کہ تم دونوں کو اب جلد از جلد شادی کرلینی چاہیے۔

واٹ۔۔تم کون ہو یہ بکواس کرنے والی۔میرا ابھی شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ وہ غصے سے بولی۔

کیوں کیا عثمان کیلیے عمر سے طلاق لو گی۔فرزانہ نے وہ بات نہایت آرام سے بول دی تھی جو وہ ابھی تک کھل کر سوچ بھی نہ پائی تھی۔

میں کیا طلاق لوں گی وہ خود ہی مجھے طلاق دے دے گا شازمین کیلیے۔اس نے کہا

یہ تو تم چاہتی ہو کہ وہ ایسا کرے اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو بھی تم اسے

طعنے دے دے کر اور اگنور کر کر کے اس پر مجبور کردو گی۔بعض اوقات ہم جس پوائنٹ کو لیکر مظلوم بننا چاہتے ہیں نا وہ ہمارا خود کا ہی جنریٹ کیا ہوا ہوتا ہے۔فرزانہ ہمیشہ سے ہی صاف گو تھی مگر اسکی صاف گوئی آمنہ کے تن بدن میں آگ سلگا رہی تھی۔

زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔مجھے مظلوم بننے کا کوئی شوق نہیں ہے اور عمر کونسا دودھ کا دھلا ہے۔شازمین کیساتھ رومینس بگھارتے ہوئے تو اسے میں نے خود دیکھا تھا۔

عثمان دودھ کا دھلا ہے ؟

وہ جیسا بھی ہے مگر اب شرمندہ ہے واپس آیا ہے میری خاطر اور پھر محبت تو مجھے تھی اس سے اور محبت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ محبوب کے انتظار میں عمر بتا دی جائے۔میں نے فوراً سے ہی اسے ری پلیس کرلیا شاید اسی لیے مجھے سزا ملی کہ عمر نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔

ان بودی دلیلوں سے کس کو مطمئن کرنے کے کوشش کررہی ہو آمنہ مجھے یا خود کو؟ فرزانہ کے لہجے میں بڑی ٹھنڈک تھی۔

شٹ اپ فرزانہ۔مجھے کسی کو مطمئن کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تم خود ہی مطمئن نہیں ہو تو کسی کو کیا مطمئن کرو گی آمنہ۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں مطمئن ہوں۔میں نے عمر کے ساتھ اپنے رشتے کو اپنا بیسٹ دیا ہے ہر لحاظ سے اسکے ساتھ مخلص رہی ہوں مگر اسنے میرے مقابل لاکر ایک عورت کھڑی کردی ہے اور مستقل مجھے اگنور کررہا ہے تو پھر میں بھی کوئی گری پڑی تو نہیں ہوں مجھے حق ہے کہ جو چاہت سے میری جانب بڑھ رہا ہے میں اسکے متعلق سوچوں۔اور پھر عثمان ہر لحاظ سے عمر سے بہتر ہے۔۔

شکل و صورت کے حساب سے بس۔

ہر لحاظ سے۔۔وہ اتنا مینرڈ کلچرڈ ہے بات بے بات ٹھٹھے مار کر ہنستا نہیں ہے ہر وقت بھانڈ میراثیوں جیسا مذاق نہیں کرتا اور۔۔۔

اور یہ کہ تم بہت ظاہر پرست ہو آمنہ۔اور تم عزت نفس سے بھی مکمل طور پر عاری ہو۔اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تم ایک انتہا درجے کی نا شکری عورت ہو۔

بس پلیز۔۔میں جیسی بھی ہوں منافق جھوٹی نہیں ہوں عمر کی طرح۔

عمر سے کمیونیکیشن گیپ تم جان بوجھ کر پیدا کررہی ہو۔اگر وہ تم سے پیچھا چھڑا رہا ہوتا اور اسکی زندگی میں کوئی اور عورت آ چکی ہوتی تو وہ آج تم سے ملنے یونیورسٹی نہ آتا۔

تمھیں کیا پتہ وہ یونیورسٹی کیوں آیا تھا۔ہو سکتا ہے وہ ہمارے ڈائیورس کی بات کرنے ہی آیا ہو مجھ سے۔

مت نکالو منہ سے یہ لفظ آمنہ۔خدا سے ڈرو۔

کیوں۔طلاق سے کیا ہوتا ہے۔پہلے بھی ہوگئی تھی مجھے تو کیا میں مر گئی۔اب ہوجائے گی تو بھی نہیں مروں گی۔وہ سفاکی سے بولی۔

شٹ اپ۔۔میں پھر کہوں گی آمنہ کہ نا شکری نہ بنو۔اور ایک کم ظرف انسان کی خاطر اپنی زندگی کے حسن کو برباد نہ کرو۔

اس زندگی میں حسن ہے ہی کہاں۔اور پھر مجھے عثمان جیسے مرد پسند ہیں۔عمر جیسے نہیں۔

زندگی کسی انسان کی ظاہری شخصیت اور دکھاوے کے ساتھ نہیں گزرتی۔عثمان کا ظاہر کتنا پرکشش اور اصل کتنا بد صورت ہے یہ مجھ سے بہتر تم جانتی ہو کیونکہ تم جھیل چکی ہو اسکے مزاج کی سفاکی کو۔

مگر اب وہ شرمندہ ہے۔

مگر اب تم عمر کی بیوی ہو۔

منکوحہ ہوں۔

تو کیا اس رشتے کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی ؟

رشتے دو طرفہ کوششوں سے چلتے ہیں فرزانہ میں اکیلی اس رشتے کو گھسیٹ نہیں سکتی۔اور عمر کو شازمین کے ساتھ دیکھنے کے بعد اور آنٹی کی باتیں سننے

کے بعد سے میرا دل اس رشتے سے اچاٹ ہونے لگ گیا ہے۔اس نے اکتاہٹ بھرے انداز میں کہا اور فون بند کردیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

گھر پہنچ کر وہ آنٹی سے کچھ دیر باتیں کرنے کے بعد اوپری منزل پر چلا آیا جہاں ارشد اسکا کمرہ درست کرچکا تھا۔عمر نے اسے چائے لانے کا کہا اور جلدی جلدی بھیگے کپڑوں سے نجات حاصل کرکے بستر پر گر گیا۔بارش میں بھیگنے کی وجہ سے جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا اور اچھی خاصی سردی بھی محسوس ہورہی تھی۔۔بارش ایک تواتر سے جاری تھی۔اور اب بجلی بھی بند ہوچکی تھی۔کچھ دیر بعد ارشد چائے اور کچھ سنیکس دے گیا عمر نے چائے پی کر سر تا پا کمبل اوڑھا اور کچھ ہی دیر میں سوگیا۔اس کی آنکھ کھلی تو کمرے میں ہنوز اندھیرا تھا۔کچھ دیر بے حس و حرکت پڑے رہنے کے بعد وہ بستر سے اٹھا اور ٹٹول کر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کر اسکی ٹارچ جلائی۔کمرے سے باہر آکر اسنے منڈیر سے جھانکا۔بارش اب تک جاری تھی اور نچلے کمروں میں ہلکی ہلکی روشنی دکھائی دے رہی تھی جو اس بات کی غماز تھی کہ لائٹ اب تک نہیں آئی۔۔ارشد کی زبانی اسے معلوم ہوا تھا کہ جنریٹر بھی خراب ہے۔وہ ضروریات سے فارغ ہوکر نچلی منزل پر چلا آیا اور سیدھا باورچی خانے میں آیا تھا۔وہاں پر ایمرجنسی لائٹ کی روشنی میں آمنہ پتیلی میں چمچ چلا رہی تھی۔دروازے پر آہٹ سن کر وہ پلٹی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیلو۔۔ وہ مسکرایا۔

ہیلو۔خشک لہجے میں جواب دے کر وہ پھر سے پتیلی کی جانب متوجہ ہوگئ۔

کیسی ہو؟

ٹھیک۔

میں ریلوے اسٹیشن سے سیدھا تم سے ملنے یونیورسٹی گیا تھا مگر تم تھیں نہیں۔

ہاں آج جلدی گھر آگئ تھی۔

ہوں۔۔۔کھانے کے بعد ڈرائیو پر چلیں گے۔

میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تم ارشد اور شایان کو لے جانا۔

مجھے تو تمہارے ساتھ ہی جانا ہے۔اسکے قریب آتے ہوئے اسنے دھیرے سے اسکی کمر کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔

عمر پلیز۔۔تمیز سے کھڑے ہو۔ہر وقت کا بچپنا اچھا نہیں لگتا۔وہ دبی ہوئی آواز میں غرائی تھی۔عمر بے اختیار دور ہٹ گیا۔نہ ہی آمنہ نے اسکا ہاتھ جھٹکا تھا نہ اسے خود سے دور کیا تھا مگر اسکا کھردرا لہجہ اور آنکھوں میں پھیلی ناگواری نے اسکے دل کے اندر تک سناٹا اتار دیا تھا۔

ابھی میں کھانا بنا رہی ہوں پلیز جاکر امی ابو کے پاس بیٹھو۔ہاتھ ہلا کر وہ از حد اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولی تھی وہ کچھ کہے بغیر پلٹ گیا۔آمنہ نے ناگواری

کے احساس سے مغلوب ہوتے ہوئے سر جھٹکا۔وہ ناچاہتے ہوئے پھر سے عمر اور عثمان کا موازنہ کرنے لگ گئی تھی اور نجانے کیوں اس پر جھلاہٹ سوار ہورہی تھی۔

کیوں اپنا رشتہ خراب کرنے پر تلی ہوئی ہو آمنہ ؟ فرزانہ نے اسے گھورا۔

میرے دماغ کی رگیں پھٹتی ہیں جب وہ میرے قریب آتا ہے۔اسکا مزاج اسکی عادات مجھے سب کچھ زہر لگتا ہے ناقابل برداشت لگتا ہے۔

یہ سب کچھ صرف اسلیے ہے کیونکہ تم اسکا عثمان سے موازنہ کرتی ہو دیکھو آمنہ یا تو محبت کرو یا موازنہ۔کیونکہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس کا موازنہ نہیں کیا جاتا۔محبت توحید سے متصل ہے۔عورت جب محبت کرتی ہے تو اسمیں شرک کی گنجائش نہیں ہوتی، مرد کا قصہ الگ ہے وہ عورت کے معاملے میں فطرتا مشرک ہوتا ہے۔اس معاملے میں عورت کو مرد سے مقابلہ کرنا بھی نہیں چاہیے۔

میرے ساتھ فلسفہ مت بولو فرزانہ۔

یہ آفاقی حقیقت ہے۔اسے تسلیم کرلو اور عمر کے ساتھ شادی کرکے پرسکون زندگی گزارو۔

شادی۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں کیوں شادی نہیں کرنی کیا؟

پتہ نہیں۔۔

پلیز آمنہ مت کرو حماقت۔۔عثمان ایک موقع پرست جھوٹا انسان ہے۔وہ پہلے بھی تمہاری زندگی برباد کرکے گیا تھا اور اب کی بار پھر تمہاری آزمائش بن کر آن کھڑا ہوا ہے تمہاری راہ میں ، آدم و حوا کی جنت میں داخل ہونے والے شیطان کی طرح۔بنت آدم ہو مگر آدم کی خطا سے سبق سیکھو اور شیطان کی باتوں پر کان نہ دھرو۔فرزانہ کی بات سن کر وہ کچھ دیر کو بالکل خاموش ہوگئ تھی۔

مگر شازمین؟؟

اس معاملے پر تم عمر سے کھل کر بات کرلو نا یار۔

ہوں۔۔۔۔

دیکھو آمنہ اپنے دل کو جان بوجھ کر عثمان کی جانب مائل مت کرو۔عمر تمہارا شوہر ہے اسکے متعلق سوچو۔

ہوں۔۔۔۔

ہر پلٹنے والا آپکے لیے نہیں ہوتا آمنہ۔جو حاصل ہے اس پر شاکر رہنا سیکھو۔ لذتوں کی انتہا ہمیشہ بیزاری ہی ہوتی ہے۔فرزانہ نے اسکا ہاتھ تھام کر رساں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے سمجھایا تھا۔آمنہ کے اندر سناٹا اترنے لگا۔

میری بات سمجھ آرہی ہے نا ؟

ہاں۔۔وہ کھوئے کھوئے انداز میں سر ہلا کر رہ گئی۔

گڈ تو پھر اب تم آج گھر جاکر عمر سے ہر بات کلیئر کرو گی اور جلد از جلد شادی کا پلان کرو۔

ٹھیک ہے۔آمنہ نے سر ہلا دیا۔

اسکا رویہ بہت ہتک آمیز تھا۔

ہوسکتا ہے وہ کسی بات پر پریشان ہو یار۔۔شبیر نے چائے کا گھونٹ بھر کر سنجیدگی سے کہا۔

پریشانی کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ شوہر کا ہاتھ جھٹک دیا جائے۔

یار اب روایتی شوہروں کے انداز میں اس کو اپنی انا کا مسئلہ مت بناؤ۔بیوی بھی ایک مکمل انسان ہوتی ہے شادی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ اسنے اپنی شخصیت مٹادی ہے۔

میں ایسا نہیں سوچتا یار۔اسنے برا سا منہ بنایا۔

دیکھو یار تم دونوں کے درمیان جو سرد مہری کی دیوار سی کھڑی ہوگئی ہے اسکو گرانے کا بس ایک ہی حل ہے کہ اب تم لوگ شادی کرلو۔

ہوں۔۔میں بھی یہی سوچ رہا ہوں اب۔آمنہ بد گمانیاں پال کر ان پر مہر تصدیق ثبت کردیتی ہے بات کرتی ہی نہیں ہے۔عجیب لڑکی ہے۔وہ جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

تم بس اب سنجیدگی سے پلان کرو کہ تمہیں دو سے تین ماہ میں اسے رخصت کروا لینا ہے۔۔

ہوں۔۔عمر نے سر ہلایا اور پر سوچ انداز میں بھاپ اڑاتے مگ پر نظریں جما دیں۔

آج دفتر میں کوئی کام بھی نہیں ہے میں تو سوچ رہا ہوں گھر چلا جاؤں۔شبیر نے کچھ دیر بعد کہا۔

ہوں۔۔میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔سر میں بھی بہت درد ہورہا ہے۔عمر نے جواب دیا۔

چل پھر اکٹھے ہی نکلتے ہیں۔چائے ختم کر جلدی۔شبیر نے کہا تو اسے کپ اٹھا لیا۔

وہ گھر پہنچی تو امی کو خالہ کے گھر جانے کیلیے تیار پایا۔آمنہ کے گھر آتے ہی وہ ارشد کو لیکر نکل گئیں۔شایان یونیورسٹی سے لوٹ کر کھانا کھا کے حسب معمول اکیڈمی میں پڑھانے چلا گیا تھا اور ابو آج اپنے یونیورسٹی کے کچھ شاگردوں کے ہمراہ مری گئے ہوئے تھے۔سو گھر میں اس وقت وہ تنہا تھی۔ کپڑے بدل کر اس نے کھانا کھایا اور آنگن میں اپنے جھولے پر آ بیٹھی۔سر اٹھا کر اوپر کی جانب تکتے ہوئے یادوں کے کتنے ہی در وا ہوگئے تھے۔وہ سوچتے ہوئے بے اختیار مسکرا دی۔فرازنہ کے مستقل لیکچرز نے مزاج پر اچھا ہی اثر ڈالا تھا۔اور اب وہ عمر کے متعلق سوچتے ہوئے اکتاہٹ کا شکار نہیں ہورہی تھی۔سوچتے سوچتے یکدم وہ چونکی۔اطلاعی گھنٹہ ایک تواتر سے بج رہی تھی۔وہ برا سا منہ بنا کر اٹھی اور دروازے کے پاس آن رکی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کون ہے؟اس نے بآواز بلند پوچھا

عثمان احمد۔جواب آیا تھا۔کنڈی کی جانب بڑھتے اسکے ہاتھ کپکپا گئے۔

کیوں ؟

دروازہ کھولو آمنہ۔

ام۔۔امی گھر پر نہیں ہیں۔

مجھے تم سے ملنا ہے۔

گھر پر کوئی نہیں ہے۔

پھر تو اچھا ہے میں تم سے ہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

مجھے بات نہیں کرنی۔

دروازہ تو کھولو ایسی بھی کیا بے اعتباری۔تم سے نکاح کرنے کے بعد بھی تمہیں چھوئے بغیر چلا گیا تھا۔

اب ان باتوں کا کیا مقصد ہے۔اس نے کمزور لہجے میں کہا۔

میں جانتا ہوں کہ تم مجھے چاہتی ہو اور میں تمہاری محبت میں پور پور ڈوب چکا ہوں لہذا نکاح کا بوجھ اتار پھینکوں میں تمہیں اپناؤں گا۔اسکا لہجہ کتنا دلفریب تھا۔آمنہ کے ہاتھ کپکپانے لگے۔اس شخص کے سامنے وہ کمزور پڑنے لگتی تھی۔

جاؤ یہاں سے۔وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

تم سے ملے بغیر تو نہیں جاؤں گا۔اسکے لہجے میں ضد تھی۔وہ کچھ نہ بول سکی۔

کھڑے رہو پھر۔وہ جی کڑا کر کے سخت لہجے میں بولی۔

ٹھیک ہے چاہے صدیاں بیت جائیں میں یہیں کھڑا رہوں گا جب تک تم دروازہ نہ کھولو گی۔جواب آیا تھا۔

وہ جواب دیئے بناء دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی۔اسکے دل کی عجب حالت ہورہی تھی وہ شخص جو کبھی اسکی جانب دیکھتا تک نہ تھا بات نہ کرتا تھا

وہ اب ایسی دیوانگی کا مظاہرہ کررہا تھا، کبھی آمنہ اس سے ایسی ہی محبت کی طلبگار ہوا کرتی تھی۔آج اسے یہ سب حاصل تھا اور جانے کیوں بار بار اسکے دل میں ہلکا سا پچھتاوا سر اٹھاتا کہ اس نے عمر سے نکاح کرنے میں اتنی جلدی کیوں کردی، اسکی دعاؤں کا ثمر تو اسے ملنے ہی والا تھا وہ تھوڑا سا صبر کرلیتی۔۔تھوڑا سا۔۔۔اس سے آگے اسکا دماغ فوراً دل کو ڈپٹ دیتا اور اسکے اندر سناٹا چھا جاتا۔

کچھ دیر یونہی گزری اور پھر اس نے محض تصدیق کی خاطر دروازہ کھولا تو عثمان کو سامنے ہی کھڑا پایا۔دروازہ کھلتا دیکھ کر وہ تیر کی طرح اندر گھس آیا تھا۔آمنہ چند قدم پیچھے ہٹی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے معاف کردو آمنہ۔اسکے عین سامنے رکتے ہوئے وہ پر ندامت لہجے میں بولا۔

جاؤ تم یہاں سے۔اس نے نظریں جھکا کر کہا۔

تم کہو کہ تم نے مجھے معاف کردیا۔

کردیا ہے معاف۔

دل سے کہہ رہی ہو نا؟اس نے لگاوٹ سے پوچھا تھا۔آمنہ کا دل شدت سے دھڑکنے لگا۔

آخر تم چاہتے کیا ہو ، کیوں پیچھے پڑے ہو میرے ؟ اس نے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔

تمہیں چاہتا ہوں آمنہ۔وہ شدتوں سے پر لہجے میں بولا تو آمنہ کو لگا جیسے اسکا دل ڈوب کر ابھرا ہے۔اس انسان کے منہ سے ایسے جملے سننے کی تمنا میں تو وہ پتھر کی سل بن گئی تھی۔

اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

کیوں فایدہ نہیں آمنہ۔۔کیوں فایدہ نہیں تمہارا صرف نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں۔تم طلاق لے لو اور میرے ساتھ شادی کرلو۔پلیز آمنہ میں اور تم ایک دوسرے کیلیے ہی بنے ہیں ہمارے درمیان کسی تیسرے کی گنجائش نہیں ہے۔

آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے، ورنہ قدرت نے تو ہمیں یکجا کردیا تھا۔وہ سخت لہجے میں بولنا چاہتی تھی مگر آواز سے سختی مفقود ہورہی تھی۔

میرے والی غلطی تم تو مت دہراؤ نا آمنہ۔۔وہ اسے شانوں سے تھام کر بولا۔ آمنہ کے تن بدن میں جیسے کرنٹ سا دوڑا تھا۔عثمان احمد نے پہلی بار اسے چھوا تھا۔۔وہ دنگ تھی۔خواہشیں کیسے غیر متوقع انداز میں پوری ہوتی ہیں نا۔

میرا نکاح ہو چکا ہے۔وہ پست آواز میں بولی۔

طلاق لے لو آمنہ پلیز۔میری خاطر۔۔۔میں منت کررہا ہوں تمہاری آمنہ پلیز

مان لو میری بات۔اس کے ہاتھ اب اسکے شانوں سے سفر کرتے اسکی گردن پر رینگ رہے تھے۔

ایسا نہیں ہوسکتا۔اس نے کمزور لہجے میں کہا۔عثمان احمد کا لمس جادو اثر تھا۔وہ شیطان کے بہکاوے میں آتی جا رہی تھی۔

اگر تم چاہو تو ہو سکتا ہے آمنہ۔پلیز مان لو میری بات پلیز۔

جائیں یہاں سے پلیز۔اس نے کمزور سی مزاحمت کرنی چاہی۔

کیا تم اس سے محبت کرتی ہو جو تمہارا سو کالڈ شوہر ہے؟اس نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر پوچھا۔آمنہ نے پلکیں اٹھائیں۔عثمان کا دلکش چہرہ اسکے روبرو تھا اتنا قریب کہ اسکی سانسیں اسکے چہرے کو چھو رہی تھیں۔وہ اسکا سوال بھول کر ان جادوئی لمحوں میں قید ہونے لگی۔۔عثمان احمد کے قرب کو تو وہ ہمیشہ سے ترسی تھی۔۔تشنہ خواہشوں نے اسے اندھا کردیا۔

بولو نا۔۔تمہاری خاموشی کو میں کیا سمجھوں؟

پپ۔۔پتہ نہیں۔اسکی زبان لڑکھڑائی۔

کہہ دو کہ تم آج بھی مجھ سے محبت کرتی ہو آمنہ۔۔کہہ دو نا۔وہ جذباتی انداز میں بولا تھا۔آمنہ ڈہل کر رہ گئی۔

بولو آمنہ۔۔تمہاری آنکھوں میں میرا نام ہے۔تمہاری دھڑکنوں مجھے پکارتی ہیں۔

تم میری ہو آمنہ صرف میری ہو۔ایک جذب کے عالم میں بولتے ہوئے وہ جھکا اور اسکی پلکوں پر لب رکھ دیئے۔آمنہ کے وجود میں چنگاریاں سی اٹھنے لگیں۔ عثمان کی گرفت سخت تھی اور وہ کسی موم کی گڑیا کی طرح اس سلگتی آنچ میں پگھل رہی تھی۔

کرتی ہو نا مجھ سے محبت آمنہ؟ اس نے سرگوشی کی تھی۔اسکے ہونٹوں کا لمس اسکے چہرے کے ایک ایک نقش کو دہکا رہا تھا۔قریب تھا کہ وہ گناہ کے اس ریلے میں بہہ جاتی ایک آواز اسکے آس پاس ابھری تھی۔ہر لذت کی انتہا بے زاری ہے۔وہ ایک جھٹکے سے اس سے الگ ہوئی اور دوپٹے سے اپنے وجود کو چھپا لیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیٹ لاسٹ۔سخت لہجے میں کہتے ہوئے اس نے دروازے کی جانب انگلی سے اشارہ کیا۔

میں تو نہیں جانے والا آج آمنہ۔وہ سینے پر بازو لپیٹ کر بولا۔

نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔دفع ہوجاؤ۔

جھوٹ مت بولو۔

یہ سچ ہے۔۔آئی ہیٹ یو۔گیٹ آؤٹ۔وہ حلق کے بل چلائی۔

آئی لو یو آمنہ تم میری ہو اور عثمان احمد اپنی چیز کسی کو نہیں دیا کرتا۔وہ پھر

سے اسکی جانب بڑھا۔وہ پیچھے ہٹنے لگی۔

میں کوئی چیز نہیں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں۔اور مجھے تو تم تھوک کر چلے گئے تھے نا اب کیا لینے آئے ہو؟ اسکا لہجہ تلخ تھا۔ان لمحوں میں اچانک اس پر ادراک ہوا تھا کہ عثمان احمد اسکا نہ تھا بلکہ وہ تو شیطان کا ایک روپ تھا جو اسے بہکانے کی خاطر آیا تھا۔

غلطی ہوگئی تھی مجھ سے آمنہ۔اور میں شرمندہ ہوں۔تلافی کرنا چاہتا ہوں اور اسکا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم شادی کر لیں۔

میں عمر سے نکاح کرچکی ہوں اور ایک ڈیڑھ ماہ میں ہماری شادی ہے۔۔دفع ہوجاؤ تم اب۔اس نے عصیلے لہجے میں کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جہنم میں جائے عمر۔تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہی پڑے گی۔وہ جھنجھلا کر بولا۔

کتنے گھٹیا انسان ہو تم۔پہلے طلاق دے کر میری زندگی برباد کی اب میری اچھی بھلی زندگی میں زہر گھولنے آگئے ہو۔

زہر گھولنے نہیں آیا ہوں، اس زہر کا تریاق کرنے آیا ہوں جو میری بے وفائی نے تمہاری رگوں میں اتارا تھا۔اسنے اسکی جانب ہاتھ بڑھایا تھا جسے آمنہ نے جھٹک دیا۔

مجھے تمہاری بکواس نہیں سننی۔۔جاؤ یہاں سے۔وہ دبی آواز میں چلائی۔عثمان

نے دو قدم آگے بڑھ کر اسے دونوں بازوؤں سے دبوچ لیا تھا۔

تم میری ہو آمنہ صرف اور صرف میری۔اور میں تمہیں کسی اور کا کبھی نہیں ہونے دوں گا۔سنا تم نے اس نے اٹل لہجے میں کہا اور دیوانوں کی طرح اسکا چہرہ چومنے لگا تھا۔آمنہ کے پورے وجود میں چنگاریاں سی اڑنے لگیں۔خواب کا طلسم وحشتوں اور حیوانیت کے زور سے ٹوٹ گیا تھا۔عثمان احمد کی ذات کا فسوں چکنا چور ہورہا تھا۔وہ اپنی کمزور مزاحمت کو ڈھال بنانے کی کوشش میں ہلکان ہورہی تھی مگر وہ تو جیسے درندہ بن گیا تھا۔حیوانی انداز میں وہ اسے نوچ رہا تھا۔

تمہاری خاطر تانیہ سے جوتے کھا کر آیا ہوں قدرت نے مجھے ذلیل کروایا۔وہ بھی کسی اور مرد کے ساتھ چلی گئی تو بھی چلی جائے گی ایسا نہیں ہو سکتا۔میں تجھے اس لائق ہی نہ رہنے دوں گا۔اس پر دیوانگی طاری ہوچکی تھی۔

چھوڑو مجھے گھٹیا انسان درندے۔وہ اسے دور دھکیلنے کی کوشش کررہی تھی۔۔ ناکام کوشش۔

کس کیلیے چھوڑ دوں۔اس عمر کیلیے۔۔ہر گز نہیں۔تو میری ہے تجھے سب سے پہلے چھونے کا حق بھی میرا ہے۔ہزار بار کہا شرمندہ ہوں تو اب آخر تو کیا چاہتی ہے تیرے قدموں میں بیٹھا رہوں۔دو دن انتظار نہیں ہوا تجھ سے فوراً نکاح کرلیا۔آ ہی رہا تھا نا میں کونسا مر گیا تھا۔اسے بری طرح جھنجھوڑتے ہوئے وہ

کف اڑا رہا تھا۔

لعنت بھیجتی ہوں میں تم پر۔۔ گھٹیا انسان ہو تم۔عمر کی جوتی کے بھی برابر نہیں ہو۔دفع ہوجاؤ یہاں سے جاؤ نکلو۔وہ کسی بھوکی شیرنی کی طرح بپھر گئی تھی۔اسے زور زور سے دھکے دینے لگی۔اسی لمحے شایان نے گھر میں قدم رکھا تھا اور آنگن کا منظر دیکھتے ہی وہ تیر کی طرح اس جانب آیا تھا پھر کچھ بھی کہے سنے بغیر اسنے عثمان کو گریبان سے پکڑ کر آمنہ سے دور کیا اور پھر اسکے ہاتھ چل پڑے تھے۔۔وہ اسے بری طرح پیٹ رہا تھا۔غیرت اتنی طاقت ور تھی کہ اسکے سامنے درندگی بے بس ہوگئی تھی۔عثمان بے بسی سے پٹ رہا تھا اور شایان۔۔۔وہ تو اس سے بالکل ایک بھوکا شیر معلوم ہورہا تھا۔آمنہ وہیں زمین پر بیٹھ گئی اور سر گھٹنوں پر رکھ لیا۔شایان کے پیچھے ہی ابو بھی آ ئے تھے اور پھر آوازیں کی آوازیں گونجنے لگیں۔سب کچھ بول رہے تھے۔۔کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے۔مگر وہ چپ چاپ وہیں بیٹھی رہی۔کچھ دیر بعد شایان اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اسکے کمرے میں لے آیا اور اسے پانی پلا کر سر پہ پیار کرکے کمرے سے چلا گیا تھا۔وہ کسی سنگی مجسمے کی طرح بیٹھی رہی۔خوابوں کا سمندر بھاپ بن کر اڑ گیا تھا اور اسکی آنکھیں خالی ہوگئی تھی۔۔

اس نے فون اٹھا کر فرزانہ کو کال ملائی۔

ہیلو۔۔

سارے خواب ٹوٹ گئے ہیں فرزانہ۔وہ رو پڑی تھی۔

کیا ہوا آمنہ تم ٹھیک تو ہو نا رو کیوں رہی ہو؟ وہ پریشان ہوگئی تھی۔

سارے۔۔خواب۔۔ٹوٹ۔۔۔گئے۔۔ہیں۔ہچکیوں اور سسکیوں کے درمیان وہ یہی ایک جملہ دہراتی جارہی تھی۔پھر اس نے کال بند کردی اور زمین پر بیٹھ کر گھٹنوں پر سر رکھ لیا۔یاد کا ایک در وا ہوا تھا۔۔وہ بھی ایک ایسا ہی قاتل لمحہ تھا جب سجیلہ کی مہندی سے وہ زخم خوردہ ہوکر لوٹی تھی تب عمر نے اسکی داد رسی کی تھی۔اسے وہ شدت سے یاد آیا تھا۔۔کاش وہ کہیں سے آ جائے اور اسے باہوں میں بھر کر اس لمس کا اثر زائل کردے جو اسے تن بدن کو سلگا رہا تھا۔وہ ٹوٹ کر روئے گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تمہارا صرف نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں۔تم طلاق لے لو اور میرے ساتھ شادی کرلو۔پلیز آمنہ میں اور تم ایک دوسرے کیلیے ہی بنے ہیں ہمارے درمیان کسی تیسرے کی گنجائش نہیں ہے۔

آپ مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے، ورنہ قدرت نے تو ہمیں یکجا کردیا تھا۔

میرے والی غلطی تم تو مت دہراؤ نا آمنہ۔۔

طلاق لے لو آمنہ پلیز میری خاطر۔وہ ڈرائیو کررہا تھا اور یہ آوازیں ملک الموت کی طرح اسکے تعاقب میں تھی۔وہ گھر پہنچا ہی تھا کہ دروازہ کھلا دیکھ کر

ٹھٹھکا تھا اور پھر اندر کا منظر دیکھ کر وہ رک گیا تھا ٹھہر گیا تھا۔وہ مرد کتنا شاندار تھا جو آمنہ کے روبرو کھڑا تھا۔

اور اسکی باتیں۔۔۔عمر کو فورا پتہ چل گیا تھا کہ وہ عثمان احمد ہے اور مستقل آمنہ کو اپنی محبت اور شرمندگی کا یقین دلا رہا تھا۔عمر بے اختیار ہی دروازے کی اوٹ میں ہوگیا تھا۔اس شخص نے آمنہ سے طلاق لینے کو کہا تھا تو عمر کا رواں رواں آمنہ کا جواب سننے کا منتظر ہوگیا تھا اور پھر آمنہ نے جواب دیا تھا

۔۔۔پتہ نہیں۔

خوابوں کے تاج محل یکدم زمین بوس ہوگئے تھے اور پھر وہ کچھ بھی سنے بغیر پلٹ آیا تھا۔اسکا پورا وجود کسی ان دیکھی آگ کی لپیٹ میں تھا اور ذہن میں رہ رہ کر جھماکے ہورہے تھے۔آمنہ کا کمزور سا جواب، اسکی آنکھوں کی بے چینی۔۔اسکے چہرے کے تاثرات۔۔وہ جیسے عثمان احمد کو دیکھ کر سب بھول بیٹھی تھی۔عمر کے اندر سناٹا تھا۔۔وہ جس عورت کی محبت میں اپنے خونی رشتوں سے لڑ گیا تھا خود اپنی فطرت سے لڑ گیا تھا وہ تو آج بھی اسی پیکر کی محبت میں مبتلا تھی، اور وہ پیکر بھی تو کتنا دلکش تھا۔۔بھلا اسے کیسے بھلایا جا سکتا تھا۔۔بے حد پر کشش۔۔۔مردانہ وجاہت کا شہکار۔۔۔جسے دیکھ کر عمر بھی مبہوت ہوگیا تھا۔۔آمنہ نے تو بچپن سے اسے ہی چاہا تھا بھلا عثمان احمد کے سامنے عمر فاروق کی کیا بساط۔۔۔عثمان احمد تو پوجے جانے کے لائق تھا۔۔اپالو کے مجسمے جیسا۔۔۔تبھی تو آمنہ کبھی عمر کو ایکسپٹ نہ کر پائی تھی، ہمیشہ ہی اسے عمر کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شخصیت پر اعتراضات رہے تھے۔اور کیسے نہ ہوتے۔۔۔وہ عثمان احمد کی اسیر تھی جس کے مقابل کسی کا ٹھہرنا ناممکنات میں سے ہی تھا۔کم مائیگی کا حساس عمر کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔آمنہ کی جھنجھلاہٹیں، وہ اسکا بار بار عمر کے مزاج پر تنقید کرنا اسے ال مینرڈ کہنا سب کچھ عمر کی سمجھ نہیں آگیا تھا۔عثمان کو دیکھ اور سن لینے کے بعد اسے آمنہ اپنے ہر ہر رویے میں حق بجانب لگنے لگی تھی اور اب جب وہ شرمندہ ہوکر لوٹ آیا تھا تو اسے کوئی حق نہ تھا کہ وہ آمنہ کے راستے کی رکاوٹ بنتا۔وہ اسے چھوڑ دے گا۔۔۔عمر نے سوچا اور اسکا پاؤں بلا ارادہ ہی ایکسلیریٹر پر پڑا۔گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی۔وہ آمنہ کو طلاق دے گا۔دماغ نے دہرایا اور سٹیرنگ پر جمے ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہوگئی۔دانت اتنی زور سے بھینچے کہ جبڑے کے مسلز ابھر آئے تھے۔ ماتھے کی رگیں نمایاں ہو گئیں۔محبت امتحان لیتی ہے۔۔۔مگر اتنا کڑا امتحان۔۔۔ عمر کی پلکیں نم ہونے لگی تھیں۔

اس قدر دیدہ دلیری۔۔میں نے تو احمد کو صاف کہا ہے کہ اپنے بیٹے کو لگام دے کر رکھے ورنہ ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری نکلواؤں گا ساری زندگی جیل کی چکی پیسے گا۔فی الحال تو ضمانت پر رہائی مل گئی ہے اسے۔ابو غصیلے لہجے میں بول رہے تھے اور گھر کے تمام افراد چپ چاپ بیٹھے تھے۔شایان کے چہرے پر غیض و غضب کے آثار تھے اور امی نجانے کس سوچ میں گم تھیں۔

عمر کل سے اب تک گھر کیوں نہیں آیا ؟ یکدم ابو نے آمنہ سے سوال پوچھا تھا۔

پتہ نہیں۔

کیوں نہیں پتہ تمہیں شوہر ہے وہ تمہارا تم نے پوچھا نہیں اس سے؟ انہوں نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

وہ میری کال نہیں اٹھا رہا۔اس نے سر جھکا کر پست لہجے میں جواب دیا۔

کیوں کیا ہوا ہے ؟

پپ۔۔پتہ نہیں۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جھوٹ مت بولو آمنہ۔سچ سچ بتاؤ کیا ہوا ہے ؟ انکا لہجہ سخت تھا۔

کچھ نہیں ابو جی۔ایسے ہی ذرا سی بات کر ناراض ہوگیا وہ۔اس نے سر جھکا کر جواب دیا۔

تو آخر چاہتی کیا ہے آمنہ؟ گھر بسانا ہے تو نے اپنا کہ نہیں؟ یکدم امی جیسے پھٹ پڑی تھیں۔

ایسے کیوں کہہ رہی ہیں امی۔

کیوں نہ کہوں ایسے۔اندھی نہیں ہوں میں سب کچھ نظر آتا ہے مجھے۔نادیہ کی شادی سے اب تک تیرا موڈ ٹھیک ہو کر نہیں دے رہا پرسوں بھی میں نے

اپنے کانوں سے سنا تھا تو نے عمر سے کس طرح بدتمیزی سے بات کی تھی۔آخر تو چاہتی کیا ہے ؟ آسمان سے کوئی شہزادی اترے گا تیرے لیے اور شہزادہ جو اترا تھا اسکے کرتوت دیکھ لیے ہیں نا۔وہ غصیلے لہجے میں بولے گئیں۔آمنہ چپ چاپ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی۔فون اٹھا کر عمر کو کال ملائی۔اس نے تیسری بیل پر کال ریسیو کرلی تھی۔

عمر کہاں ہو تم؟ اس نے بے تابی سے پوچھا۔

یہیں ہوں۔اسکے لہجے میں بڑی ٹھنڈک تھی

کب آؤ گے؟

ایک بار تو ضرور آؤں گا تمہیں اس ان چاہے رشتے کے سنگل سے آزاد کرنے کیلیے۔اس نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

یہ۔۔یہ کیا کہہ رہے ہو۔

وہی جو سچ ہے۔آمنہ میں نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ میں عثمان احمد کے مقابلے پر کچھ بھی نہیں ہوں اور میری اتنی اوقات بھی نہیں کہ میں اسکا مقابلہ کرنے کی کوشش کروں۔تمہارے دل پر اسکے نقش بہت گہرے ہیں اور میں مزید اپنی تذلیل سہہ نہیں سکتا۔تم جسے چاہتی ہو وہ لوٹ آیا ہے سو اسی کے ساتھ زندگی گزارو زبردستی کے رشتے سے میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔اور ہاں اب مجھے دوبارہ کال مت کرنا۔اللہ حافظ۔اسکا جواب سنے بغیر اس نے سلسلہ منقطع کردیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔آمنہ پاگلوں کی طرح اسے کالز اور میسیجز کرنے لگی مگر اس نے فون ہی آف کردیا تھا۔تھک ہار کر وہ روتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی۔تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر فرزانہ اندر داخل ہوئی۔

ارے آمنہ کیا ہوا ہے ایسے زمین پر کیوں بیٹھی ہو۔وہ پریشان سی ہوتی اسکے پاس ہی آکر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

عمر مجھے چھوڑ رہا ہے فرزانہ میں نے تمہیں کہا تھا نا وہ شازمین کی خاطر مجھے چھوڑ دے گا وہ مجھے چھوڑ رہا ہے وہ روتے ہوئے بولی

کیا مطلب ہے۔ایسے کیسے وہ تمہیں چھوڑ سکتا ہے۔

اس نے کہا ہے کہ عثمان واپس آگیا ہے سو میں عثمان کے ساتھ رہوں اور وہ اپنی مزید تذلیل برداشت نہیں کرسکتا۔

عثمان کے متعلق اسے کیسے پتہ چلا؟

مجھے نہیں پتہ۔۔وہ مجھے چھوڑ رہا ہے۔۔شازمین کی خاطر۔وہ بری طرح رو رہی تھی۔فرزانہ نے اسکا سر اپنے شانے سے لگا لیا

خود کو سنبھالو آمنہ ضرور اسے کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے تم اس سے کھل کر بات کرو۔

اسنے اپنا فون تک آف کردیا ہے۔ہچکیوں کے درمیان وہ بمشکل بولی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یار کب تک وہ اپنا فون آف رکھے گا۔تم تھوڑا صبر کرو۔یا پھر ایسا کرو اسکے دفتر چلی جاؤ۔

نہیں میں نے نہیں جانا کہیں بھی۔وہ عثمان کا بہانہ کرکے مجھے شازمین کی خاطر چھوڑ رہا ہے آئی نو وہ اسی سے شادی کرے گا۔آنٹی نے ٹھیک کہا تھا۔

کیا اس نے کہا کہ وہ شازمین سے شادی کرے گا؟

نہیں مگر در حقیقت بات یہی ہے۔

تم مجھے یہ صرف یہ بتاؤ کہ عثمان کی آمد کا اسے کیسے پتہ چلا۔

مجھے کچھ نہیں پتہ۔کچھ نہیں پتہ مجھے۔وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر گھٹنوں پر سر رکھ کے سسکنے لگی تھی۔فرزانہ نے بے بسی سے اسکی طرف دیکھا مگر کچھ بولی نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یار اتنی اچھی ملازمت کیوں چھوڑ رہا ہے ؟ شبیر نے حیرت سے پوچھا

میں اس شہر میں مزید نہیں رہ سکتا۔عمر کا چہرہ اندرونی اذیت کا غماز تھا

ہمت کر یار۔

نہیں ہے یار ہمت مجھ میں۔نہیں ہے بس۔۔ وہ تلخ لہجے میں بولا۔

اچھا ریلیکس۔سن تو بات کر اتھارٹیز سے کہ وہ تجھے گجرانوالہ کے متعلقہ محکمے میں ٹرانسفر کردیں۔ایسے نوکری نہ چھوڑ۔سرکاری نوکری آج کل کہاں ملتی ہے۔

بھاڑ میں جائے نوکری۔میں ابا کی دکان پر بیٹھ کر دکان داری کرلوں گا ویسے بھی ال مینرڈ جاہل اور گھٹیا انسان کا ٹیگ تو لگ ہی چکا ہے مجھ پر۔کیا فرق پڑتا ہے کہ میں جیالوجسٹ ہوکر بھی دکانداری کرلوں۔وہ خود اذیتی کے انداز میں ہنسا تھا۔

یار اپنی زندگی تباہ مت کر اس طرح۔

زندگی تو برباد ہی ہے اسکے ساتھ بھی اسکے بغیر بھی۔تو پھر یہاں کیوں رہوں۔

تم بہت جذباتی ہورہے ہو عمر۔

ہاں ہورہا ہوں کیونکہ میں محبت کرتا ہوں اس سے۔اپنی بزدلی، منافقت اور فلرٹ والی طبیعت سے جنگ لڑی ہے میں نے اسکی خاطر۔مستقل مزاج بنا اسے پانے کیلیے۔میری تو وہ پہلی محبت ہے نا میں کیا کروں اگر میں اسکی پہلی محبت نہیں ہوں۔کتنی سزا جھیلوں س ناکردہ جرم کی؟ اسکی آواز حلق میں گھٹ کر رہ گئی تھی تو آنکھوں میں چھلکتی نمی کو چھپانے کی خاطر اسنے سر جھکا لیا۔

عمر پلیز خود کو سنبھال یار۔شبیر نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔جو اسنے جھٹک دیا اور لمبے لمبے سے بھرتا اسکی نظروں سے دم بہ دم دور ہوتا گیا۔

www--neweramagazine--com

آج فاروق صاحب کا فون آیا تھا شادی کی تاریخ مانگ رہے تھے۔ابو کی آواز سن کر اسکے قدم بے اختیار ہی انکے کمرے کے باہر رک گئے۔

اچھا تو پھر آپ کے کیا کہا؟ امی کی آواز آئی تھی

میں نے کیا کہنا تھا بیگم۔جتنی جلدی بیٹی کے فرض سے سبکدوش ہوجاؤں بہتر ہے۔

ہاں یہ تو ہے۔

فاروق صاحب کہہ رہے تھے کہ نادیہ بیٹی کے سسرال والے اگلے ہفتے واپس جارہے ہیں کیونکہ انکی بیٹی شازمین کی شادی ہے۔تو انکے جانے کے بعد فاروق صاحب بھابی کے ہمراہ باقاعدہ تاریخ لینے آئیں گے۔ابو کی بات سن کر وہ حیرت زدہ رہ گئی تھی۔

شازمین تو بڑی ہی پیاری بچی ہے۔میں تو کہتی ہوں ہمیں اسکو شادی کا تحفہ ضرور دینا چاہیے۔اتنی با اخلاق بچی تھی وہ نادیہ کی شادی کے دوران جتنی بار سامنا ہوا بڑے میٹھے انداز میں بات کرتی تھی۔امی نے کہا۔

ہاں میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ میں اور تم جاکر مل ہی آئیں ان سب سے۔اب دوبارہ نجانے کب آئیں۔۔بیٹی کی سسرال کا معاملہ ہے کہیں ہمارے نہ جانے سے فاروق صاحب برا ہی نہ مان جائیں۔

بات تو آپکی درست ہے۔میں اور آپ چلتے ہیں۔امی اور بھی کچھ کہہ رہی تھیں مگر وہ وہاں سے ہٹ آئی تھی۔شازمین کی شادی۔۔۔وہ الجھ گئی تھی۔

اپنے کمرے میں آکر اس نے اپنے فون اٹھایا۔شازمین نے اسے اپنا نمبر تو دیا تھا مگر اس نے کبھی اس سے بات نہ کی تھی اس سے اسنے بناء سوچ سمجھے اسکے نمبر پر کال ملا دی۔جو دوسری ہی بیل پر ریسیور کرلی گئی تھی۔

زہے نصیب آج تو مسز عمر نے ہمیں کال کرنے کا شرف بخشا ہے۔وہ انگلش میں بولی تھی۔

کیسی ہیں آپ؟ آمنہ نے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مزے میں۔تم کیسی ہو؟

ٹھیک ہوں۔ابو بتا رہے تھے کہ آپ لوگ اگلے ہفتے واپس جارہے ہیں۔

ہاں یار۔میری شادی ہے نا۔زین کا بتایا ہوگا تمھیں عمر نے۔میرا فیانسی ہے۔پہلے تو ہمارا ارادہ تھا کہ نادیہ بھاجی کے پیپرز بن جانے کے بعد ہی میری شادی ہوگی مگر اب زین کے پیرنٹس کو جلدی ہے سو ہم نے سوچا ہے ایک سادگی سے شادی کا ایک فنکشن کرلیں گے اور ولیمہ نادیہ باجی کے وہاں پہنچنے کے بعد۔اس نے کھلکھلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

اچھا۔۔آپکو مبارک ہو۔اس نے پھیکے لہجے میں کہا

خیر مبارک۔اور تمہیں بھی مبارک ہو آنٹی بتا رہی تھیں کہ جلد ہی تمہیں بھی رخصت کروا کے لے آئیں گی۔

جی۔۔اچھا پھر بات ہوتی ہے۔اللہ حافظ۔اس نے کال بند کرکے بے چینی سے عمر کا نمبر ملایا۔بیل جاتی رہی مگر کسی نے کال ریسیو نہ کی تھی۔

عمر پلیز کال اٹینڈ کرلیں۔اس نے میسیج لکھ کر اسکے نمبر پر بھیجا۔چند منٹ بعد اسکا جواب آیا تھا۔بزی ہوں۔

پلیز عمر پلیز۔۔۔اس نے میسیج کیا۔

نو۔اسکا جواب تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanal|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر آخر تم کس بات پر اتنا ناراض ہوگئے ہو؟میں نے کب کہا میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی؟ اس نے میسیج بھیجا

کچھ باتیں زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔اسکا جواب تھا۔

تمہیں مجھ پر اعتبار ہونا چاہیے عمر۔

اعتبار ہی تھا تب تک۔۔جب تک تمہیں اپنی آنکھوں سے عثمان بات کرتے نہیں دیکھا۔

اوہ گاڈ۔۔۔عمر پلیز لیٹ می کلیئر۔

نو نیڈ۔

اچھا مجھ سے مل لو ایک بار۔

نہیں مل سکتا۔

پلیز عمر۔۔تم کہاں ہو میں آجاتی ہوں۔

بزی ہوں۔

کہاں؟

اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔وہ میسیجز کرتی رہی، مگر کوئی جواب نہ آیا تھا۔وہ سوچتی رہی اور پھر اٹھ کر چادر اوڑھی اور بیگ کاندھے پر ڈال کر کمرے سے باہر نکلی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی میں عمر سے ملنے جارہی ہوں اسکے دفتر۔وہ اونچی آواز میں کہہ کر تیزی سے آنگن پار کرکے باہر نکلی اور ٹیکسی کرکے عمر کے دفتر پہنچی۔وہاں پر شبیر سے ملاقات ہوئی۔اس نے بتایا کہ عمر نے لانگ لیو لے لی ہے اور آج دوپہر دو بجے کی ٹرین سے وہ واپس گجرانوالہ جارہا ہے۔آمنہ کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اس نے اپنی کلائی گھڑی کی طرف دیکھا۔ابھی ایک بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔وہ پھر سے ٹیکسی میں بیٹھ کر ریلوے سٹیشن روانہ ہوگئی۔اسکے ہاتھوں پر پسینہ اتر رہا تھا اور دل جیسے سر میں دھڑک رہا تھا۔نجانے رستہ کیسے طے ہوا اور اس نے ٹیکسی والے کو کتنے کا نوٹ تھمایا۔ریلوے سٹیشن کافی دور تھا اسنے کلائی گھڑی پر نظر ڈالی۔دو بجنے میں دس منٹ باقی تھی۔وہ تقریباً بھاگتی ہوئی

ریلوے سٹیشن کے اندر آئی۔ہر طرف رش تھا۔اس نے متلاشی نظروں سے ادھر ادھر تکتے ہوئے عمر کا نمبر ملایا۔اس نے کال ریسیو نہ کی تھی۔وہ گہری سانس بھر کر رک گئی۔پھر کچھ سوچ کر انکوائری ڈیسک تک آئی اور گجرانوالہ جانے والی ٹرین کی بابت دریافت کیا۔ٹرین آنے میں ابھی پندرہ منٹ باقی تھے۔وہ تیز قدموں سے چلتی ہوئی ویٹنگ روم میں آئی۔عمر وہاں نہ تھا۔وہ ادھر سے باہر نکلی اور پلیٹ فارم کی جانب بڑھ گئی۔پلیٹ فارم پر رش بہت کم تھا۔ وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھتی گئی اور پھر وہ اسے نظر آگیا تھا۔بنچ پر بیٹھا ہوا تھا۔اسکا سفری بیگ اسکے پیروں کے پاس پڑا ہوا تھا۔وہ اسکے پاس آکر رک گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جارہے ہو؟ اس نے سوال کیا تھا۔عمر نے چونک کر سر اٹھایا۔اسکی دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں سگریٹ دبا ہوا تھا۔

ہاں جارہا ہوں۔اسکا جواب تھا۔

مجھے چھوڑ کر؟

تمہیں میں چاہیے ہی کب ہوں؟

اور یہ تم نے کیسے سوچ لیا؟

تب تک نہیں سوچا تھا جب تک اپنی آنکھوں سے تمہیں عثمان احمد سے بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔

عمر بدگمانی مت پالو۔

بدگمانی نہیں حقیقت ہے۔تمہارے دل پر اس شہزادوں کی سی آن بان رکھنے والے مرد کے نقش اتنے گہرے ہیں کی میں چاہ کر بھی تمہارے دل تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔اس عام سی شکل اور ال مینرڈ مزاج کے ساتھ میں عثمان احمد کا مقابلہ نہیں کرسکتا سو اپنی ہار تسلیم کرکے جارہا ہوں۔اس نے بے تاثر لہجے میں جواب دیتے ہوئے سگریٹ دور اچھال دیا اور اٹھتے ہوئے سفری بیگ بھی کاندھے سے لٹکا لیا۔

اسکا اور تمہارا مقابلہ نہیں ہے عمر۔

ہاں واقعی میرا اور اسکا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔وہ ہر لحاظ سے مجھ سے بہتر ہے اور پھر وہ تمہاری اولین چاہت ہے۔تم نے ہمیشہ مجھے اس سے کمپیئر کیا ہے، مجھ میں اسے ہی کھوجا ہے آمنہ۔تم اسکے ٹرانس سے کبھی نکل ہی نہیں سکی۔وہ بہت سنجیدہ نظر آرہا تھا اتنا سنجیدہ کہ آمنہ کو اس کہ سنجیدگی سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

ایسا نہیں ہے عمر۔۔تم ہر حال میں بہتر ہو اس سے۔اور یہ سچ ہے کہ میں نے ہمیشہ غیر شعوری طور پر تمہارا موازنہ کیا تھا اس سے اور صرف تم ہی نہیں میں ہر مرد کو اسی لیول پر جج کرتی رہی ہوں۔۔مجھے لگتا تھا مرد کو سنجیدہ مزاج باوقار اور کم گو ہونا چاہیے۔کیونکہ میرے ذہن میں ایک آئیڈیل بنا ہوا تھا۔مگر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب وہ بت ٹوٹ گیا ہے عمر۔میں جان گئی ہوں کہ ظاہری شخصیت کا اجلا پن کسی کے من کی میل کو ڈھانپ نہیں سکتا۔وہ تیز تیز بولتے ہوئے اپنا پوائنٹ آف ویو واضح کرنا چاہ رہی تھی۔ تبھی ٹرین کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ سنائی دینے لگی۔آمنہ نے پلٹ کر دیکھا۔ٹرین پلیٹ فارم کی جانب آرہی تھی۔

آمنہ تم اس سے پہلے بھی بہت بار یہ سب کہہ چکی ہو مگر چند دن گزرتے ہی تم پھر سے میرے مزاج میں سے کیڑے نکالنے لگ جاتی ہو، تمہیں میرا ہنسنا ہنسانا میری جہالت لگتا ہے اور میں تمہیں ال مینرڈ لگتا ہوں۔تم ساری زندگی اس آئیڈیل کے اثر سے باہر نہیں نکل سکتیں یہ میں نے جان لیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ تم میری بیوی بن کر بھی میرے چہرے میں کسی اور کو ہی تلاش کرو۔میں ایک عام سا بندہ ہوں آمنہ میرے پاس یہی عام سی شکل اور یہی ناقابلِ برداشت مزاج ہے۔میں افسانوی ہیرو نہیں ہوں۔۔عام انسان ہوں۔ وہ دکھی لہجے میں بولتے ہوئے نظریں پھیر گیا تھا۔مگر اس کی آنکھوں کی نمی آمنہ سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رک گئی تھی۔اور مسافر اٹھ اٹھ کر اسمیں سوار ہورہے تھے۔عمر نے بھی اپنے قدم اسی جانب بڑھا دیئے تھے۔آمنہ نے اسکا ہاتھ تھام لیا اور عین اسکے سامنے آن رکی۔

کون کہتا ہے کہ ہیرو بس وہی ہوتا ہے جو ہینڈسم ہوتا ہے دلکش اور پرکشش ہوتا ہے جس کا لہجہ چارمنگ ہوتا ہے اور جس کی ظاہری شخصیت ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہوتی ہے۔ایسے ہیرو تو بس ناولوں میں ہوتے ہیں نا عمر۔اصل زندگی

میں ہیرو وہی ہوتا ہے جو عزت دے اور خلوص سے رشتہ نبھائے۔اور تم ایک پرفیکٹ ہیرو ہو عمر میرے ہیرو۔میرے خوابوں کے ہیرو۔اس کے دونوں ہاتھ تھام کر اس نے نم آنکھوں سے کہا تھا۔اس سے اسکی آنکھوں میں سچائیاں تھیں۔عمر نے بغور اسکی جانب دیکھا۔

تمہارا اور عثمان کا کوئی مقابلہ نہیں ہے عمر۔۔اس نے مجھے بے عزت کردیا تھا تم نے مجھے عزت سے جینا سکھایا مجھے عزت دلوائی۔تمہارا اور اسکا کوئی مقابلہ نہیں ہے اور اگر مجھے زندگی میں بار بار موقع ملے تو میں بار بار تمہارا ہی انتخاب کروں گی عمر۔کیونکہ میرے دھنک رنگ خوابوں کے شہزادے تم ہو عثمان نہیں۔اس نے ایک جذب کے عالم میں کہتے ہوئے اسکا چہرہ دونوں ہاتھ میں تھام لیا تھا۔پلیٹ فارم پر ادھر سے ادھر جاتے لوگوں میں سے چند ایک رک کر ان دونوں کو دیکھنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آمنہ۔۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ سکا تھا۔

میں چاہتی ہوں کہ عمر بھر تم مجھے چڑاتے رہو، فقرے چست کرو۔۔کھلکھلا کر ہنسو، کہ میری زندگی کے سب رنگ تمہارے مزاج کی جولانی سے ہی تو ہیں۔ بہتے آنسوؤں کے ساتھ آج وہ سب اعترافات جو زبان دے رہی تھی۔عمر کی آنکھوں سے بھی قطرہ قطرہ آنسو گر کر اسکی داڑھی میں جذب ہورہے تھے۔

آئی لو یو عمر۔۔آئی لو یو سو مچ۔اس نے پنجوں کے بل اونچا ہوتے ہوئے اسکے

دائیں گال کو ہونٹوں سے چھوا تھا۔وہ دونوں اس بات سے بے خبر تھے کہ انکے ارد گرد لوگوں کا مجمع بڑھتا جارہا ہے۔عمر نے سفری بیگ کا سٹریپ چھوڑ کر اسے بانہوں میں بھر لیا۔

آئی لو یو ٹو آمنہ۔اس نے محبت بھری سرگوشی کی تھی۔

کبھی چھوڑ کر نہیں جانا مجھے عمر۔اسکی گردن کے گرد بازو حمائل کیے وہ ناز بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔

مر کر بھی نہیں چھوڑ سکتا تمہیں۔اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ شدتوں سے پر لہجے میں بولا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چلو واپس چلیں۔ اسکے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں پر سمیٹتے ہوئے اس نے کہا۔

چلو۔اس نے جھک کر اپنا سفری بیگ اٹھایا۔

لوگ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔آمنہ کو یکدم اپنے ارد گرد۔موجود بھیڑ کا احساس ہوا تو وہ سر جھکا کر بولی۔

خوابوں کا ایک رنگ یہ بھی تو ہوتا ہے نا جانم کہ محبت آپ کو گردش و پیش سے بیگانہ کردے۔اس کی طرف جھکتے ہوئے اسنے دلفریب لہجے میں کہا تھا۔
ایک بھر پور مسکراہٹ آمنہ کے چہرے کو دمکا گئی۔عمر نے اسکا ہاتھ تھام کر ایک قدم آگے بڑھایا تھا اور خوابوں کی سرزمین پر پہلا قدم دھرتے ہوئے

آمنہ سرفراز نے اپنے ہمراہ چلتے ہوئے اس عام سے انسان کو اپنے لیے بے حد خاص بنتے دیکھا تھا۔

❤ختم شدہ❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews